رقیب

تحریر: مہم جاوید

سرد موسم میں وہ بھی برف کا مجسمہ لگ رہی تھی سردی کی لہر تیزی سے بڑھ رہی تھی اور وہ ہر روز کی طرح ننگے پاؤں چھت کے ٹھنڈے فرش پر ٹہل رہی تھی شائد وہ اس عمل کی عادی ہو گئ تھی یا شائد اسے اب کوئی اذیت محسوس ہی نہیں ہوتی تھی وہ پچھلے دو گھنٹوں سے یونہی خود کو تکلیف پہنچارہی تھی

"زنیرہ؟؟" اچانک کسی کے پکارنے پر وہ چونکی

"تم؟؟ تم کب آئیں؟؟" اس نے آگے بڑھ کر فاطمہ کو گلے لگایا جو کہ اسکی فرسٹ کزن تھی اس کی ماموں زاد۔

"ہم لوگ بس ابھی ہی آئے ہیں، مگر تم یہاں اتنی ٹھنڈ میں ننگے پاؤں بغیر کسی گرم کپڑے کے یہاں کلفی کیوں بن رہی ہو ماما کو پتا چلا تو بہت ڈانٹیں گی تمہیں" فاطمہ نے فکرمندی سے کہا تو وہ ہنسنے لگی

"ہوں! اور انہیں بتائیگا کون" اس نے شرارتی انداز میں پوچھا

"میں ہی بتاؤنگی اور کون؟" اس نے زنیرہ کا ہاتھ پکڑا اور نیچے لے گئ

فاطمہ اس کی ماموں زاد تھی اور بیسٹ فرینڈ بھی ان کا گھر اور زنیرہ کا گھر قریب ہی تھا اس ہی لیے

آئے دن ایک دوسرے کے گھر آنا جانا رہتا زنیرہ کی ممانی اسے بہت چاہتی تھیں جس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ ان کا سپوت بھی اسے اتنا ہی چاہتا تھا اس حوالے سے وہ اپنی نند یعنی زنیرہ کی والدہ سے کئی بار تذکرہ کر چکی تھیں مگر وہ جب بھی زنیرہ سے اس بابت پوچھتیں وہ یہ کہ کر ٹال جاتی کہ اسے شادی نہیں کرنی اور فالحال تو ہرگز نہیں اور گھر والوں کی لاڈلی زنیرہ کے ساتھ کوئی زبردستی کرنا نہیں چاہتا تھا

"پھر وہی مارکس؟؟یعنی یہ تو طے ہے کہ تم کبھی مجھے پڑھ کے نہیں دوگی".

روحان آج بھی سمرہ کو ڈانٹ رہا تھا

"بابا میں کیا کروں میں نے محنت کی تھی وہ ٹیچر ہی سہی نہیں تھیں" سمرہ نے منہ بناتے ہوئے کہا

"اچھا؟؟یعنی یہ الزام بھی دوسروں پر" روحان کو حیرت تھی کہ وہ دس ٹیچرز اس کے لیے بدل چکا پھر بھی وہ لکیر کی فقیر ہی رہی.

بابا وہ! بابا کل ویک اینڈ ہے ناں؟ اس نے انگلیاں مروڑتے ہوئے کہا

"ہاں تو؟؟" روحان کچھ دیر خاموشی کے بعد بولا

"تو آپ رات کو مجھے ماما کے پاس چھوڑ دینگے" اس نے ڈرتے ڈرتے اپنا مدعا بیان کیا کیونکہ وہ جانتی

تھی کہ اس موضوع پر والد کی ساری محبت اڑنچھو ہو جاتی ہے

"ہوں چھوڑ دونگا" روحان نے سرسری سا جواب دیا اور اٹھ کر کمرے میں چلا گیا

سمرہ کے والدین کی علحیدگی کو تقریباً چھ سال گزر گئے تھے علحیدگی کے وقت سمرہ دس سال کی تھی اور اب وہ سولہویں سال میں تھی وہ اس وقت دسویں جماعت کی طالبہ تھی وہ بہت ضدی اور لاپرواہ تھی یا شائد وقت نے اور رشتوں کی محرومی نے اسے ایسا بنا دیا تھا

"تو پھر کیا سوچا تم نے رزلٹ آنے میں تھوڑا ہی وقت رہ گیا ہے بھابھی کو کیا جواب دوں" زنیرہ کی والدہ نے وہی بات پھر دہرائی جس سے اسے سخت کوفت تھی

"امی کیا میں آپ کے لیے بوجھ بن گئی ہوں یا آپ لوگوں کا مجھے ٹارچر کرنے فرض ہے؟؟ وہ ہر بار ہی اس بات پر ایسے ہی رئیکٹ کرتی

"بیٹا ہم دشمن ہیں کیا تمھارے، تمھارا بھلا چاہتے ہیں اتنا اچھا رشتہ آسانی سے نہیں ملتا اور ویسے بھی کوئی اور ہوتا تو کبھی بھی تمھارے لیے اتنا انتظار نہیں کرتا" مومنہ بیگم بھی آج تھوڑا برہم ہو گئیں

"تو نہ کریں انتظار میں نے کہا ہے ان سے کہ وہ میرے لیے چلہ کاٹیں، اور ہاں مجھے ایک اچھے اسکول سے جاب کی آفر آئی ہے اس لیے ابھی تو آپ انہیں انکار کر دیں ویسے بھی مجھے ایم فل

کرنا ہے" اس نے ایک اور دھماکا کیا تو وہ سر پکڑ کر رہ گئیں۔

آج اس کی جاب کا پہلا دن تھا یوں تو وہ روز فجر کے بعد تھوڑا اور سو جایا کرتی تھی لیکن آج اسے صبح سات بجے پہنچا تھا اس کے نزدیک فرسٹ امپریشن از دی لاسٹ امپریشن والا قول بہت اہمیت رکھتا تھا وہ نماز کے بعد صبح کے ازکار کرنے لگی اور آج بھی اس نے رب سے اپنے ذہنی سکون کے لیے دعا مانگی تھی ویسے یہ جاب بھی اس کے ذہنی سکون کا ایک ذریعہ تھی وہ خود کو بہت مصروف کر دینا چاہتی تھی انہیں سوچوں میں تھی کہ وقت کا خیال آتے ہی ناشتے کی تیاری کے لیے کچن میں گھس گئی ناشتے کے بعد وہ سلیقے سے تیار ہوئی سر پر دوپٹہ اوڑھا اور کندھے پر چادر ڈال کر امی کو سلام بولا اور اسکول کے لیے نکل گئی جلد ہی اس کی وین آگئی اور وہ اس میں بیٹھ گئی "زندگی؟ کیا ہے میری زندگی؟؟ میں کیوں اپنی ذات سے کھیل رہی ہوں؟؟ مجھے تیمور کے لیے ہاں کہہ دینا چاہیے، امی بھی کتنا پریشان ہوتی ہیں، مگر نہیں! میں اپنی زندگی میں کیسے کسی مرد کو شریک کر سکتی ہوں؟؟ نہیں میں شادی نہیں کرونگی کبھی نہیں، یوں بھی آسانی سے گزر رہی ہے، گزر جائیگی، میں ایم فل کر کے اچھی جاب کر لونگی اس طرح میں گھر والوں کے لیے بوجھ نہیں کہلاؤنگی، ہاں یہ ٹھیک رہے گا" وہ انہیں سوچوں میں گم تھی کے وین اسکول کے

دروازے پر رکی وہ اچانک اپنے خیالات سے باہر نکل آئی اور وین سے اتر کر اسکول میں داخل ہو گئی۔

"اسلام علیکم جناب! کن سوچوں کے گھوڑے دوڑ رہے ہیں آپکے دماغ میں" محسن روزانہ کی طرح تیمور کے کیبن میں دندناتا ہوا آیا

"دماغ تو آپ کے پاس ہے ہم تو بس وقت گزاری کر رہے ہیں" اس نے مسکراتے ہوئے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بھی بے تکلفی سے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا

"ہاہاہا! مزاق مت کریں آپ کے آئیسا ئینی دما کی وجہ سے تو ہم ہمیشہ پیچھے رہے ہیں" اس نے بھی جواباً مسکرا کر کہا

"اچھا کیا پیو گے چائے کافی یا زہر ؟؟" اس نے فون کا کریڈل اٹھایا

"میرے لیے کافی اور اپنے لیے آپ زہر ہی آرڈر کریں ویسے بھی آپ عادی ہیں ایسی چیزیں پینے کے" اس نے کرسی سے ٹیک لگایا

"دو کافی! اور سناؤ کیسے آنا ہوا" اس نے آرڈر کر کے بات آگے بڑھائی

"تمہارا دل جلانے آیا ہوں! یہ لیجئے میری منگنی کا کارڈ" محسن نے کارڈ آگے بڑھایا

"ارے واہ تو بہر حال آپکی ایک طرفہ محبت دو طرفہ ہو رہی ہے، مبارک ہو جناب" اس نے

خوش ہوتے ہوئے کارڈ اٹھایا

"جی بالکل الحمدللہ! اب ہم آپ جیسے گو نگے تھوڑی ہیں، ویسے ابھی تک مانی نہیں ہماری نہ ہونے والی بھابھی" اس نے اس کے جلے دل پر نمک چھڑک دیا

"مائیداٹ مین! مان جائیگی اسے کچھ وقت چاہیے" اس نے سامنے۔ پڑی فائل بے مقصد اٹھائی اور رکھ دی

"دعاتو میری بھی یہی ہے کہ آپکی بارات میں مجھے اپنے بچوں سمیت شریک نہ ہونا پڑے "
محسن اسکا بہت پرانہ دوست تھااور اس کے ساتھ کالج اور یونیورسٹی میں بھی ساتھ رہاتھاوہ تیمور کی تمام باتوں سے واقف تھااور زنیرہ کے حوالے سے بھی کافی پہلے سے جانتا تھااور تیمور کی مخلصی کو جانتے ہوئے اس کے لیے صدق دل سے اس کے لیے دعا گو تھا مگر نہ جانے تیمور کو کتنا انتظار کرنا تھا۔

سمرہ روحان؟؟ اس نے نام کال کیااور ایک پل کو ٹھٹک کر رہ گئ

"پریزینٹ!" اس نے بے دلی سے جواب دیا

زنیرہ نے ایک نظر اس بچی کو دیکھا پھر باقی بچوں کی حاضری لینے لگی اس کے بعد سب نے اپنا

تعارف کروایا اور اپنی کام ٹیچر کو چیک کروایا سمرہ کی پروگریس دیکھ کر اس کے چودہ طبق روشن ہوگئے اس نے اس سے زیادہ ڈل اسٹوڈنٹ اپنی لائف میں نہیں دیکھا تھا اتنی بری تو وہ بھی اپنے برے وقتوں میں نہیں ہوئی تھی

"مس سمرہ آپ لاسٹ پیریڈ میں میرے پاس آئیگا" اس نے پیریڈ ختم ہونے پر سمرہ کو اطلاع دی اور نکل گئی

وہ واپسی پر اس ہی بچی کے متعلق سوچتی رہی یہاں تک کہ گھر آگیا، گھر آکر بھی اس کے ذہن میں ایک ہی نام گردش کرتا رہا" سمرہ روحان "

"بابا آج اسکول میں ایک نیو ٹیچر آئی ہیں" سمرہ اور روحان اس وقت ڈنر کر رہے تھے اور سمرہ معمول کے مطابق اپنی روداد سنا رہی تھی اور روحان بھی اپنا فرض سمجھ کر اس کے ہر چھوٹے بڑے مسئلے کو بغور سنتا

"ہوں مگر اس سے تمہاری صحت پر کیا اثر پڑنا ہے تم تھوڑی نیو ہو جاؤ گی" روحان ہمیشہ کی طرح اس کی پڑھائی کو لے کر اسے ٹونٹ کرتا تاکہ وہ ہو مگر وہ تو تھی ہی مرغی کی ایک ٹانگ

"نہیں پاپا! وہ بہت اچھی ہیں مجھے انہوں نے اسکول کے بعد اسٹاف روم میں بلایا اور میرے تمام نوٹس پر مجھے امپورٹینٹ ٹاپک ٹک کر کے دیے اور کل وہ میرا پرسنلی ٹیسٹ بھی لیںگی وہ کافی مختلف ہیں انہوں نے میری اسلٹ نہیں کی مجھے اچھی لگیں وہ" اس نے تفصیل سے آگاہ کیا

"اچھا جی؟؟ ایسی کونسی صابر خاتون ہیں جنہوں نے تمہاری نااہلی کو اتنی آسانی سے ہضم کرلیا؟؟

اس نے جگہ سے پانی نکالتے ہوئے اپنی حیرانی کا مظاہرہ کیا

"جی باباوہ بہت اچھی ہیں" سمرہ واقعی متاثر ہوئی تھی

آج موسم میں کچھ زیادہ خنکی تھی اور وہ آج بنا کسی شال کے اسکول کے لیے نکل چکی تھی چند قدم کا فاصلہ طے ہی کیا تھا کہ سامنے سے آتی گاڑی بالکل اس کے برابر میں آکر رک گئی

"زنیرہ؟؟ کہاں جارہی ہو اتنی صبح؟؟" تیمور نے گردن گاڑی سے باہر نکال کر پوچھا

"اسکول!" اس نے سرسری ساجواب دیا

"اسکول؟؟ ویسے اسکول جانے کے لیے تمھاری عمر اب زیادہ میں شمار ہوگی" اس نے مزاق اڑایا بدلے میں زنیرہ نے آنکھیں ماتھے پر دھرلیں جس سے اس کی ہنسی معدوم ہوگئی

"اوہ! اوکے سوری، دراصل تمہیں اس وقت یہاں دیکھ کر حیران ہو رہا تھا جبھی پوچھا، آؤ گاڑی میں بیٹھو میں ڈراپ کرتا ہوں" اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور باہر آنے ہی لگا تھا کہ زنیرہ نے ہاتھ اٹھا کر روک دیا۔

"جی نہیں، بہت نوازش، میں خود چلی جاؤنگی" اس نے ہمیشہ کی طرح بے رخی سے جواب دیا

"زنیرہ پلیز گاڑی میں بیٹھو ٹھنڈ کافی ہے, اور ہاں انکار کی صورت میں تمھاری شکایت اپنی والدہ محترمہ سے کردونگا" تیمور نے اس کی کمزوری جانتے ہوئے اسے السسس کیا تو وہ شرافت سے

فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئ

"ویسے تم جاب کر رہی ہو؟؟"اس نے گاڑی اسٹارٹ کی

"جی!"وہی کمال بے رخی

"کیوں"اس نے پھر سوال کیا

"کیا مطلب کیوں، مرضی میری"اس نے وہی اکھڑے لہجے میں کہا

"اوہ! مرضی آپکی,ویسے روز ایسے ہی پیدل نکل پڑتی ہو یا آج آئس کریم بننے کا شوق ہوا ہے"

اس نے ہلکی آواز میں سوفٹ میوزک پلے کر دیا تھا

"جی نہیں، میری وین آتی ہے، آج کسی مسئلے کے باعث نہیں آسکی اس لیے میں بس اسٹاپ تک جا رہی تھی جب آپ ٹکرائے"یہ پہلا جواب تھا جو تفصیل سے دیا گیا اور اس بات کے بعد آخری بات میں اسکول کا ایڈریس بتایا گیا جہاں اب وہ پہنچ چکی تھی۔۔

"ہوں تو آپکے پیرینٹس میں علحیدگی ہو گئ ہے، پھر تو آپکو زیادہ محنت کرنی چاہیے"زنیرہ اس وقت چھٹی کے بعد سمرہ کے ساتھ اسٹاف روم میں بیٹھی تھی اور اس کی پڑھائی سے بے اعتنائی کے بارے میں اور کچھ اس کی پرسنل لائف کے حوالے سے سوالات کر رہی تھی جب اسے معلوم ہوا کہ سمرہ میںسلی ڈسٹرب ہے اور اس کی لاپرواہی کا سبب بھی یہی ہے کہ اسے مکمل توجہ

اور اصلاح نہیں مل رہی

"میم آپ نے مجھے کچھ امپورٹنٹ ٹاپک اسٹڈی کرنے کے لیے دیے تھے، میں نے کیے ہیں باقی مجھے آپ سے سمجھنے ہیں کیا آپ مجھے الگ سمجھا دسگی مجھے سب کے درمیان سمجھ نہیں آتا" سمرہ نے اسے اپنی پریشانی بتائی

"جی بالکل !اگر آپ واقعی انٹرسٹڈ رہیں تو میں لازمی آپ کو سمجھاؤنگی" زنیرہ نے مسکرا کر جواب دیا

" تھیکس میم ! آپ بہت اچھی ہیں میں نے پہلے بھی اپنا مسئلہ کچھ ٹیچرز سے ڈسکس کیا تھا مگر کوئی سہی توجہ نہیں دیتا" اس نے منہ بنایا

"آپ فکر مت کریں بس دل لگا کر پڑھیں" اس نے سمرہ کے گال کو چھوا اور پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا وہ اٹھ کر جانے ہی لگی تھی کہ سر بلال اندر آگۓ جو کہ نۓ ٹیچر تھے انہوں نے زنیرہ کو سلام کیا اور پھر سمرہ کو دیکھا اور کچھ دیر دیکھتا رہا، اس بات کو زنیرہ نے نوٹس کیا

"سمرہ آپ میرے ساتھ آیئے" اس نے سمرہ سے مخاطب ہو کر کہا تو سمرہ اس کے پیچھے چل دی، زنیرہ نے غصے سے مٹھیاں کھولتی اور بھینچ لیتی۔

سائڈ ٹیبل پر جلتا ہوا لیمپ کا بٹن روحان کے ہاتھ میں تھا جسے وہ مستقل جل بجھ کر رہا تھا" کیا ہوتا ہے اگر ہم کسی کے ساتھ برا کریں تو کیا ہم کبھی نہیں بھول پاتے، کیا برائی انسان کے دل پر پیوست ہو جاتی ہے یا زہر بن کر رگوں میں دوڑتی ہے، کیوں چین نہیں آتا، میں نے اتنا بڑا تو کوئی گناہ نہیں کیا، ہو سکتا ہے جو گناہ میرے نزدیک چھوٹا رہا ہو وہ کسی کے لیے آج بھی اذیت ہو، ہاں! شائد یہی بات ہے کوئی تو ہے جو آج بھی میری غلطی کے زیر اثر ہے، ہاں وہی شائد وہی، مگر خیر وہ ماضی تھا اور ماضی ہی رہیگا،

" آج شام کو آئمہ کی بارات کا فنکشن ہے برائے مہربانی آج کوئی سڑا سا منہ بنا کر کوئی بہانہ مت کر دینا سب کا جانا ضروری ہے تمھاری وجہ سے مہندی کے فنکشن میں بھی نہیں جا سکے اکیلے رکنے سے ڈرتی بھی ہو اور کسی کو جانے بھی نہیں دیتی، اب میں تمھارے لیے رشتے خراب نہیں کر سکتی" مومنہ بیگم نے کپڑے طے کرتے ہوئے اسے اطلاع دی

"ٹھیک ہے" اس نے کتاب سائڈ ٹیبل پر رکھی اور آنکھیں موند کر لیٹ گئ

"کونسے کپڑے نکالنے ہیں بتا دو؟ انہوں نے سوال کیا

"جو آپ کو اچھے لگیں نکال دیں" اس نے سرسری سا جواب دیا

"مجھے نہیں تمھیں پہننے ہیں" مومنہ بیگم اس کی آدم بیزاری سے بہت تنگ آ گئیں تھیں

"امی؟؟" اس نے آنکھیں موندے اسے پکارا

"ہاں بولو" انہوں نے اس کی جانب دیکھا تو اسکی بند آنکھوں سے گرتے موتی نظر آئے

"کیا ہوا زنیرہ؟ تم رو رہی ہو؟؟ انہوں نے فوراً اس کے آنسو پونچھے

"امی آج کیا تاریخ ہے؟" اس نے آنکھیں کھولیں

"تم بھول کیوں نہیں جاتیں بیٹا، بھول جاؤ وہ سب" انہوں نے اپنی آنکھوں سے گرتے آنسو پونچھے

"یعنی آپ بھی نہیں بھولیں" اس نے تلخ مسکراہٹ سے کہا

"بیٹا! بری یادیں بھلا دینے کے لیے ہی ہوتی ہیں" انہوں نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا

"نہیں! کبھی نہیں، میں اس بات کو کبھی نہیں بھلاؤ نگی، میں ہر بار خود میں ایک نیا زہر بناؤ نگی اور ہر گزرتے دن کے ساتھ میری نفرت میں اضافہ ہو گا، آپ جانتی ہیں ناں میرا دل بہت نرم تھا کسی کے مجھ سے معافی کے ارادے پر ہی میں معاف کر دیتی تھی مگر نہیں اس بار یہ اذیت میں نہیں بھلاؤ نگی اور نہ ہی معاف کرو نگی" اس نے اپنا بھیگا چہرہ صاف کیا اور کمرے سے نکل گئ وہ ہر سال اس تاریخ کو یونہی رو کر ماتم کرتی تھی اس کے لیے ۲۲ دسمبر بہت یادگار دن تھا

"بابا؟" سمرہ نے دروازہ کھولا اور اندر جھانک کر باپ کو آواز دی جو اس وقت اسٹڈی میں کوئی

کتاب پڑھ رہا تھا

"ہاں بولو!" اس نے عینک کے پیچھے سے دیکھا

"بابا آپ کو آج کی ڈیٹ یاد ہے؟؟ اس نے پوچھا اور اندر آکر دوسری کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئ

"نہیں؟؟ کیوں کیا ہوا؟؟" وہ واقعی بھول گیا تھا

"بابا آج ۲۲ دسمبر ہے، میرا برتھ ڈے۔" اس نے ناراض ہو کر کہا تو وہ واقعی شرمندہ ہوا

"اوہ! مائ گاڈ، میں کیسے بھول گیا، آئ ایم سوری میرا بچہ، رئیلی سوری" روحان نے اس سے معزرت کی اور اس کا ماتھا چوما تو وہ ہمیشہ کی طرح مان گی مگر اس شرط پر کہ آج کا پورا دن وہ اس کے ساتھ گزارے گا اور اس کی ماں کے گھر بھی چھوڑیگا اور روحان کے پاس چارہ بھی کیا تھا اسے ماننا ہی پڑا

ہال میں لوگوں کا ہجوم زیادہ نہیں تھا شائد سردی کے باعث اور زنیرہ کو یہ بات اچھی لگ رہی تھی کیونکہ اسے ہمیشہ ہی زیادہ شور شرابے سے چڑ محسوس ہوتی تھی وہ ہال کی سب سے لاسٹ ٹیبل پر تھی اس ہی لیے آتے ہی تیمور کی نظر سب سے پہلے اس پر پڑی جسے وہ دیکھنے کا خواہشمند تھا اور جس کے لیے وہ آیا تھا

"اسلام و علیکم اہل خانہ" اس نے مسکرا کر سب کو سلام کیا اور کرسی کھینچ کر زنیرہ کے برابر میں

بیٹھ گیا جو کہ زنیرہ کو نہایت ناگوار گزرا

"امی! میں ذرا آئمہ سے مل لوں؟؟ اس نے اٹھ کر اطلاع دی تو تیمور بھی کھڑا ہو گیا

"پھپھو میں بھی زنیرہ کے ساتھ چلا جاتا ہوں ویسے بھی کچھ دیر میں بارات آ جائیگی تو اسٹیج پر دولہے والوں کا قبضہ ہو جائیگا" اس نے چانس گوانا مناسب نہ سمجھا تو زنیرہ کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا لیکن وہ اس طرح منع نہیں کر سکتی تھی کیونکہ سامنے ہی ممانی جان موجود تھیں اور زنیرہ ان کو کبھی بھی ہرٹ نہیں کر سکتی تھی وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے بہت خوبصورت لگ رہے تھے تیمور بلیک سوٹ میں ملبوس تھا اور زنیرہ نے بلیو اور گرے کے کامبینیشن کا ڈریس پہنا تھا بالوں کا خوبصورت جوڑا بنائے اس کی لمبی گردن نمایا ہو رہی تھی جس میں اس نے باریک چین پہنی ہوئی تھی، تیمور کو تو وہ ہمیشہ ہی اچھی لگتی تھی مگر آج اس کا نظر ہٹانا مشکل تھا اور زنیرہ کا برداشت کرنا

"آپ تیار ہوتی ہیں؟؟ تیمور نے گفتگو کا آغاز کیا

"کیوں اس میں بھی مسئلہ ہے آپ کو؟؟ اس نے رخ موڑ کر اسے دیکھا

"مجھے؟؟ نہیں بھئی مجھے کیوں ہو گا، ہاں آپکے تیار نہ ہونے سے شائد مستقبل میں مجھے مسئلہ ہو۔ "اس نے اپنی شامت بلالی

"جی؟؟ آپکے مستقبل کا مجھ سے کیا تعلق" اس نے آئبرو اچکا کر پوچھا

"نہیں میرا مطلب یہ تھا کہ... وہ۔۔۔ میرا کچھ اور مطلب تھا خیر چھوڑو آؤ آئمہ سے ملتے ہیں"

اسے لگا کہ شاید عزت افزائی ہونے والی ہے اس لیے بات پلٹنے میں عافیت جانی

"جی بالکل !موقع کی مناسبت سے یہی ٹھیک رہیگا" اس نے غصے میں کہا تو وہ واقعی ڈر گیا، وہ زنیرہ کے غصے سے نہیں اس کی ناراضگی سے ڈرتا تھا وہ راضی نہ سہی مگر ناراض بھی نہ ہو یہ اس کی اولین کوشش ہوتی مگر زنیرہ کی حد درجہ بے رخی "نو اینٹری "کا سگنل ہی دیتی نظر آتی

" چلیں اب ؟؟روحان نے نیپکن سے منہ صاف کیا اور سمرہ کو مخاطب کیا

"جی بابا چلتے ہیں، لیٹ می فس اٹ " اسنے اسٹیک کا آخری بائٹ لی اور نیپکن سے منہ صاف کر کے دونوں باہر نکل گ ئے اس وقت وہ دونوں بہت تھک چکے تھے کیونکہ آج سارا دن سے وہ باہر ہی تھے گھوم پھر کر شاپنگ کر کے روحان بیٹی کو اس کے فیورٹ ریستوران لے گیا وہاں سے ڈنر کے بعد اب وہ گھر جارہے تھے روحان نے گاڑی کا لاک کھولا اب دونوں گاڑی میں بیٹھے تھے

"بابا؟؟" سمرہ نے کچھ یاد آتے ہی بولا

"جی فرمائیں ؟؟"اس نے گاڑی اسٹارٹ کی

"بابا آپ کچھ بھول نہیں رہے ؟؟اس نے یاد دلانا چاہا

"کیا؟؟۔۔۔اوہ، آئ سی اب تم پیچ جانے کی فرمائش کروگی، نووے بہت ٹھنڈ ہے بالکل بھی نہیں "اس نے قطعی انکار کیا

"بابا پلیز ناں آج تو آپ میری کوئی بات نہیں ٹالتے بس تھوڑی دیر "اس نے لاڈ سے کہا

"میں نے کبھی تمھاری بات سے انکار نہیں کیا، انصاف کرو" اس نے مسکرا کر کہا

"تو ہم جا رہے ہیں رائٹ ؟؟ اس نے چہکتے ہوئے کہا

"یس" اس نے گاڑی کی اسپیڈ بڑھائی اور گاڑی تیزی سے بیچ کی طرف روانہ ہو گئی

" آج تم بہت خوبصورت لگ رہی ہوں اچھی خاصی جیلس ہو رہی ہوں میں تم سے "فاطمہ اور زنیرہ اس وقت اسٹیج کے پاس کھڑی دلہن کا فوٹو سیشن دیکھ رہی تھیں

" دیکھو تو کون کہہ رہا ہے، میڈم وہ سامنے والے صاحب آپکو مستقل گھور رہے ہیں" زنیرہ نے ہلکے سے مسکرا کر سرگوشی میں کہا

"جی نہیں ان کی آنکھوں میں کوئی فالٹ ہے شائد نظر بھٹک گئی ہو گی" فاطمہ نے چڑ کر کہا

"اوہ؟؟ ویسے ایسی کوئی بات نہیں ہے کافی خوبصورت آنکھیں ہیں جناب کی" اس نے فاطمہ کو چڑانا چاہا

"ویسے آپ کو کسی اور کی آنکھوں پر غور کرنا چاہیے جو فالحال ایک گھنٹے سے آپ پر مرکوز ہیں" اس نے تیمور کی طرف اشارہ کیا

"تم اپنے بھائی کو سمجھالو اپنا وقت برباد کر رہے ہیں" اس نے لاپرواہی سے کہا

"جی نہیں میرے بھائی منزل پر پہنچ کر ہی دم لیتے ہیں" اس نے آنکھ دبا کر کہا۔

"شٹ اپ یار، اور ہاں یہ منزل تمھارے بھائی کی نہیں ہے اوکے" اس نے انگلی دکھائی تو وہ خاموش ہو گئی

"بابا! کتنا سکون ہے ناں یہاں پر؟؟" اس نے آنکھیں بند کی ہوئی تھیں

"اس عمر میں تمھیں یہاں سکون محسوس ہو گیا" روحان ٹھنڈ سے کانپ رہا تھا لیکن بیٹی کی ضد پر وہ اس وقت ساحل پر بیٹھا تھا

"جی بابا اب تو میں بڑی ہو گئی ہوں کائنات کی ہر خوبصورتی سے واقفیت اس ہی عمر میں تو ہوتی ہے "اس نے اب بھی آنکھیں نہ کھولیں

"بہت بڑی بڑی باتیں نہیں آ گئیں آپ کو؟؟ اس نے بہت غور سے بیٹی کو دیکھا نہ جانے اسے کیوں ماضی کی ایک جھلک نظر آئی مگر اس نے جھٹک دیا

"بابا؟؟" اس نے پھر پکارا

"ہوں؟؟" اس نے سر جھکا رکھا تھا

"آپ ماما سے محبت کرتے تھے" اس نے باپ کی جانب دیکھا تو اس نے ایک جھٹکے سے سر اٹھایا

"بیٹا! آپ کی عمر ایسی باتوں کے لیے ابھی بہت چھوٹی ہے،" اس نے پیار سے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا

اب وہ دونوں گھر کی جانب روانہ ہو رہے تھے مگر کون جانے کس کے قدم کس روش پر چل نکلے تھے

"آج کافی ٹھنڈ تھی ہے ناں ؟"مومنہ بیگم نے اپنی شال طے کرتے ہوئے زنیرہ کو مخاطب کیا جو نا جانے کن خیالات کی سیر وسیاحت کو نکلی ہوئی تھی، جواب نہ آنے پر مومنہ بیگم پھر بولیں

"آئمہ بہت پیاری لگ رہی تھی ماشااللہ "انہوں نے الماری میں شال رکھی اور زور سے الماری کا پٹ بند کیا تو وہ چونک گئی

"کیا ہوا "اس نے گھبرا کر کہا

"کچھ نہیں محترمہ آپ سوتی رہیۓ "وہ اب کمرے سے جا چکی تھیں

زنیرہ اٹھی اور واشروم میں فریش ہونے کے لیے چلی گئ واپس آئ تو موبائل پر چار مسڈ کال دیکھیں اب اس سے زیادہ تو تیمور کر نہیں سکتا تھا ظاہر ہے اسے جان اور عزت دونوں پیاری تھیں، زنیرہ نے کال بیک کی پہلی رنگ پر فون اٹھالیا گیا گویا نظریں اسکرین سے ہٹی ہی نہ ہوں

"اسلام علیکم تیمور بھائی"اس نے لفظ بھائی پر خاصہ زور ڈالا

"بھائی؟؟ یار پلیز یہ بھائی وائ مت کہو خوامخواں عادت پڑ جائیگی "اس کا موڈ واقعی خراب ہوا اور زنیرہ نے ہنسی دبائ

"جی فرمائیں؟؟ اس وقت کال کیوں کی، کہیں پارٹ ٹائم چوکیداری تو نہیں کر رہے "زنیرہ اس کی انسلٹ کرنا اپنا فرض سمجھتی تھی

"نہیں۔ میں وہ۔۔ میں پوچھ رہا تھا کہ آپ سب لوگ پہنچ گئے خیریت سے "اس نے مدعا بیان کیا

"جی الحمدللہ سب پہنچ گ ئے، سکون سے سونے کے لیے جارہے تھے بس آپکی مداخلت کی کمی تھی" اس نے تنز کے تیر زہر میں ڈبو ڈبو کے مارے

"اوہ! یعنی آپکی نیند خراب کردی میں نے" اس نے کان کھجایا

"جی نہیں ابھی کہاں ابھی تو میں آپ سے گپے مارونگی، ہے ناں" اس نے فانت بھینچ کر کہا

"اچھا یار سوری اتنا غصہ مت کرو میں فون رکھتا ہوں" اس نے معزرت خواہانہ انداز میں کہا

"ویل ڈن!" اس نے مسکرا کر کہا اور لائن کاٹی اور سونے کے لیے لیٹ گئ کچھ ہی دیر بعد اس کے موبائل پر میسج ٹیون بجی تو اس کو شدید غصہ آیا اس کے اندازے کے مطابق وہی بے چین ہڈی (تیمور) ہو گا اس نے ادھ کھلی آنکھوں سے میسج دیکھا کوئی نیا نمبر تھا اس نے میسج اوپن کیا

"اسلام علیکم میم، سمرہ ہئیر آپ کی اسٹوڈنٹ" وہ میسج پڑھ کر پہچان گئ کہ سمرہ روحان ہی ہو گی پھر بھی اس نے کنفرمیشن کے لیے ٹیکسٹ کیا

"سمرہ روحان؟؟" اس نے سوچا کہ اتنی رات میں وہ کیوں جاگ رہی ہے

"جی میم! سمرہ روحان" اس نے رپلائے کیا

"بیٹا آپ اس وقت کیوں جاگ رہی ہیں خیریت؟" وہ واقعی فکرمند ہوئی

"ایکچیولی آج میرا برتھ ڈے تھا تو میں اور پاپا باہر گ ئے تھے کافی لیٹ آئے اور پھر میں اپنی فرنڈ سے باتیں کررہی تھی، مجھے آپ سے ایک کام تھا،" اس نے وضاحت دے کر اگلی بات کہی

"اوہ اچھا ہیپی برتھڈے، اور کیا کام تھا کہیں" اس نے پوچھا

"میم کیا آپ مجھے ہوم ٹیوشن دے سکتی ہیں؟" اس نے اپنی خواہش ظاہر کی

"ہوم ٹیوشن؟؟ اس حوالے سے میں کچھ کہ نہیں سکتی آپ کو سوچ کر جواب دونگی" اس نے واقعی جواب دینا مناسب نی سمجھا

"اوکے میم! میں آپکے آنسر کا ویٹ کرونگی" اس نے میسج کے ساتھ اسمائیلی فیس بنا کر سینٹ کیا

"اوکے للہ حافظ، اب سو جایئے" اس نے بھی آجری بات کر کے موبائل رکھا اور لیٹ کر کچھ سوچنے لگی

"کیا واقعی میری سوچ سہی کہ رہی ہے یا میں شک کر رہی ہوں؟؟ وہ اتنی رات میں کیوں جاگیگی، کس دوست سے بات کر رہی ہو گی وہ، سر بلال؟؟ نہیں، نہیں نہیں وہ کیسے بات کر سکتی ہے ان سے وہ تو.... ہاں شائد وہی، ان کی نظروں میں بھی وہی غلاظت تھی، آہ مگر... مگر یہ غلاظت، یہ نظروں کی گندی غلاظت اس عمر میں کہاں نظر آتی ہے، کون سمجھ پاتا ہے کس نے کونسا خول چڑھا رکھا ہے،" اس کی آنکھوں سے ایک آنسو گرا اور بستر میں جزب ہو گیا

چڑیا کی چہچہاہٹ مسحور ٹھنڈی ہوا اسے ایک تازگی بخش رہی تھی وہ نماز کے بعد اذکار کر رہی تھی اور کھڑکی کے سرہانے کرسی لگائے بیٹھی تھی، آج اس کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی اور شائد نیند نہ پوری ہونے کے باعث اور بوجھل محسوس ہو رہی تھی وہ آنکھیں بند کیے للہ کو پکارتی جا رہی تھی سوچ کی ڈور اسے اوپر کی طرف کھینچ رہی تھی یا پھر سے نیچے دھکیل رہی تھی وہ اس کیفیت

سے نابلد تھی

"محبت پاگل ہوتی ہے، ہے ناں؟؟"

"ہاں تمھاری ذات اس بات کی تشریح کر رہی ہے" اس نے مسکرا کر اسے دیکھا جو اس وقت سمندر کے کنارے آنکھیں موندے بیٹھی تھی

"آپ مجھے دیکھ رہے ہیں ناں" اس نے آنکھیں موندے کہا

"نہیں! تمھارے سکون کو" اس مسکرا کر کہا

"یعنی خود کو؟؟" اس نے پانی میں پاؤں ڈالے

"کیا مطلب؟؟" وہ سمجھ نہیں پایا

"میرا سکون تو آپ ہیں" اس نے آنکھیں کھول کر برابر میں بیٹھے شخص کو اس کی اہمیت کا اندازہ کرایا

"ہوں! جانتا ہوں" اس نے گیلی مٹی پر لکیریں بنائیں اور سامنے بیٹھی معصوم دل لڑکی نے اسکا نام لکھا اور مسکرا کر اسے دیکھا جسے وہ ہر وقت دیکھتی تھی اس کی موجودگی میں بھی اور عدم موجودگی میں بھی، اگلے ہی پل ایک لہر آئی اور اس نام کو مٹا گئی

ہارن کی آواز اسے ہوش میں لے آئی، اس کا چہرہ آنسوؤں سے بھیگ رہا تھا نا جانے وہ کب تک خیالوں میں رہتی اگر وین کی آواز اسے چونکا نہ دیتی، وین دیکھ کر اسے اپنی وین کا خیال آیا اس نے وین والے کو کال کر کے آج آنے سے منع کیا آج وہ واقعی ڈسٹرب تھی

"سمرہ؟؟موبائل رکھواور ناشتہ کرو" روحان نے اسے ٹوکا جو پچھلے پندرہ منٹ سے موبائل میں سر دیے بیٹھی تھی

"جی بابا" اس بار وہ سیدھی ہو کر بیٹھ گئ "کیا ہوا؟؟" سمرہ کو پریشان دیکھ کر روحان نے سوال کیا

"کچھ نہیں بابا!" اس نے سر ہلا کر جواب دیا

"نہیں کوئی بات ہے، کیا چھپا رہی ہو" وہ واقعی پریشان ہوا

"بابا میری ایک فرنڈ ہے وہ ناراض ہو گئ ہے مجھ سے اس لیے تھوڑی سی اپسیٹ ہوں ادر وائز آئی ایم گڈ" اس نے بجھے ہوئے لہجے میں کہا

"آر یو شیور؟" اس کو اطمینان نہیں تھا

"یس بابا! وہ بابا مجھے آپ سے ایک ضروری بات کرنی تھی، آئی ٹو الڈ یو اباوٹ مائی ٹیچر؟ آپ کو یاد ہے؟ وہ جو بہت اچھی ہیں میں نے کہا تھا، میری نیو ٹیچر بابا؟" اس نے یاد دلایا

"اوہ ہاں کیا ہوا انہیں؟؟ اس نے جوس کا گھونٹ بھرا

"انہیں کچھ نہیں ہوا بابا، مجھے ان سے ہوم ٹیوشن لینا ہے" اس نے مدعا بیان کیا

"اوہ اب ایک اور ٹیچر، بیٹا تمھیں ٹیچر کی نہیں خود کو بدلنے کی ضرورت ہے، یو مسٹ کانسنٹریٹ آن یور اسٹڈی" اس نے کانٹے چھری کی مدد سے انڈے کا پیسہ کاٹا

"بابا آئی سوئیر شی از ویری نائز ٹو ٹیچ می، آہ ایک بار مل تو لیں ان سے" اس نے ضد کی

"اوکے مگر میں یہ واقعتاً لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں اوکے ؟؟" اس نے تنبیہ کی اور اسے اسکول چھوڑنے کے لیے کھڑا ہوا

"بابا آپنے کل رات مجھے ماما کے پاس کیوں نہیں چھوڑا" اس نے جوس کا گلاس رکھا اور اسکول کے لیے کھڑی ہو گئ

"بہت لیٹ ہو گیا تھا گڑیا اور ویسے بھی اتنی رات میں دروازہ نہیں کھلتا وہاں کا، تم نے پوچھ تو لیا اپنی ٹیچر سے کہ وہ پڑھا ئینگی یا نہیں" اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے پوچھا

"جی پوچھا ہے وہ آج جواب دےگی" اس نے مختصر جواب دیا، اسکول پہنچ کر معلوم ہوا کہ وہ تو آج آئ ہی نہیں سمرہ نے باہر آکر آپنے والد کو بتایا تو وہ کل آنے کا بول کر چلا گیا

"کسی کا بی پی شوٹ نہ کر جائے اتنی خوبرو ہستی اپنے گھر میں صبح صبح دیکھ کر" وہ اس وقت سوئ سوئ آنکھوں سے کچن کی طرف بڑھ رہی تھی جب تیمور کی مردانہ بھاری آواز نے اس کے چودہ طبق روشن کیے

"آپ ؟؟ صبح صبح کیوں ٹپک گ ءے آپ یہاں ؟؟ وہ پاؤں پٹختی اس کی طرف آئ

"بھئ میرے دو دو رشتے ہیں، مرضی میری جب چاہے آؤں" اس نے زنیرہ کو پوری طرح تپا دیا

"دو دو رشتے سے کیا مراد ہے آپکی ؟؟" اس نے آستین چڑھائیں

"دو دو رشتوں سے میری مراد ایک پھپھی اور ایک ۔۔۔ اور ایک پھپھا ہیں تم کیا سمجھیں" وہ معصومیت کا عالمی مظاہرہ کرتے ہوئے بولا

"اوہ مائی گاڈ، دیکھیں آپ اس عمر میں ایسے بے تکے مزاق کرتے ہوئے بالکل بھی اچھے نہیں لگ رہے" اس نے سر پکڑ کر بولا

"عمر سے آپ کا کیا مطلب ہے میڈم آہ سے چار سال بڑا ہوں بیس سال نہیں" اسے واقعی برا لگا

"آپ! آپ جائیں، پلیز گو،" اس نے جھلا کر کہا

"مگر چائے ؟؟ آپ چائے بنانے جا رہی تھیں ناں، تو پلیز ایک نہیں تو آدھا کپ تو عنایت کرنا پڑیگا، ایسے تو میں بھی نہیں جا رہا" وہ ضدی بچوں کی طرح صوفے پر بیٹھ گیا

"واٹ ؟؟ یہ کیا بچوں والی ضد ہے بھئی، امی ۔۔۔ امی ادھر آئیں پلیز" اس نے تنگ آکر ماں کو آوازیں لگانا شروع کر دیں

"کیا ہوا کیوں چلا رہی ہو صبح صبح ؟؟ وہ جلدی جلدی آئیں

"اسلام علیکم پھپھو!" تیمور نے سر جھکایا تو وہ اور تہ گئی

"وعلیکم السلام آگ ئے بیٹا ؟؟ سوری بیٹا تمھیں صبح صبح تنگ کیا میں نے، جاؤ زنیرہ چائے لے کر آؤ" انھوں نے س سلام کا جواب دے کر اسے بٹھایا

"امی آہ نے بلایا ہے ان کو ؟؟" زنیرہ کو مزید غصہ آیا

"ہاں بھئی مجھے ڈینٹسٹ کے جانا تھا تمھارے ابو تو آفس چلے گ ئے، کیسے جاتی میں ؟" انھوں نے

بتایا

"توان کو آفس نہیں جانا کیا؟؟" اسنے غصے میں اسکو دیکھا جس سے وہ سب سے زیادہ چڑتی تھی

"ہاں میں نے فاطمہ کو کال کی تھی کہ میں آرہی ہوں اس کے ساتھ جاؤنگی تو فاطمہ نے بتایا کہ تیمور نے آج آف کیا ہے اس لیے وہ لیجائیگا تو اس لیے اگیا میرا بچہ "انہوں نے وضاحت دی

"تو میں لے جاتی ناں، انہیں کیوں زحمت دی "اس نے ٹیڑھی نظروں سے تیمور کو دیکھا

"ہاں تم لے جاتیں، خود تو بستر سے لگی ہوئی ہو اور مجھے لے کر جاتیں محترمہ "انہوں اور خون جلا دیا

"اوہ واؤ! تم بھی بیمار ہو یعنی تم بھی جاؤگی، چلو جلدی سے تیار ہو کر آجاؤ" تیمور آج اس کا بی پی شوٹ کرنے ہی آیا تھا

"جی نہیں بہت شکریہ "وہ پاؤں پٹختی اپنے کمرے میں چلی گئ اور وہ اسے جاتا دیکھ کر مسکراتا رہا

وہ آج بھی ہمیشہ کی طرح اپنی وین کا انتظار کر رہی تھی جب اس نے موبائل ٹیون سنی

"اوہ تو اب یہ حرکتیں ہونگی "اس نے کوفت سے موبائل اسکرین کو دیکھا اور چارو ناچار فون اٹھایا

"جی فرمائیں" اس نے اس طرح کہا جیسے اس کی ٹرین چھوٹ رہی ہو یا وہ جان چھڑا رہی ہو

"نہ سلام نہ دعا، ویسے اتنی بداخلاقی اچھی نہیں محترمہ" اس نے سکون سے ایک ہاتھ میں پکڑے ہئیر برش سے بال بنائے

"آپ نے کال کیوں کی ہے یہ بتائیں بس، میری وین آنے والی ہے کیا مسئلہ ہے آپ کو" اس نے جھنجلاتے ہوئے اپنی کلائی پر بندھی گھڑی دیکھی

"اتنی جلدی, ابھی تو غالباً چھ بجے ہیں" اس نے نظر وال کلاک پر ڈالی تو زنیرہ نے بھی گھڑی دیکھی

"تیمور صاحب اپنی گھڑی ٹھیک کریں اس وقت چھ بجکر پینتالیس منٹ ہو رہے ہیں" اس نے پھر سے گھڑی دیکھی

"واٹ ؟؟ مگر اس میں تو چھ بج رہے ہیں۔، ایک منٹ" اس نے موبائل کان سے ہٹایا اور وقت دیکھا تو اچھل پڑا اس میں واقعی چھ پینتالیس ہو رہے تھے

"جی کیا خیال ہے، ؟" اس نے ہنسی روکی

"جی۔۔۔وہ۔۔۔ آپنے سہی ٹائم بتایا مجھے، میں جبھی تو کہتا ہوں کہ آپ میرے لیے بالکل مناسب انتخاب رہینگی، اچھا رہیگا، میں مستقبل میں آفس کے لیے کبھی لیٹ نہیں ہونگا" وہ بات بھی کر رہا تھا اور بمشکل جوتے بھی پہن رہا تھا

"اسٹاپ اٹ پلیز، آپ کے پاس یقیناً فضول وقت اور کرنے کے لیے فضول باتیں موجود ہیں مگر

نہ تو میرے پاس فالتو وقت ہے نہ ہی اتنا فضول دماغ کے آپکی باتیں سنوں اس لیے پلیز آئندہ مجھے فون کرنے کی قطعاً کوشش مت کیجیے گا" اس نے فوراً فون بند کیا

" نفرت ہے مجھے اس فون سے " اس نے غصے سے موبائل کو دیکھا اور پرس میں ڈال لیا، تھوڑی ہی دیر میں زنیرہ کی وین آگئی اور وہ اس میں بیٹھ کر منزل کے
لیے روانہ ہو گئی

" کیا عجیب انسان ہے کوئی سیلف رسپیکٹ ہی نہیں، کتنی ہی بار میں اسے بے عزت کر چکی پر مجال ہے جو بعض آجائے، واقعی ہے تو وہ شروع سے ہی ضدی، بچپن میں بھی جب اسے کوئی چیز پسند آجاتی وہ یونہی اس کے پیچھے پڑ جاتا تھا، " وہ دھیمے سے مسکرائی اس کی مسکراہٹ بہت خوبصورت تھی مگر اب وہ اس خوبصورتی کا مظاہرہ کرنا چھوڑ چکی تھی نا جانے کیوں اسے اپنی مسکراہٹ سے بھی نفرت ہو گئی تھی، اسے ہر اس چیز سے نفرت ہو گئی تھی جن چیزوں سے اسے ماضی میں بہت پیار رہا تھا

" کیا میں تیمور کی ضد ہوں ؟ ہاں شائد، میں اس کی ضد ہی ہو نگی، ویسے بھی لوگ ضد بنانے اور شرت لگانے میں کسی سے پوچھنا گوارہ نہیں کرتے، انہیں تو ضد پوری کرنی ہے انہیں تو شرت جیتنی ہے، " اس نے آنکھوں میں آتے آنسوؤں کو سختی سے ضبط کیا

" مگر نہیں میں کسی کی ضد نہیں ہوں، اور نہ ہی اب دل موم ہے، اگر اس کی ضد ہے تو میری بھی انا ہے کہ میں کسی کی ضد کی بھینٹ نہیں چڑھو نگی " وہ شاید نہیں واقعی بدل چکی تھی

"جی جناب اس قدر نیچے لٹکتا ہوا منہ تو میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا لگتا ہے ہیوی ڈوز ملے ہیں آج" محسن آج پھر آدھمکا تھا

"تم پھر آگ ئے، اب کیا نکاح کا کارڈ دینے آئے ہو یا ولیمے کی دعوت" اس نے چڑ کر کہا تو محسن ہنستا ہوا کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا

"یعنی واقعی ہیوی ڈوز ملے ہیں، ویسے ایسی بھی کیا جھاڑ پلا دی آپکو جو اس قدر کریلے ہو رہے ہو" اس نے چٹخارا لیا

"یار میں تنگ آ گیا ہوں،" اس نے کرسی سے ٹیک لگائی

"کیا مطلب، ؟ تو زنیرہ سے تنگ آ گیا" محسن نے حیرت سے کہا کیونکہ اس سے پہلے کبھی اس نے ایسا نہیں کہا

"اوہو یار، تمھیں تو ہر بات زیادہ سمجھ آتی ہے، میں زنیرہ سے تنگ نہیں ہوں خور سے عاجز ہوں کہ اسے مجھ میں ایسی کیا برائی نظر آتی ہے جو وہ آج تک انکار پہ انکار کر رہی ہے پچھلے چار سال سے رشتہ مانگا ہوا ہے اور محبت کا تو کوئی حساب نہیں کہ کب سے کرتا ہوں، خیر میں نے ڈیسائڈ کر لیا میں ابراڈ جا رہا ہوں" اس نے واقعی بے زاری سے کہا

"اچھا یعنی اتنے انتظار کے بعد بیک آؤٹ کر جاؤ گے واہ" اسے غصہ آیا

"تو کیا کروں پھر میں یار، اس قدر سفاکی سے وہ میرا دل توڑتی ہے کہ نہ پوچھو،" اس نے ٹیبل پر

دونوں ہاتھ رکھے

"ہوں! اب یونہی تو نہیں اتنے شاعروں نے محبوب کی بے رحمی پر دیوان لکھ دیے" محسن نے ٹھنڈی آہ بھری

"خیر چھوڑو یار، یہ بتاؤ آنا کیسے ہوا" وہ خود کو نارمل کرتے ہوئے بولا

"بس ایسے ہی سوچا دیدارِ یار ہو جائے" اس نے مسکرا کر کہا

"ہاہاہا، اب تو کسی اور کے دیدار بلاناغہ ہوتے ہونگے, اچھا چائے یا کافی" اس نے کریڈل اٹھایا

"زہر" اس نے مسکرا کر کہا

اسٹاف روم میں گھستے ہی وہ ششدر رہ گئ جو وہ نہیں دیکھنا چاہتی تھی وہ دیکھ کر اسے واقعی حیرت ہوئی تھی، اسے لگا کہ شاید غلط فہمی ہو مگر سامنے بیٹھی لڑکی کی معصوم مسکراہٹ اسے کچھ یاد دلا رہی تھی اس کا شرم سے سرخ ہوتا چہرہ اس بات کی گواہی تھا کہ یہ مسکراہٹ کم از کم کسی استاد اور شاگرد کے بیچ کا تقدس اور احترام تو نہیں تھی، تو کیا تھا، کیا وہی، نہیں، ایسا نہیں ہو گا، میں نہیں ہونے دونگی" اس نے کھنکار ابھری تو سامنے بیٹھا شخص اس طرح چونکا جیسے چوری کے دوران پکڑا گیا ہو جبکہ وہ معصوم چہرہ اب بھی مسکرا رہا تھا

"آہ! شائد یہ عمر ایسی ہی ہوتی ہو گی لاپرواہ، بے لگام، ناسمجھ یا شائد ہر شخص کے والہانہ پن کو محبت سمجھنے والی" اس نے دکھ سے سوچا

"میم آپ؟ میں آپکا ہی ویٹ کر رہی تھی" سمرہ اس کے احترام میں کھڑی ہو گئ

"جی میں," اس نے جواب سمرہ کو دیا جبکہ اس کی خونخوار نظریں مستقل سر بلال پر تھیں

"مس زنیرہ، آج آہ کیسے آ گئیں؟ آئ مین کل آپ نے آف کیا تھا" بلال نے سٹپٹا کر کہا

"جی بالکل! اب روز روز تو مواقع نہیں ملتے ائیاشی کے" اس نے لفظ ائیاشی پر زور دیا

"جی؟" اس نے الجھ کر پوچھا جبکہ اس کا بات کا مفہوم تو وہ بھی سمجھ گیا تھا

"جی، کل دراصل میری طبیعت خراب تھی اب ضروری تو نہیں کہ میں روز نہ آؤں، کیوں سمرہ؟ اس نے مسکرا کر سمرہ کو دیکھا جو سامنے کھڑے دونوں فریقین کی گفتگو سے نابلد تھی

"اب آپ جائینگے پلیز، مجھے سمرہ کو چند دن پہلے کا ایک واقعہ بتانا ہے" اس نے بلال کو یاد دلایا کہ آج دیا گیا واقعہ وہ چند دن پہلے بھی دیکھ چکی ہے مگر اس دن شکار دوسرا تھا

"کونسا واقعہ میم، مجھے واقعات اچھے لگتے ہیں" اس نے معصومیت سے پوچھا

"مگر یہ واقعہ آپ کو اچھا نہیں لگیگا، کیوں سر بلال آپ بھی تو تھے ناں اس دن جائے وقوعہ پر" اس نے تنزیہ انداز میں کہا تو وہ پسینہ پسینہ ہو گیا اسے ڈر تھا کہ بات کھلنے کی صورت میں اس کی شکایت بھی کی جا سکتی ہے اور جاب بھی ہاتھ سے جائیگی

"آئ تھنک آئ سد گو، مجھے لیٹ ہو رہا ہے" وہ سر پر پیر رکھ کر بھاگا

"بیٹھئے! کچھ ٹاپکس دہرے تھے پڑھے آپ نے" اس نے کچھ کاپیاں ٹیبل پر رکھیں اور کرسی پر بیٹھ گئ

"جی میم کیسے تھے، آپ سے ایک بات پوچھوں؟ اس نے بات کا جواب دے کر سوال کیا

"جی پوچھیے، پھر میں پوچھونگی" اس کی نظریں سمرہ کے معصوم چہرے پر تھیں

" آہ میرے لیے روز اتنا ٹائم نکالتی ہیں آپ کو لیٹ نہیں ہوتا" اس نے سوال کیا

" نہیں، میری وین یہاں دیر ہی سے آتی ہے اس لیے میں تھوڑا وقت آپ کو دے دیتی ہوں" اس نے جواب دیا

" اوہ، بٹ ویری تھینکفل ٹو یو میم آپکو پتا ہے میری پروگریس میں کافی امپرومینٹ آگئ ہے،" اس نے خوش ہو کر بتایا

" جی آئ نو، مگر آپ میرا نہیں خود کا شکریہ ادا کریں انسان اپنے لیے ہی سب سے اچھا کر سکتا ہے اور اپنے لیے ہی بہت برا بھی، اینی وے آپ سر بلال کے ساتھ یہاں کیوں بیٹھی تھیں" اس نے فالحال بات کو نارمل انداز سے پوچھا تا کہ سمرہ شرمندہ بھی نہ ہو اور اسے غلط بھی نہ سمجھے، ویسے بھی اس عمر میں اصلاح تنقید لگتی ہے

" وہ میں آپ کا ویٹ کر رہی تھی" اس نے گڑبڑا کر کہا تو اس کو بات کی نوعیت کا اندازہ بھی ہوا اور یقین بھی

" اچھا! مگر آئندہ میرے سے ہی آئیگا اوکے." اس نے پیار سے کہا اور پھر اسے پڑھانے لگی

آج تین دن ہو گئے تھے اور وڈھیٹ کالر اب بھی اسے کال کر رہا تھا وہ اسکول جانے کے لیے بال

بنا رہی تھی جب پھر سے کال آنے لگی

"کیا مصیبت ہے" اس نے جھنجلا کر موبائل فون دیکھا اور عاجز آ کر فون اٹھایا

"جی بولیں" اس نے غصے میں کہا

"زہے نصیب آج پورے ۳۰ گھنٹے اور ۵ منٹ بعد آپ نے تیسری کال ریسیو کی ہے" مقابل شخص کی آواز اس قدر گھمبیر تھی کہ اک پل کو وہ چودہ سالہ لڑکی بھی اس آواز میں کھو گئ تھی

"مگر مجھے نہیں کرنی میں اسکول جا رہی ہوں" اس نے اس آواز کے سحر سے نکل کر کہا

"اچھا تو آپ اسکول جاتی ہیں ہاں ابھی آپ تھوڑی چھوٹی ہیں، ویسے دیکھنے میں لگتی بھی ہیں" اس نے ہنس کر جواب دیا

"جی؟ آپ نے مجھے کہاں دیکھا" اسے حیرت ہوئی

"اب تو آپ ہی کو دیکھتا ہوں، ہر جگہ، ہر وقت" اس نے اسی خوبصورت انداز میں جواب دیا

"خیر مجھے اسکول کے لیے دیر ہو رہی ہے اب مجھے فون مت کیجیے گا" اس نے فون بند کیا اور ناشتے کی ٹیبل پر آ کر بیٹھ گئ

"امی آج آپ نے پراٹھا نہیں بنایا میرے لیے" اس نے پراٹھا نہ پا کر منہ بنایا

"ارے بیٹا آج طبیعت ٹھیک نہیں ہے میری" اس کی والدہ نے اہستگی سے جواب دیا

"ہیں! کیا ہوا امی آپ کو" وہ فوراً اٹھ کر ماں کے پاس آئ

"ارے کچھ نہیں بس ایسے ہی بخار ہے تھوڑا، ٹھیک ہو جائیگی تم نوشتہ کرو" انہوں نے تسلی دی

"امی آپ اپنا خیال رکھا کریں," وہ واپس ٹیبل پر آئی

"اچھا وہ آج بارات ہے ناں تمھاری دوست کی بہن کی، جاؤ گی ناں," انہوں نے اس کی پانی کی بوتل ٹیبل پر رکھی

"جی جاؤ نگی" اس کا سارا دیہان موبائل پر تھا پچھلے پانچ منٹ سے اس کے موبائل پر عشقیہ اشعار اس ہی نمبر سے آرہے تھے" اس نے دل میں سوچا اتنی صبح کوئی اتنا فارغ کیسے ہو سکتا ہے

"بیٹا ناشتہ کرو" انہوں نے ٹوکا تو وہ سیدھیہوئ

"امی آج میں کیا پہنوں رات میں، میرے پاس دو نیو ڈریس ہیں ایک پنک اور ایک گرین" اس نے دودھ کا گلاس اٹھایا

"جو دل چاہے پہن لو بیٹا ہر حال میں اچھی لگتی ہو" اوہ ہمیشہ سے ماں کی لاڈلی تھی

"اچھاہاں! روشو کو ساتھ لے کر جانا،" انہوں نے بیٹی کے سر ہر بم پھوڑا

"جی؟ وہ کیوں آئیگا میری دوست کے ہاں شادی ہے اس کا کیا کام؟" اسے سخت چڑ تھی اس روشو سے

" بھئ وہ آج رکنے آئیگا ناں اس لیے اسے بھی لے جانا خوامخواہ یہاں اکیلا بور ہو جائیگَا" انہوں نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا

"یعنی آج پھر آئیگا وہ، کیا ہے امی" اسے اس کے آنے سے ہمیشہ غصہ آتا ایک تو ماں کے پیار میں دو دن کے لیے بٹوارہ ہوتا دوسرا وہ اس کے ہر پرسنل معاملے میں گھس جاتا

"اب وہ میرے موبائل میں بھی گھسیگا" اس نے پانی کی بوتل اٹھا کر بیگ کی سائڈ پاکٹ میں رکھی اور ماں کو خدا حافظ کہتی نکل گئ

وہ نا جانے کب سے بیڈ پر لیٹے چھت کو تک رہا تھا، کتنے گھنٹے کتنے منٹ اور نا جانے کتنے سیکنڈ اسے اس ہی پوزیشن میں لیٹے گزرے اسے کچھ خبر نہ تھی وہ مستقل اس رات کو سوچ رہا تھا جب وہ اپنی بیٹی کے ہمراہ سمندر کے کنارے بیٹھا تھا اس کی بند آنکھیں اس کا بھولا چہرہ اس کی لاپرواہی اور نہ جانے کیا کیا پر اسرار، اسے وہ رات کسی شام سے مماثلت رکھتی نظر آرہی تھی، سنہری نرم دھوپ میں ایسا ہی ایک معصوم چہرہ وہ کہیں دیکھ چکا تھا، مگر اس وقت کے دیکھنے میں اور اب کے دیکھنے میں بہت فرق تھا، اس شام کی دھوپ میں چمکتے چہرے کے لیے اس کے دل میں وہ فکر نہیں تھی جو وہ سمرہ کے لیے کر رہا ھاَ، بہت دیر سے ایک ہی نقطے پر اٹکی سوئی سے وہ باہر آیا اور ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا،

"نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا،" اس کے ماتھے پر پسینے کے چند قطرے ابھر آئے

"کس بات کا خوف ہے،؟ کس بات سے ڈر رہے ہو؟ مکافات عمل ایک ایسی حقیقت ہے جس سے دنیا کے کسی بھی کونے میں جا کر چھپا نہیں جا سکتا،" اس کے اندر سے کوئی بول رہا تھا

"نہیں، مگر میری بیٹی معصوم ہے" وہ منہ ہی منہ میں بڑبڑایا

"کوئی اور بھی بہت معصوم تھا" کسی نے پھر اطلاع دی، وہ اٹھا اور اٹھ کر کمرے سے باہر نکل آیا، اس نے باہر لاؤنج میں آکر وقت دیکھا، اس وقت رات کے ۳ بج رہے تھے وہ لان میں نکل آیا جنوری کے اولین دن تھے مگر آج سردی معمول سے کم تھی وہ گھاس پر ننگے پاؤں ٹہلنے لگا کہ اچانک اس کی نظر اوپر سمرہ کے کمرے کی کھڑکی پر پڑی، کمرے کی لائٹ جل رہی تھی، اسے حیرت ہوئی کیونکہ وہ سمرہ کی روٹین سے واقف تھا اس کے لیے سب سے لیٹ سونا ۱۲ بجے ہوتا تھا، تو وہ کیوں جاگ رہی ہے اس کے زہن میں ایسے کئ سوال آرہے تھے پر یہ سوچ کر جھٹک دیا کہ شائد وہ پڑھ رہی ہو، اسے یاد تھا آج سے چھ سال پہلے تک کوئی اور بھی یوں جاگا کرتا تھا کبھی خوب ہنستے رات گزرتی کبھی وہ کسی سے ناز اٹھواتا تھا، اسے یاد آرہا تھا کسی کا رورو کر منانا، اور اس بات سے اس کی انا کا اور بڑھ جانا، اسے یاد تھا کہ کیسے کوئی اس کے لیے رات میں گانے گاتا اور کیسے وہ کسی کے انمول احساسات سے اپنی وقت گزاری کرتا، اس نے ٹھنڈی آہ بھری "اور کتنے سال اس اضطراب میں گزریں گے، اور کتنے سال احساس ملامت مجھے ڈستا رہیگا" اس نے بے بسی سے سوچا

'

آج شام وہ جب سو کر اٹھی تو کچھ چہل پہل کی آوازیں سنائی دیں وہ فریش ہو کر باہر آئی تو دیکھا لبنیٰ آپی اور ان کے بچے آئے ہوئے تھے اس کی تو جیسے باچھیں کھل اٹھیں وہ دوڑ کر لبنیٰ کے گلے لگی اور دونوں بچوں کو باری باری پیار کیا، لبنیٰ تیمور اور فاطمہ کی بڑی بہن تھی وہ زنیرہ سے پورے

چھ سال بڑی تھی اور زنیرہ کی فیورٹ تھی یوں تو ان تینوں بہن بھائیوں میں سب سے زیادہ دوستی اس کی فاطمہ سے تھی جو کی اس سے دو سال بڑی تھی لیکن وہ لبنیٰ کو اپنی بہن کا درجہ دیتی تھی آج وہ کئی مہینے بعد بچوں کے ہمراہ آئی تھی تو زنیرہ کی عید ہو گئی تھی ویسے بھی وہ آج کافی بور ہو رہی تھی

"آپی آپ اتنے دنوں بعد کیوں آئی میں نے کتنا یاد کیا آپ کو" وہ چہک رہی تھی جب پیچھے سے آتے تیمور اور فاطمہ کو دیکھا اور اس کی مسکراہٹ معدوم ہو گئی، جس کی وجہ تیمور کا آجانا تھا

"واہ بھئی! میری آپی کا آنا باعث مسرت ثابت ہوا" اس نے زنیرہ کو آگ ہی تو لگا دی

"ہاں مگر کسی کی موجودگی بڑی ناگوار ثابت ہوئی ہے" فاطمہ نے لبنیٰ کو دیکھ کر آنکھ ماری

"ارے نہیں بھئی کیوں ناگوار لگے گا کسی کو میرے بچوں کا آنا" مومنہ خاتون چائے اور لوازمات سے بھری ٹرالی گھسیٹکر لائیں

"واقعی بھئی پھپھو ہوں تو ایسی، خوامخواہ لوگوں نے " پھپھو کی چالاکیاں " کے نام سے فیس بک پر پیجز بنائے ہوئے ہیں" اس نے پھپھو کے گلے میں ہاتھ ڈال کر کہا تو سب ہنسنے لگے سوائے زنیرہ کے

"امی میں آپی کو اپنے کمرے میں لے جاؤں" اس نے منہ پھیر کر کہا

"نہیں بیٹا ابھی تو آئی ہے وہ سب کے ساتھ بیٹھنے بھی دیا کرو اور ہاں پورے ایک ہفتے کے لیے آئی ہے ساری رات روک لینا اپنے کمرے میں" انہوں نے سب کے لیے چائے نکالنا شروع کی

"اچھا تو یہ بتاؤ محترمہ یہ اسکول جاب کس سلسلے میں ہو رہی ہے بندہ ایم بی اے کر کے اسکول میں جاب کرتا ہے کیا؟؟" لبنیٰ نے چائے کا کپ اٹھایا

"نہیں آپی ایسی بات نہیں بس میں تھوڑا ریلیکس کے لیے چھوٹی موٹی جاب کرنا چاہتی تھی اور پڑھانا تو مجھے پسند بھی ہے اس لیے میں نے ایسی جاب کا انتخاب کیا جس میں پورا دن بھی ضائع نہ ہو اور شوق بھی پورا ہو جائے ادروائز جاب کی ایسی کوئی ضرورت نہیں تھی" اس نے واقعی سچ کہا وہ بس اپنے ذہنی سکون کے لیے یہ جاب کر رہی تھی

"ہوں! چلو اچھا ہے ویسے بھی تمھارے رزلٹ کے بعد تو شاید تمھیں نکال دیں ہم یہاں سے" لبنیٰ نے چائے کی چسکی لی

"جی نہیں آپی میں نہیں جا رہی کہیں بھی ابھی تو ایم فل کرنا ہے" اس نے تیمور کی طرف دیکھ کر کہا

"لو بھئ، پڑھ پڑھ کر افلاطون بنیگی یہ" انہوں نے پیسٹری کا ایک سائز پلیٹ میں ڈالا

"یار چھوڑو ناں یہ سب، میں سوچ رہا ہوں شام میں کہیں آؤٹنگ کے لیے چلتے ہیں" تیمور نے بات بدلی کیونکہ وہ جانتا تھا زنیرہ کو یہ بحث نہیں پسند مگر لبنیٰ تو واقعی جانے کے لیے تیار ہو گئ اور شام کا پلان بنا لیا جس کی وجہ سے زنیرہ کا موڈ بری طرح آف ہوا کیونکہ وہ آپی کو انکار بھی نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی تیمور کو برداشت

وہ اس وقت کھانے کی ٹیبل پر بیٹھا تھا اور سمرہ کا انتظار کر رہا تھا اس نے کبھی اتنا ویٹ نہیں کروایا جتنا آج وہ کر رہا تھا

"آجاؤ بیٹا"! اس نے آواز لگائی

"جی بابا آئی بس دو منٹ" اس نے فون سائڈ ٹیبل پر رکھا اور نیچے اتر آئی

"اتنا لیٹ" اس نے سوال کیا

"بابا وہ میری فرنڈ کی کال تھی" اس نے کرسی کھینچی

"اچھا! خیر دیکھو آج کیا بنوایا ہے تمھارا فیورٹ چائینیز" اس نے فرائیڈ رائس کی ٹرے اٹھا کر سمرہ کی طرف بڑھائی

"واؤ! آپ نے میرا فیورٹ کھانا بنوایا، تھینک یو بابا" اس نے فوراً کھانا نکالا

"یس مائی ڈول" اس نے پیار سے دیکھا

"بابا میں بھی کوکنگ سیکھ لوں؟؟" اس نے گلاس میں پانی ڈالا

"کیوں بھئی؟ ابھی آپ بہت چھوٹی ہیں ابھی کوئی ضرورت نہیں" اس نے بھی اپنی پلیٹ میں کھانا نکالا

"نہیں بابا میں پورے سولہ سال کی ہوں

میری بہت سی فرینڈز کو کوکنگ آتی ہے" اس نے شوق سے بتایا

"ہوں! سولہ سال کوئی عمر نہیں ہے کام کی ابھی آپ کو پڑھنا ہے اور ڈاکٹر بننا ہے" اس نے کچھ

یاد آتے ہوئے کہا

"بابا کیا اچھی لڑکیوں کو سارے کام آتے ہیں، میری ایک فرنڈ کہ رہی تھی کہ سارے کام سیکھ لو اگر شادی ہو گئ ہو پریشانی نہیں ہو گی" وہ اپنی دھن میں بولتی چلی گئ

"آپ سے کس نے کہی یہ بات" اس نے چونک کر بیٹی کو دیکھا

"وہ۔۔۔۔میری ایک دوست ہے اس نے کہا، وہ بابا اس کے خاندان میں جلدی شادیاں ہو جاتی ہیں ناں اس لیے وہ کوکنگ سیکھ رہی ہے" اس نے سر جھکا لیا

"بیٹا آئندہ ایسی باتیں مت کیجیے گا اوکے" اس نے تنبیہ کی

"بابا وہ میں نے اپنی ٹیچر کو آپکا نمبر دے دیا ہے وہ آپ سے خود کانٹیکٹ کرینگی" اس نے بات پلٹی

"اوہ ہاں کیا ہوا ان سے پوچھا نہیں تم نے، میں اچھی فیس دونگا ان سے بات کرو اگر واقعی تم ان سے مطمئن ہو تو" اس نے باؤل میں سے منچورین نکال کر رائز پر ڈالا

"نہیں بابا وہ اتنی ضرورت مند تو نہیں ہیں بلکہ اچھے گھر سے لگتی ہیں وہ بتا رہی تھیں کی وہ یہاں شوق میں جاب کر رہی ہیں" اس نے بتایا

"اچھا! بہر حال تم ان سے پوچھ ضرور لینا ورنہ میں کسی اور کا انتظام کرتا ہوں" اس نے پانی کا گھونٹ بھرا اور نیپکن سے منہ صاف کر کے اٹھ گیا

"اوکے بابا" اس نے سر ہلایا

"ویسے نام کیا ہے تمھاری ٹیچر کا" اس نے جاتے جاتے پوچھا

"مس زنیرہ" اس نے کھاتے کھاتے جواب دیا تو وہ ایک پل کو ٹھٹک گیا اور مڑ کر بیٹی کو دیکھا جو کھانے میں مصروف تھی اور مقابل کھڑا شخص کو کوئی بھولا یاد آگیا

"ہیلو! کیا کر رہی ہو" روشو دھڑام سے اس کے بیڈ پر کودا جو اس وقت کتابوں میں سر دیے، بیٹھی تھی

"کیا ہے تمھیں، پھر آگ ئے" اس نے کتاب بند کر کے اسے غصے سے دیکھا

"شام کو کسی ایوینٹ میں جا رہے ہیں ناں ہم لوگ" اس نے اس کے ہاتھ سے کتاب چھینی اور ورق گردانی کرنے لگا

"ہم نہیں، صرف میں اور ابو" اس نے کتاب اس کے ہاتھ سے چھینی

"کیا مطلب، یعنی تم مجھے نہیں لے کر جاؤ گی؟" اس نے آنکھیں سکیڑ کر کہا

"بالکل پھاپھے کٹنی لگ رہے ہو" اس نے قہقہہ لگایا

"اے ہیلو بڑا ہوں تم سے عزت سے بات کیا کرو اوکے" اس نے رعب جمانا چاہا جبکہ وہ اس کے دعب میں کبھی نہیں آئی تھی

"اچھا! بڑے ہو، آئے بڑے،" اس نے ہاتھ جھاڑے اور بیڈ سے ٹیک لگا کر کتاب کھولی

"تم بہت بری ہو" روشو کو غصہ آیا

"میرے خیالات بھی یہی ہیں تمھارے لیے، اور تم۔۔۔" وہ اتنا ہی کہہ سکی کہ اس کا موبائل بجنے لگا

"اوہو موبائل بھی لے لیا" اس نے جھپٹنا چاہا مگر اس نے فورا پیچھے کر لیا

"تم نکلو میرے کمرے سے جاؤ،" اس نے روشو کو دھکے دے کر نکال دیا

"ہیلو،" اس نے فورا فون اٹھایا

"ہوں! آج بہت جلدی فون اٹھالیا، کیا بات ہے" اسنے اس ہی خوبصورت لہجے میں کہا

"آپ نے کال کیوں کی" اس نے آہستہ سے کہا

"کیونکہ آپ کو میری کال کا انتظار تھا" اس نے شرارت سے کہا

"جی نہیں، بہت خوش فہم ہیں آپ" اس نے دھیرے سے مسکرا کر کہا

"خوش فہمی تو نہیں ہاں مگر آج خوش کافی ہوں" اس نے کمپیوٹر پر کچھ ٹائپ کرتے ہوئے کہا

"وہ کیوں" اس نے کتابیں سائڈ پر رکھ دیں

"وہ اس لیے کہ آج رات آپ سے ملاقات جو ہونی ہے" اس نے ریوالونگ حئیر سے ٹیک لگایا

"مجھ سے ؟؟" وہ حیران ہوئی

"جی آپ سے، آج شام کو آرہی ہیں ناں آپ بارات کے فنکشن میں" اس نے واقعی اسے حیران کر دیا تھا

"جی مگر یہ سب آپ کو کیسے معلوم" اس نے حیرت سے پوچھا

"بس یہ سمجھ لیجیے کہ آہ کے تعاقب میں رہتے ہے" اس نے مسکرا کر کہا

"اچھا! مگر میں تو نہیں ملو نگی آپ سے" اس نے اپنا ارادہ ظاہر کیا

"آپ کو ملنا پڑیگا۔" اس نے یہ کہ کر فون بند کر دیا اور وہ سوچتی رہ گئ کہ آخر کون ہے جو اس کا پیچھا کر رہا ہے اور اس کا نمبر، وہ تو صرف اس کی دوست اور گھر والوں کے پاس تھا اس ہی شش و پنج کا شکار تھی کہ روشو نے پھر دروازہ بجایا اور اس نے غصے میں دروازے پر کشن دے مارا۔

وہ چاروں اور لبنیٰ کے دونوں بچے اس وقت ریستوران کے ٹاپ فلور پر بیٹھے تھے اور اپنے آرڈر کا ویٹ کر رہے تھے وہ گلابی رنگ کے کپڑوں میں خود بھی گلاب لگ رہی تھی اور سامنے بیٹھا تیمور اس کے چہرے کو دیکھ کر یہی سوچ رہا تھا کوئی گلاب اس قدر اداس بھی ہوتا ہے،

"زونی تم شادی کب کر رہی ہو" لبنیٰ نے بات چھیڑی

"شادی نہیں کرنی مجھے" وہ ہمیشہ چڑ جاتی

"اچھا جی! یعنی مزید خوار ہونا ہے کسی کو" فاطمہ نے آہستہ سے بڑبڑایا جو کہ زنیرہ نے سن لیا تھا مگر لبنیٰ آپی کے سامنے وہ کچھ کہ نہیں سکتی تھی

"تمھیں پتا ہے زونی فاطمہ کا ایک پروپوزل آیا ہوا ہے" لبنیٰ نے زنیرہ کو بتایا

"واؤ! زبردست، کہاں سے آیا، اور آپ لوگوں نے کیا جواب دیا" وہ واقعی خوش ہوئ

"ابھی ہم دیکھنے جائینگے لڑکے کو، پاپا کے دوست کا بیٹا ہے" ان کا آرڈر آچکا تھا

"اوہ گڈ, ویسے شادی کب کر رہی ہیں اس کی" اس نے فاطمہ کو مسکرا کر دیکھا

"بس لڑکا دیکھنے جائینگے اگر سمجھ آگیا تو ہاں کر دینگے پھر جلد ہی شادی کرینگے اس ہی سال انشاء اللہ

" لبنیٰ نے چپس اٹھائ

"اور اس ہی سال میری بھی شادی ہے" تیمور جو اتنی دیر سے خاموش بیٹھا تھا بیچ میں ٹانگ اڑائ

"اوہ! تو یعنی مجھے زیادہ فنکشنز کے لیے زیادہ کپڑے بنانے ہونگے" زنیرہ نے تیمور کا دل جلایا تھا

"جی نہیں آپ کو زحمت کرنے کی ضرورت نہیں، ہم بری میں اچھے خاصے کپڑے دینگے" مقابل بھی تیمور تھا اس نے زنیرہ کے چھکے چھڑائے اور وہ غصے سے لال پیلی ہو گئ

"کیا ہو گیا بھائی" فاطمہ نے آنکھیں دکھا کر منہ ہی منہ میں کہا

"اچھا خیر یہ سب چھوڑو کل ہم لوگ لڑکا دیکھنے جا رہے ہیں فاطمہ کو تو انہوں نے خود ہی دیکھ کر پسند کیا ہے، تم اور پھپھو کل آجانا تم پھپھو ہمارے ساتھ جائینگی اور تم فاطمہ کے ساتھ گھر پر رہنا

" انہوں نے ماحول کا تناؤ دیکھتے ہوئے بات بدلی اور کل کے پروگرام کے متعلق بتایا

"کل؟۔۔۔اچھا ٹھیک ہے میں بتا دونگی امی کو" اس نے سوچا کہ شاید لبنیٰ آپی کی موجودگی کے تمام دن اسے تیمور کو برداشت کرنا پڑیگا

وہ گرین کلر کی فراک اور چوڑی دار پاجامہ پہنے بال کھولے اور لائٹ سا میک اپ کیے بہت سے

میں الگ نظر آرہی تھی وہ ویسے بھی بہت کم عمر تھی اور اس کا معصوم چہرہ اسے اور حسین بنا رہا تھا وہ مستقل کسی کی نظروں کے حصار میں تھی مگر وہ اس بات سے بالکل ناواقف تھی، کیونکہ اسکا سارا رجھان اپنے موبائل پر تھا اسے شاید غیر ارادی طور پر اس ہی کال کا انتظار تھا جسے وہ پچھلے تین دن سے مسلسل اگنور کر رہی تھی مگر آج دن کے شروع ہوتے ہی وہ اس کی آواز کے سحر میں مبتلا تھی وہ گم سم سی الگ بیٹھی تھی روشو اور اس کے والد الگ جیسس میں بیٹھے تھے اور وہ اپنی دوست کے ساتھ یہاں اسٹیج کے پاس لگی ٹیبل پر تھی

"کیا سوچ رہی ہو" اس کی دوست نے اسے مخاطب کیا

"کچھ نہیں، مجھے تمھیں کچھ بتانا ہے" اس نے سوچا کہ وہ سب کچھ سارا کو بتادے کیونکہ سارا اس کی بیسٹ فرینڈ تھی جو اس کی اسکول فیلو کے ساتھ ساتھ اس کی پڑوسی بھی تھی ان دونوں کء والد میں بھی اچھی سلام دعا تھی

"ویسے مجھے بھی تمہیں کچھ بتانا ہے، مگر پہلے تم بتاؤ،" سارا اسے حیران کرنے والی تھی

"اوہ اچھا، تو پھر تم ہی بتادو پہلے پھر میں تسلی سے بتاؤنگی" اس نے اسرار کیا

"تمھیں پتا ہے یہاں ایک ایسا شخص موجود ہے جو تم پر پوری طرح فدا ہے" اس نے اس کے سر پر بم پھوڑا

"کیا مطلب، کیا بکواس کر رہی ہو" اسے واقعی اس کا یہ انداز بہت برا لگا

"اوہو دولہا بھائی، ارے مطلب آپی کے جو ہزبنڈ ہیں وہ ہمارے کزن ہیں ان کے ایک دوست

جن سے میری پہلی بار ملاقات ہوئی اور وہ ملاقات تمھارے لیے کی انہوں نے، ارے مطلب وہ مہندی والے دن بھی آئے تھے ناں جب ہی سے تم پر فدا ہو گئے، مگر وہ عمر میں تم سے کافی بڑے ہیں اس لیے میں نے انہیں منع کر دیا وہ تم سے بات کرنا چاہ رہے تھے" سارا نے واقعی اسے حیران کر دیا تھا

"کیا، تم پاگل ہو گیا ایسی باتیں مت کرو پلیز" اسے واقعتاً برا لگا

"ارے یار میں تو بتا رہی ہوں بس، میں نے کونسا انہیں تمھارا نمبر دے دیا جبکہ وہ بہت ضد کر رہے تھے" سارا نے اسے عجیب الجھن میں ڈال دیا تھا وہ جو سوچ رہی تھی کہ اس کال والے کے متعلق سارا کو بتاتی اسکی باتیں سن کر تذبذب کا شکار ہو گئ تھی

"اچھا چھوڑو یہ سب آؤ میں تمھیں انہیں دکھاتی ہوں" سارا اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں لے گئ جہاں وہ فاصلے سے اسے دیکھ سکتی تھی

"وہ دیکھو، وہ جو لمبے چوڑے سے گورے سے ہیں ناں وہی ہیں" سارا نے انگلی سے اشارہ کیا اور اس شخص کو دکھایا جو اس سے عمر میں بہت بڑا تھا تقریباً ۳۰ سال کا وہ خوبرو انسان جو اس چودہ سالہ معصوم لڑکی پر فدا ہو گیا تھا یوں تو قد کاٹھ کی وہ بھی بڑی اچھی تھی مگر اس کا چہرہ اس کی عمر بتا دیتا تھا

"یہ ہیں وہ؟" اس نے حیرت سے دیکھا

"ہاں یہی ہیں، ویسے تو کافی بڑے ہیں تم سے میں تو سمجھی تھی کہ شادی شدہ ہونگے مگر ان کی

وائف ہوتیں تو آتی توناں" اس نے اسے مختصر بتایا، وہ بھی مختصر ہی جانتی تھی، یہ کہ وہ اس کے بہنوئی کا دوست ہے اور باراتی ہے

"اچھا خیر تم اتنا پریشان کیوں ہو رہی ہو اٹھا کر نہیں لے جا رہا کوئی تمھیں" اس نے ہنس کر کہا

"اوہو یار، تم نے تو مجھے عجیب الجھن میں ڈال دیا ہے" وہ کرسی پر بیٹھ گئ

"پاگل ہو تم اتنی کوئی بڑی بات نہیں ہے چھوڑو اور بتاؤ اب کیا کہ رہی تھیں" وہ بھی بیٹھ گئ

"نہیں کچھ نہیں" وہ بہت الجھی ہوئی تھی اسے وہ کالر تین دن سے مستقل کال کر رہا تھا اور مہندی بھی تین دن پہلے ہی ہوئی تھی، وہ کالر بھی یہ جانتا تھا کہ وہ یہاں آئیگی، وہ تمام کڑیاں جوڑ رہی تھی اور اسے یقین تھا کہ یہی وہ شخص ہے جو اسے کال کر رہا ہے مگر سارا نے تو اسے نمبر نہیں دیا تو پھر کیسے، وہ یہ سوچ رہی تھی اس کی عمر میں اور میری عمر میں بہت فرق ہے میں ہرگز اس کے بارے میں نہیں سوچونگی پھر چاہے لاکھ وہ خوبرو ہو مگر وہ شاید بھول گئ تھی کہ قسمت کئ ارادوں پر پانی پھیر دیتی ہے

آج سمرہ اسکول نہیں آئ تھی زنیرہ اسے ڈھونڈ رہی تھی جب اسے کسی اسٹوڈنٹ نے بتایا تو وہ اسٹاف روم میں آکر کرسی پر بیٹھ کر ٹیک لگائے آنکھیں موند لیں

"کتنی پیاری لگتی ہیں تمھاری گھنی پلکیں" کسی نے اس کے برابر میں بیٹھے بولا تھا وہی ٹھاٹھیں مارتا سمندر وہی سنہری دھوپ وہی خوبصورت ڈھلتی شام کا منظر

"آپ کو میں بہت اچھی لگتی ہوں ناں" اس نے مسکرا کر پوچھا

اور اپنے بالوں کی لٹ کان کے پیچھے کی

"ہاں بہت," وہ دونوں ٹانگیں سیدھے کیے ہاتھ زمین پر ٹکائے بیٹھا تھا

"میں آپکو ہمیشہ اچھی لگونگی ناں، میری دوست کہتی ہے کہ لوگوں کی پسند بدل جاتی ہے" اس نے معصومانہ انداز میں پوچھا تو سامنے بیٹھا شخص اسے دیکھتا رہا

"ایک بات بتاؤ، تم مجھے کس حد تک چاہ سکتی ہو" اس نے عجیب انداز میں پوچھا

"مجھے حد تو نہیں معلوم ہاں مگر میں صرف آپ ہی کو چاہ سکتی ہوں مجھے بس یہ معلوم ہے" اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا

"تو کبھی آزمالوں تمھیں، ؟" اس نے اس کی طرف رخ کیا

"آزمانے سے پہلے پوچھتے نہیں ہیں" اس نے سامنے اٹھتی ہوئی لہروں کو دیکھا

"تو چلیں پھر؟" اس نے ہاتھ آگے بڑھایا تو اس نے اپنا ملائم ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھوں میں دیدیا،

"مس زنیرہ، مس زنیرہ" زنیرہ ایک دم ہوش میں آئی جب کسی نے اسے پکارا

"جی" وہ الجھ کر بولی

"وہ سمرہ کے گھر سے کال ہے آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں ان کے فادر" سامنے کھڑی ایک ٹیچر نے اسے مخاطب کیا

"مجھ سے" اس نے سوچا شاید سمرہ کے متعلق کچھ کہنا ہو گا شاید اس کے ٹیوشن کے بارے میں وہ اٹھ کر ریسیپشن تک آئی اور سلیب پر رکھا کریڈل اٹھایا

"اسلام علیکم، مس زنیرہ ہئیر،"

"یس، مس زنیرہ مجھے یہ پوچھنا تھا کہ سمرہ آپکو بتا کر کہیں گئ ہے، کسی فرینڈ کے ساتھ کیونکہ ڈرائیور کو بتایا گیا ہے کہ وہ اسکول میں نہیں ہے مجھے اس نے فون کیا ہے" اس کی آواز سن کر ایک پل کو سمرہ ششدر رہ گئ تو دوسری جانب اس کی بات نے زنیرہ کے چھکے چھڑا دیے

"جی؟ آپ کیا کہ رہے ہیں، سمرہ تو آج اسکول آئ ہی نہیں ہے" اس نے روحان کے سر پر بم پھوڑا

"واٹ؟ یہ کیا کہ رہی ہیں آپ سمرہ اسکول نہیں آئی میں نے خود اسے ڈرائیور کے ساتھ اسکول بھیجا ہے آج میں نہیں جا سکا کسی کام کی وجہ سے، آر یو شیور کہ وہ نہیں آئی" روحان کا دم نکلا جا رہا تھا

"یس آئی ایم شیور وہ نہیں آئی ہے، اور آپ کتنے ارر سپو سیسل ہیں، اپنے اپنی بچی کو ڈرائیور کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا" وہ بھی بہت پریشان ہو گئ تھی

"میں آ رہا ہوں آپ پلیز پتا کریں وہ کہاں ہے پلیز اسکول چیک کروائیں" اس نے بات کی ختم کر کے گون رکھا اور بھاگتا ہوا گاڑی کے پاس آیا دوسری طرف زنیرہ کی حالت بھی غیر ہو رہی تھی، اس نے پورا اسکول ایک ایک کلاس واش روم پلے آیریا پرے ایریا تک چھان مارا مگر سمرہ

ہوتی تو ملتی اس کے ذہن میں ایک کی خیال آیا وہ فوراً گارڈ کے پاس آئی

"آج سر بلال آئے تھے " اس نے پھولی ہوی سانس بہال کی

" نہیں میڈم پڑھانے تو نہیں آئے مگر میں بے اسکول کے باہر دیکھا تھا صبح صبح " گارڈ کی بات سن کر زنیرہ کا دل حلق میں آگیا

" اور سمرہ؟ وہ تھی وہاں پر، میر امطلب ہے آج اسکول آئی وہ " اس نے اس سے پوچھا

" میڈم نام سے تو نہیں جانتا ابھی ایک گاڑی آئی تھی اس ہی بچی کا نام پوچھا تھا میں نے مس روبی سے پوچھا تو انہوں نے منع کر دیا کہ وہ آئی نہیں مگر یہ گاڑی تو صبح بھی آئی تھی " اس نے اپنی سی تفصیل بتای

" گاڑی کہاں ہے " اس نے بہت جلدی میں پوچھا اور بھاگ کر باہر آئی اور ڈرائیور سے کہا کہ وہ گاڑی چلائے اور سوال نی کرے اس نے سمرہ کا نمبر ٹریس کرنا شروع کیا، لوکیشن کسی ہوٹیل کی تھی اسے واقعی حیرت ہوئی کہ سمرہ یہاں کیسے پہنچی اس نے پولیس کا کال کی اور لوکیشن بتائی وہ اب اس ہوٹیل تک پہنچ چکی تھی وہ بھاگتی ہوئی گئی

" یہ لوکیشن کس روم کی ہے ؟ " اس نے پسینہ صاف کیا

" میڈم ہم اس طرح آپ کو کسی کے کمرے کی ۔۔۔ " سامنے بیٹھا جوان لڑکا ایک پل کو سٹپٹا گیا

" شٹ اپ ۔۔۔ یو بلڈی، شرافت سے بتاؤ یہ لوکیشن کہاں ہے، ناؤ " وہ کسی شیرنی کی طرح بپھری تھی

"میڈم یہ ہمارے رولز کے خلاف ہے" اس کی آواز کہیں دور سے آئی

"تو نہیں بتاؤ گے تم، اوکے، دیکھتی ہوں تمھیں،" اس نے خونخوار نظروں سے اسے دیکھا اور بھاگتی ہوئی اوپر گئی یہ لوکیشن فرسٹ فلور کی تھی اس نے زور زور سے دروازہ بجایا

"دروازہ کھولو،" زنیرہ کا دم نکل رہا تھا اسے سمجھ نہیں آرہا تھا، کہ وہ کیا کرے وہ بری طرح رو رہی تھی اسے لگ رہا تھا کہ اگر یہ دروازہ نہ کھلا تو وہ مر جائے گی اچانک اس کے فون پر بیل ہوئی اس نے فون اٹھایا پولیس اب ہوٹیل میں پہنچ چکی تھی اس نے انہیں اوپر آنے کا کہا، پولیس نے دروازہ نہ کھلنے کی صورت میں فائر کیا اور لاک توڑ دیا زنیرہ اندر بھاگی اور بلال کا گریبان پکڑ کر دکھا دیا سمرہ کرسی سے بندھی رو رہی تھی اس نے بلال کو پہ در پہ تھپڑ مارے اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ وہ سامنے کھڑے شخص کا خون پی جائے

"مس پلیز آپ کنٹرول کریں،" ایک انسپیکٹر نے اسے سمجھا کر پیچھے کیا

اس نے سمرہ کو گلے لگایا وہ اس وقت بہت ڈری ہوئی تھی زنیرہ اسے گاڑی تک لائی اور گاڑی میں بٹھایا اور خود۔ بھی بیٹھ گئی

"میم، میں آج مر جاتی" سمرہ اس کے گلے لگ کر بہت روئی

"نہیں بیٹا اللہ جن کا محافظ ہے اس کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکتا، بس چپ ہو جاؤ باقی بات ہم گھر پر کرینگے" اس نے ڈرائیور کی موجودگی میں بات کرنا مناسب نہ سمجھی اس کو سمرہ کے باپ کا خیال آیا اس نے اپنے موبائل سے کال ملائی اور بتایا کہ سمرہ اس کے ساتھ ہے وہ پریشان نہ ہو، روحان

کی جان میں جان آئی وہ مستقل ٹریفک میں پھسا ہوا تھا؛

"اسلام علیکم پھپھو" تیمور نے دروازہ کھلتے ہی سلام کیا

"وعلیکم السلام، کیسے ہو بیٹا، آؤ اندر آؤ،" مومنہ خاتون کے چہرے ہی سے پریشانی جھلک رہی تھی

"کیا ہوا پھپھو" تیمور نے اندر آکر دروازہ بند کیا اور اس کی پریشانی بھانپتے ہوئے اس سے پوچھا

"کچھ نہیں بیٹا دوپہر کے تین بجے رہے ہیں اور زنیرہ کا کچھ پتا نہیں ہے کہاں ہے کب سے کال کر رہی ہوں نہ فون اٹھا رہی ہے نہ خود کر کے کچھ بتایا ہمیشہ دو بجے تک پہنچ جاتی ہے زیادہ سے زیادہ ڈھائی بجے تک اس سے زیادہ کبھی دیت نہیں کی" وہ واقعی بہت پریشان تھیں

"اوہ! میں جا کر دیکھتا ہوں آپ فکر مت کریں پلیز" تیمور اٹھنے لگا تو فوراً مومنہ خاتون کا موبائل بج اٹھا

"ہیلو؟ ہاں زنیرہ کہاں ہو تم،" انہوں نے فورا فون اٹھایا

"امی میں تھوڑی دیر میں آتی ہوں کچھ ایمر جنسی ہو گئ ہے" اس نے مختصر جواب دیا

"سب خیریت تو ہے ناں بیٹا، تیمور آیا ہوا ہے تم کہو تو بھیج دوں اسے" انہوں نے ارادہ ظاہر کیا

"نہیں امی میں اپنی فرینڈ کے گھر ہوں آپ پریشان مت ہوں میں کیب لے کر آجاؤ نگی،" اس نے تیمور کا نام سنتے ہی انکار کر دیا

"اچھا بیٹا دیکھ لو، کوئی مسئلہ ہو تو فوراً مجھے بتا دینا" انہوں نے بات ختم کر کے فون بند کیا

"وہ اپنی کسی دوست کے گھر ہے، اس کا موبائل سائلنٹ پر تھا اس لیے دیکھ نہیں سکی اور شائد پریشانی کی وجہ سے مجھے بتا بھی نہیں پائی، کہہ رہی تھی کوئی ایمر جنسی ہو گئ تھی، تھوڑی دیر میں آ رہی ہے وہ، " انہوں نے موبائل سائلنٹ والی بات جھوٹ بولی تا کہ وہ زنیرہ کو لاپرواہ نہ سمجھے آخر کو وہ بھی اسے مستقبل کا داماد تصور کیے بیٹھی تھیں

"اوہ اچھا! وہ ٹھیک تو ہے ناں پھپھو؟" تیمور واقعی اس کے لیے فکر مند تھا

"ہاں ٹھیک ہے وہ تم فکر مت کرو آ جائیگی" انہوں نے تسلی تھی

"اچھا" اس نے ٹھنڈی آہ بھری وہ بھی یہی سوچ رہا تھا کہ آخر زنیرہ کس پریشانی میں تھی

"اچھا یہ بتاؤ آج آفس نہیں گ ئے تم" انہوں نے بات بدلی

"نہیں پھپھو، گیا تو تھا مگر آج شام کی وجہ سے میں نے ہالف ڈے لیا تھا اس لیے جلدی آ گیا" اس نے بتایا

"آج شام کی وجہ سے؟ آج شام کو کیا ہے" انہوں نے پوچھا

"آج فاطمہ کے لیے لڑکا دیکھنے جانا ہے ناں، آپکو بتایا نہیں زنیرہ نے" اسے حیرت ہوئی

"نہیں بیٹا مجھے تو معلوم نہیں اس بارے میں" انہوں نے اسے اپنی لاعلمی کے متعلق بتایا

"حیرت ہے جبکہ کل ہی لبنیٰ نے اسے بتایا تھا کہ آپکو ہمارے ساتھ جانا ہے اور وہ فاطمہ کے پاس گھر رکے گی" اس نے انہیں کل کے بارے میں بتایا

"اچھا! مجھے واقعی نہیں پتا تھا، اچھا پھر زنیرہ کا انتظار کر لیتے ہیں، "انہوں نے کہا اور چائے بنانے کے لیے اٹھیں

"جی پھپھو ویسے بھی شام تک ہی جانا ہے میں تو ویسے ہی جلدی آ گیا تھا" اس نے آف ہوتے موڈ کو بہال کیا

"اچھا! ویسے کھانا کھایا یا سیدھے یہیں آ رہے ہو" انہوں نے کچن میں جاتے ہوئے پوچھا

"نہیں پھپھو کھانے کا موڈ نہیں ہے" اس نے جواب دیا

"کیوں موڈ نہیں ہے، میں کھانا لاتی ہوں پھر چائے پی لینا" انہوں نے چائے کا پانی چڑھاتے ہوئے بولا

"اوکے" اس نے مسکرا کر مختصر جواب دیا اور سوچنے لگا کہ "کیا واقعی زنیرہ کی نظر میں ہماری کوئی اہمیت نہیں، چلو مجھ سے تو اس کو خدا واسطے کا بیر ہے مگر لبنیٰ اور فاطمہ سے تو بہت محبت کا اظہار کرتی ہے, وہ کیسے بھول گئ" اس نے افسوس سے سر جھکایا پھر سامنے پڑا اخبار اٹھا کر پڑھنے لگا

"تمھیں اس کے ساتھ نہیں جانا چاہیے تھا" وہ اس وقت سمرہ کے گھر میں موجود تھی اور سمرہ کی تمام باتیں سن کر اسے بہت افسوس ہوا تھا

"میں نہیں جانا چاہتی تھی میم، مگر وہ مجھے کہنے لگا کہ اگر میں نہ گئ تو وہ مجھ سے کبھی بات نہیں کریگا، میں بہت ڈر گئ تھی کہ اگر وہ ناراض ہو گیا تو میں کیا کرونگی" اس نے روتے ہوئے اس بتایا

"اور اب کیا خیال ہے تمھارا اس بارے میں" اس نے سمرہ کی طرف دیکھا جو کہ اس وقت بری طرح رو رہی تھی اسے کسی اور کی یاد آگئی

"مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ ایسے ہیں، وہ تو مجھ سے بہت،۔۔۔۔" وہ اتنا کہ کر پھر رونے لگی

"تم سے کیا۔۔۔۔ محبت؟ محبت کے دعوے کرتا تھا ناں تم سے" اس نے سمرہ کا چہرہ اپنی طرف کیا

"میم کوئی اتنا برا کیسے ہو سکتا ہے" سمرہ کی معصوم آنکھوں میں کئی سوال تھے

"لوگ اس سے بھی زیادہ برے ہوتے ہیں، تم خوش نصیب ہو کہ چند میہنوں میں اس سے واقف ہو گئیں یا شاید وہ زیادہ ہی جلد باز تھا" وہ تلخی سے مسکرائ

"میم وہ مجھ سے ہمیشہ یہی کہتا کہ وہ مجھے کبھی دھوکہ نہیں دیگا کبھی ہرٹ نہیں کریگا" وہ بچوں کے سے انداز میں اسے تبا رہی تھی۔

"دیکھو سمرہ جو ہو گیا وہ ہو گیا بھول جاؤ اس واقعے کو، اب کبھی بھی کسی پر بھی اعتماد مت کرنا کبھی بھی نہیں، وعدہ کرو مجھ سے" اس نے سمرہ کے آگے ہاتھ بڑھایا

"میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ کبھی بھی کسی پر بھی یقین نہیں کرونگی، آئ پرومس" اس نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا تو زنیرہ نے مسکرا کر اسے گلے لگایا

"میم آپکو کیسے پتا چلا کہ میں کہاں ہوں" اس نے حیرت سے پوچھا

"تمھارا نمبر ٹریس کر کے، شکر کرو کہ اس ٹیکنالوجی کے دور میں پیدا ہوئ ہو، بعض لوگوں کو تو

یہ بھی میسر نہیں ہوتا" اس نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا

"اوہ اچھا! یہ اچھا ہوا کہ میرا نمبر آپ کے پاس تھا" اس نے آنسو سے بھیگا چہرہ صاف کیا

"ہوں! ایک بات بتاؤ تم اس کے ساتھ صبح گئ تھیں ناں،" اس کے زہن میں جھماکا ہوا

"جی" اس نے زنیرہ کی طرف جواب دیکر کہا

"تو اتنی دیر کہاں تھیں اور اسکول سے باہر کیسے گئیں تم؟" اس کا دل کسی بات سے ڈر رہا تھا

"اس نے مجھ سے کہا تھا کہ گاڑی سے اتر کر میں اسکول میں نہ جاؤں بلکہ اسکول کے برابر میں ایک چھوٹا روڈ ہے وہاں چلی جاؤں، مجھے ڈرائیور نے گاڑی سے اتارا اور جب تک میں اندر نہ گئ وہ واپس نہیں گیا میں نے سوچا کہ اب میں باہر کیسے جاؤں لیکن اتفاق سے گارڈ کو اندر کسی ٹیچر نے بلایا اور میں باہر نکل گئ اور اس ہی چھوٹے روڈ کی طرف گئ وہاں اس کی گاڑی کھڑی تھی میں اس میں بیٹھ کر اس کے ساتھ سب سے پہلے سمندر پر گئ جو کہ میری اپنی خواہش تھی وہاں ہم پورے تین چار گھنٹے بیٹھے رہے وہ بار بار جانے کا بولتا اور میں اس کا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیتی اس کے بعد قریب گیارہ بجے ہم دونوں بریکفاسٹ کے لیے ایک ریستوران گ ئے وہاں اور پھر بارہ بجے وہ مجھے ایک عجیب علاقے میں لے گیا جہاں ایک عجیب سا ہوٹیل تھا آپ نے دیکھا، وہاں میں جانا نہیں چاہتی تھی مگر مجھے یہ کہ کر کہ اس کی سسٹر یہاں اس مجھ سے ملنے آئ ہیں مجھے وہاں لے گیا اوپر لے جا کر اس نے کمرہ لاک کر دیا تھا میں بہت ڈر گئ وہاں کوئی بہن نہیں تھی میں نے وہاں سے بھاگنا چاہا تو اس نے مجھے سامنے کرسی سے باندھ دیا اس نے مجھ سے بدتمیزی کی اور غلط باتیں کرنے لگا، اس

نے مجھے تھپڑ بھی مارا اور مجھے دھمکانے لگا کہ یہاں سے جانے کے بعد کسی کو کچھ نہ بتاؤں،" وہ بتاتے بتاتے رونے لگی

"پھر؟" سامنے بیٹھی زنیرہ پتھر کی ہو گئی تھی کوئی کہانی اس طرح بھی دہرائی جاتی ہے

"پھر اس نے مجھ سے غلط مطالبہ کرنا شروع کیا، میں بہت ڈر گئی تھی میم" اس نے خوفزدہ آنکھوں سے زنیرہ کو دیکھا جس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

"سمرہ.... اس نے ہاتھ تو نہیں لگایا نہ تمھیں" اس نے اسکے بازو پکڑ کر اس سے پوچھا۔

"نہیں میم، شاید للہ پاک واقعی مجھ سے محبت کرتا ہے، بہت بہت بحث کے بعد اس نے دو گولیاں اپنی جیب سے نکالیں اور خباثت سے مسکرانے لگا مگر اس ہی پل دروازہ زور زور سے بجا اور وہ ڈر گیا، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اس لیے اس نے دروازہ نہیں کھولا تھوڑی دیر میں پولیس نے دروازہ توڑ دیا اور یوں للہ نے مجھے اس درندے سے بچا لیا" روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں اور سامنے بیٹھی زنیرہ بھی بہت روئی نہ جانے کیا کیا تھا ان آنسوؤں میں شکر بھی اور درد بھی اور شائد کوئی بھولی بسری یاد بھی،

گھر میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر تیمور اور امی پر پڑی اس نے سلام کیا اور آ کر بیٹھ گئی

"کیا ہوا بیٹا سب خیریت تھی ناں،" مومنہ خاتون فکر مند سی اس کے پاس آکر بیٹھ گئیں

"جی امی وہ دراصل ایک ٹیچر کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اسکول سے نکلتے ہی تو میں انہیں ہاسپٹل لے گئی

تھی" اس نے مختصر کہا تو سامنے بیٹھا تیمور اور اس کی ماں دونوں یہ بھانپ گئے کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے مگر اس وقت کوئی بھی سوال کرنا ان دونوں کو ہی مناسب نہ لگا

"اچھا بیٹا جاؤ تم فریش ہو جاؤ پھر کھانا کھاتے ہیں" انہیں نے پیار سے کہا

"آپ نے کھانا نہیں کھایا اب تک" اس نے حیرت سے پوچھا

"جب تم خود بیٹی کی ماں بنو گی تو پوچھونگی تم سے کہ کیسے بیٹی کی غیر موجودگی میں کھانا کھای لیا تنظیم نے" انھوں نے جتایا کہ وہ بہت دیر سے آئی ہے

"اچھا امی میں آتی ہوں" اس نے بس اتنا کہا اور چلی گئ، تھوڑی ہی دیر بعد فریش ہو کر وہ کھانے کی ٹیبل پر آگئی اور خاموشی سے بیٹھ کر کھانا کھانے لگی

"بیٹا کھانے کے بعد جلدی سے تیار ہو جاؤ ہمیں تیمور کے ساتھ جانا ہے، ویسے کل تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں کہ لبنیٰ نے تم سے جانے کا کہا تھا" انھوں نے روٹی نکال کر پلیٹ میں رکھی اور تیمور کو دی

"اوہ، امی میں۔۔۔۔ سوری امی میں بھول گئ تھی" اس کا دماغ بہت الجھا ہوا تھا اس لیے اس نے صرف معزرت کرنے پر اکتفا کیا

"ہوں، یاد رہتا بھی کیسے، یہ توفیکٹ ہے کہ لوگوں کو اہم باتیں ہی یاد رہتی ہیں اور ان کے لیے نی تو ہم اہم ہیں نہ ہماری خوشی" یہ پہلا موقع تھا جب تیمور نے زنیرہ سے کسی بات پر گلہ کیا تھا اور زنیرہ نے بھی کوئی مخالفت نہ کی، کھانے کے بعد وہ تیار ہوئ اور پھر یہ لوگ تیمور کے ساتھ نکل

پڑے، وہاں پہنچ کر بھی زنیرہ کو سمرہ کا خیال آ رہا تھا وہ اسے سمجھا آئ تھی کہ اپنے باپ سے کچھ نہ کہے، وہ اسے گھر کی اماں بی جو کہ پرانی ملازمہ تھیں کے پاس چھوڑ آئ تھی اور انہیں تاکید بھی کر دی کہ وہ اس کے باپ سے کچھ نہ کہے، مگر اسے ڈر تھا کہ ڈرائیور اسے سب کچھ نہ بتا دے کہ سمرہ کہاں سے بر آمد ہوئی

____________________ وہ شادی سے آ کر اب اپنے کمرے میں گھس گئ تھی روشو اس کی خاموشی کو کافی نوٹس کر رہا تھا مگر آج اس نے اسے تنگ نہیں کیا وہ اپنے ہاتھوں سے چوڑیاں اتارنے لگی اور سوچنے لگی کہ سارے جہاں میں پسند کرنے کو اسے اپنے سے پندرہ سولہ سال کی لڑکی ہی ملی تھی، مگر اس کے ذہن میں ایک بات اٹک گئ تھی، کسی کا اس کو چاہنا، جوانی کی دہلیز پر رکھے معصوم قدم یونہی تو لڑکھڑا جاتے ہیں، محبت کا ایسا احساس جو زندگی میں پہلی بار ہوا ہو وہ ہواؤں میں لوے اڑتا ہے اس کے معصوم چہرے پر گہری مسکراہٹ پھیل گئ وہ مستقل اس ہی شخص کو سوچ رہی تھی کہ وہ کتنا خوبرو ہے، وہ فریش ہو کر باتھ روم سے نکلی تو تین نسکالز دیکھی اور اسے کال بیک کی جس پر اس نے کال کاٹ دی اور خود کال کی

"زہے نصیب" اس نے فون اٹھتے ہی کہا

"کیوں فون کیا آپ نے مجھے" اس نے مصنوعی انداز میں ناراضگی کا اظہار کیا

"کیونکہ مجھے آپکی آواز سے اپنے کانوں میں رس گھولنا ہے" اس نے اس ہی خمار آلودہ آواز سے کہا

"اس کا کیا مطلب "اس نے بیڈ پر لیٹتے ہوئے پوچھا

"اس کا مطلب کہ مجھے آپ سے بات کرنی ہے "اس نے ہنستے ہوئے کہا

"کیا بات "اس نے معصومیت سے پوچھا۔

"یہی بات کہ آپ میرے دل میں بس گئی ہیں اور اس دل سے آپکو نکالنا ناممکن ہو گیا ہے "اس نے لان میں ٹہلتے ہوئے کہا

"اوہ، تو اپنے دل کا علاج کروالیں کیونکہ یہاں آپکے لئے کوئی جگہ موجود نہیں "اس نے دھیمے سے مسکرا کر کہا

"اور میں جو کہوں کہ علاج بھی آپ ہیں اور معلج بھی "اس نے سگریٹ سلگائی

"دیکھیں آپ میں اور مجھ میں بہت فرق ہے "وہ اٹھ کر بیٹھ گئی

"جانتا ہوں، آپ عمر میں مجھ سے بہت چھوٹی ہیں مگر محبت تو کئی طرح کی تفریق مٹا دیتی ہے، عمر کی بھی، "اس نے سگریٹ کا کش لیا

"مگر "وہ بس اتنا ہی کہہ سکی کہ اسکا دروازہ بج اٹھا

"میں آپ سے بعد میں بات کرتی ہوں "اس نے یہ کہہ کر فون بند کیا

"کون "اس نے آواز لگائی

"یہ دودھ کا گلاس لے لو، تمھارا نوکر نہیں ہوں جلدی کھولو "روشو کی آواز پر اسکا نوڈ بری طرح خراب ہو گیا

"اچھا آتی ہوں" اس نے منہ بنا کر کہا

"یہ لو" اس نے بھی منہ بنا کر تھمایا

"امی بھی ناں، اب میں بڑی ہو گئی ہوں ان سے کہ دینا" اس نے گلاس لے کر اسے کہا

"کہ دونگا" اس نے ٹیڑھی نظروں سے اس کے کمرے میں جھانکا

"کیا ہے" اس نے ٹوکا

"کچھ نہیں تمھارا کمرا کتنا پھیلا ہوا ہے، بڑی پھوہڑ ہو تم" روشو اسے چڑانا نہ بھولا اور چلا گیا اس نے دروازہ زور سے دے مارا

"ایڈیٹ" اس نے اپنا موبائل اٹھایا جس پر دو میسج تھے

"رات بہت ہو گئی ہے سو جائیے گا میں کل آپ کے جواب کا انتظار کرونگا" اور دوسرا گڈ نائٹ" اس نے میسج پڑھ کر موبائل سائڈ پر رکھا اور سونے کے لیے لیٹ، اور نا جانے کب تک جاگتی اسی شخص کو سوچتی رہی جو اس کے اعصاب پر بہت جلد سوار ہو گیا تھا

وہ اس وقت فاطمہ کے گھر کی چھت پر کھڑی تھی وہ جب سے یہاں آئی تھی خاموش اور گم سم تھی، یوں تو وہ فطرتاً کم گو ہی تھی مگر فاطمہ کی موجودگی میں وہ باتیں ضرور کیا کرتی تھی لیکن آج ہونے والا واقعہ ایسا ہی تھا جسے کوئی بھی انسان آسانی سے فراموش نہیں کر سکتا تھا اور وہ تو تھی ہی

ٹوٹی بکھری،

"یہ لیجیے آپکے لئے کافی،" فاطمہ پیچھے سے آئی اور اسے کافی کا مگ تھمایا

"تھینکس" اس نے جواباً پھیکی سی مسکراہٹ سے کہا

"ایک بات پوچھوں تم سے" فاطمہ نے کافی کا ایک گھونٹ بھرا

"نہیں بول دینے سے رک تو نہیں جاؤ گی، بولو" اس کا سارا دیہان روڈ پر آتی جاتی گاڑیوں پر تھا

"تم اداس، خاموش گم سم رہتی ہو یہ بات تو میں جانتی ہوں مگر آج تمھارے چہرے پر جو اداسی دیکھ رہی ہوں وہ معمولی تو نہیں لگتی، مجھے پتا ہے دوست تو میں تمھاری بس نام کی ہوں، تم اپنا آپ اپنی ذات اپنے راز خود تک محدود رکھنے کا ہنر جانتی ہو، مگر کبھی کبھی شدت سے اس بات کا احساس ہوتا ہے کہ کیا بچپن سے جوانی تک کا یہ سفر ہم میں اتنا بھی اعتبار پیدا نہ کر سکا کہ تم مجھے اپنی تکلیف بتا سکو،" اس نے شاید پہلی دفعہ زنیرہ سے گلہ کیا تھا کیونکہ وہ زونی سے ہمیشہ ہی سے بہت محبت کرتی تھی اور اس سے اس کی مرضی کے خلاف سوال نہیں کرتی تھی لیکن آج شاید اسے اس بات کا شدت سے احساس ہوا تھا،

"تمھیں پتا ہے، جب ہم کسی سے سوال کرتے ہیں تو بظاہر مضبوط کھڑا شخص اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتا ہے مگر وہ دراڑیں دوسروں کی بصارت سے بہت دور ہوتی ہیں" اس نے ریلنگ پر ہاتھ رکھے

"مگر میں تمھیں ٹوٹتا ہوا نہیں دیکھ سکتی اس لیے اب کبھی سوال نہیں کرونگی" اس نے مسکرا کر

اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا

"اچھا ایک بات بتاؤ، آج اگر ممانی کو لڑکا پسند آگیا تو تم کیا کرو گی، شادی کر لو گی" اس نے عجیب سوال کیا

"ہاں یار ظاہر ہے کہ شادی ہی کرونگی" اس نے اس کے سوال کا مفہوم سمجھے بغیر جواب دیا

"مگر تم نے تو اسے دیکھا بھی نہیں" اس نے رخ موڑ کر اسے دیکھا

"دیکھا ہے، اور تم نے بھی دیکھا ہے" وہ شرارت سے مسکرائی

"میں نے." اس نے اپنی طرف انگلی اٹھا کر پوچھا

"یاد ہے وہ آئمہ کی بارات والے دن، بقول آپکے مجھے کوئی گھور رہا تھا" اس نے یاد دلایا

"اوہ ہاں، تو کیا وہی" اسے یاد آیا تو وہ مسکرانے لگی

"جی وہی، دراصل وہ پاپا کے دوست کے بیٹے ہیں اور دور کے ریلیٹو بھی ہیں ہم سب کے جبھی تو وہ شادی میں بھی موجود تھے، بس وہیں دیکھا انہوں نے" اس نے شرما کر کہا

"انہوں نے" زونی نے شرارت سے کہا

"ویسے تمھیں کیسے لگے تھے وہ،" فاطمہ نے سوال کیا

"مجھے تو اچھے خاصے ہی لگے, اب تم پر منحصر ہے اور کی قسمت کا ستارا" اس نے پھر چھیڑا

"اوہ شٹ اپ یار," فاطمہ واقعتاً شرما گئ اور پھر دونوں ہنسنے لگیں

"_______________ کیا ہوا تھا آج" روحان اس وقت سمرہ کے عین مقابل

بیٹھا تھا اور اس کی جانب دیکھتے ہوئے سوال کر رہا تھا اور وہ اس وقت سر جھکائے خاموش بیٹھے کسی سوال کا جواب دینا نہیں چاہتی تھی ایک تو زنیرہ کی طرف سے کی گئی تاکید اور دوسرا وہ خود بھی اتنی ہمت نہیں رکھتی تھی،

"میں نے کچھ پوچھا ہے سمرہ" اس کے لہجہ سرد ضرور تھا مگر باوجود اس کے لہجے کی سختی کو وہ محسوس کر سکتی تھی

"بابا وہ.... میری دوست...... مجھے...... مجھے لے گئ تھی" اس نے آہستہ سے جواب دیا

"کون سی دوست، بات کرواؤ میری" اس نے اس ہی لہجے میں کہا

"بابا اس کے پاس موبائل نہیں ہے" اس نے جھوٹ بولا

"جھوٹ" وہ غصے میں چیخ کر بولا تو وہ سہم گئ

"ادھر دیکھو" اس نے غصے پر قابو پاتے ہوئے اپنا لہجہ نارمل کرنا چاہا

"بابا۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہ سکی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے، ڈر خوف اسکی آنکھوں سے جھلک رہا تھا

"مجھے سب معلوم ہے،" روحان نے بے بسی سے سر جھٹکا

"بابا آئی ایم سوری بابا، پلیز مجھے معاف کر دیں بابا،، مجھ سے غلطی ہو گئ بابا پلیز ناں بابا" وہ اپنے باپ کے قدموں میں بیٹھ گئ اور روتے روتے اس کی ہچکیاں بندھ گئیں کرسی پر بیٹھا وہ مضبوط شخص مکمل طور پر زمین میں ڈھے گیا، سمرہ کے معصوم ہاتھوں نے باپ کے پاؤں جکڑ رکھے تھے

روحان آج بری طرح ٹوٹا تھا اس کی ہمت نہیں تھی کہ سمرو کو قدموں سے اٹھا کر سینے سے لگا لے اس ہی آنکھیں شدت غم سے سرخ ہوئی جاتی تھیں وہ پھوٹ پھوٹ کر رونا چاہتا تھا، بہت ضبط کے بعد اس نے سمرو کو بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور اپنے سینے سے لگایا

"کیوں کیا تم نے ایسا سمرہ، کیوں ایسے راستے پر گئیں تم، اگر تم کچھ ہو جاتا تو تمھارے بابا آج مر جاتے، مر جاتے تمھارے بابا، تم سوچ بھی نہیں سکتیں کہ آج مجھ پر کیا قیامت ٹوٹی جب ڈرائیور نے مجھے یہ سب بتایا" اس ہی آواز رندھ گئ تھی وہ آج پہلی بار اپنی بیٹی کے سامنے رویا تھا اور بہت رویا تھا

"نہیں بابا، میں ایسا نہیں چاہتی تھی مجھے اس نے بہکایا تھا بابا، میں نے کئ بار سوچا کہ آپکو بتا دوں مگر میں بہت ڈرتی تھی بابا کہ آپ مجھ سے ناراض ہو جائینگے، کاش میں آپکو بتا دیتی بابا، کاش یہ نہ ہوتا،" وہ اپنے باپ کے سینے سے یوں لگی تھی جیسے کوئ چھوٹا معصوم بچہ بجلی کی کڑک سے ڈر کر لپٹ جاتا ہے۔

"آپکو پتا ہے بابا، مس زنیرہ اگر آج نہ آتیں تو کیا ہوتا" وہ اس کے سینے سے ہٹ گئ تھی اور اسکا باپ اسکے معصوم چہرے کو دیکھ کر تڑپ رہا تھا

"بس چپ ہو جاؤ، شاباش، خاموش ہو جاؤ، اور وعدہ کرو آج کے بعد اپنے بابا سے کچھ نہیں چھپاؤ گی" اس نے پیار سے اسے سمجھایا

"نہیں بابا، یہ میری زندگی کا پہلا اور آخری گناہ ہے، میں کبھی بھی آپ سے کچھ نہیں چھپاؤ نگی"

اس نے بالکل چھوٹے بچوں کی طرح وعدہ کیا

"چلو جا کر سو جاؤ اور صبح میں اسکول لیکر جاؤنگا، تمھاری مس زنیرہ سے ملنا ہے مجھے" وہ لفظ زنیرہ پر جا کر خلا میں گھورتا ہوا بولا، وہ سمرہ کو اس کے روم میں چھوڑ آیا تھا اور اس کے پاس اماں بی کو سونے کی تاکید کر کے اپنا کمرے میں چلا گیا اور کمرہ لاک کر لیا

"____________ لڑکا بہت اچھا ہے، بھائی جان کو بھی بہت پسند آیا ہے بس فاطمہ کی مرضی پوچھ کر ہاں کر دینگے" مومنہ خاتون نے زنیرہ کو مخاطب کیا جو صبح کے لیے کپڑے پریس کر رہی تھی

"ہوں" اس نے اس ہی پر اکتفا کیا

"ویسے ایک بات کہوں، اگر تم ہاں کر دو تو فاطمہ اور تمھاری شادی ایک ہی وقت پر ہو جائے" امی کی بات پر زنیرہ کے کپڑے استری کرتے ہاتھ رک گئے

"امی مجھے ایک بات بتائیں، کیا انسان کی زندگی میں شادی ہی ایک مسئلہ رہ گیا ہے،" اس نے استری سائڈ پر رکھی

"بیٹا یہ مسئلہ نہیں فریضہ ہے، اور یہ فریضہ ہر باپ کو پورا کرنا ہوتا ہے" انہوں نے اسے سمجھانا چاہا،

"او کے، میں سوچونگی اس بارے میں، مگر پلیز ابھی نہیں پہلے فاطمہ کی شادی ہو جائے پھر" اس نے پھر استری آن کی

"تو میں سمجھوں کہ تم مان گئی ہو،" وہ خوش ہو کر بولیں

"بالکل نہیں، ابھی بس میں نے اتنا ہی کہا ہے کہ میں سوچونگی۔۔۔" اسے کوفت ہونے لگی

" تمھارے اس سوچنے سوچنے میں تمھارے اپنے بال ہی سفید نہ ہو جائیں" انہوں نے غصے سے کہا اور کمرے سے چلی گئیں

" کیا ہے امی کو بھی ہر وقت شادی شادی, اور تو کچھ ہے ہی نہیں زندگی میں" وہ بڑبڑانے لگی، کپڑے پریس کر کے وہ فریش ہوئی اور سونے کے لیے آنکھیں بند کر کے لیٹ گئی اس کے ذہن میں آج رونما ہونے والا واقعہ گھومنے لگا اس نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اور سائڈ ٹیبل پر پڑا موبائل اٹھا کر وقت دیکھا بارہ بجے رہے تھے اس نے سمرہ کو کال ملائی دو تین بیل کے بعد سمرہ نے فون اٹھایا

"ہیلو میم،" اس کی آواز بہت آہستہ اور مرجھائی ہوئی تھی

" کیسی ہو سمرہ،" اس نے بیڈ سے ٹیک لگا کر کہا

"ٹھیک ہوں" اس نے مختصر کہا

"گھر میں کسی سے کچھ کہا تو نہیں ناں تم نے" اس کو تشویش لاحق ہوئی

" بابا کو سب پتا چل گیا میم،" اس نے بہت دکھ سے بتایا

" واٹ ؟ مگر کیسے" وہ جو بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی ایک دم سے سیدھی ہو کر بیٹھی

" ڈرائیور نے انہیں سب کچھ بتا دیا" اس نے رو کر کہا

"پھر کیا ہوا" زنیرہ واقعی پریشان تھی

"بابا پہلے تو بہت غصہ ہوئے پھر میں نے ان سے سوری کیا انہیں منایا تو وہ بھی رونے لگے، میں نے پہلے کبھی بابا کو روتے نہیں دیکھا" اس نے آنسو پونچھے

"اہوہ، پھر انہوں نے تمھیں معاف کیا" اس نے پھر سوال کیا

"جی میم انہوں نے مجھے معاف تو کر دیا ہے مگر شائد اب وہ پھر کبھی مجھ پر بھروسہ نی کر سکیں گے" سمرہ کے لیے یہ بات بہت اذیت کا باعث تھی

"نہیں، ایسا کچھ نہیں ہو گا، انسان سے غلطیاں ہو جاتی ہیں مگر اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اس کے اپنے اسے چھوڑ دیں، اور ویسے بھی تم ابھی بہت چھوٹی ہو اور معصوم بھی، اور یہ بات تمھارے بابا بھی سمجھتے ہیں، اچھا اب سو جاؤ میں صبح ملتے ہیں" اس نے اسے پیار سے سمجھایا

"میم وہ کل بابا آپ سے ملنے آئینگے، انہیں کچھ بات کرنی ہے" سمرہ نے یاد آتے ہی زنیرہ کو بتایا

"اوکے، اب تم سو جاؤ، گڈ نائٹ" اس نے بات مکمل کر کے فون بند کر دیا اور سونے کے لیے لیٹ گئی

_______________ نائٹ بلب کی مدھم روشنی کمرے میں چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی اور وہ مستقل ٹہل رہا تھا، ایک بے چینی ایک گھٹن ایک اضطراب اسے اندر ہی اندر کچل رہا تھا کوئی آواز اسے مسلسل کچوکے لگا رہی تھی کوئی درد بھری آواز کسی بے بس معصوم پرندے کے پھڑ پھڑانے کی آواز،۔۔۔۔ کوئی منظر اس کی آنکھوں میں آ اور جا رہا تھا، کسی کا۔ معصوم چہرہ،

التجا کرتی معصوم آنکھیں،

"تم بھگتو گے، ضرور بھگتو گے، میری آہ لگیگی تمھیں، میری بد دعا ہے تم بھی تڑپو گے، ایسے ہی کوئی تمھارے اپنوں کی معصومیت سے کھیلے گا، وہ بھی یونہی ٹوٹیگی، تمھاری بیٹی،۔۔۔ اس کے ساتھ بھی محبت کے نام پر دھوکا ہو گا وہ بھی ٹوٹیگی، جیسے میں ٹوٹی ہوں" کسی کی بد دعا آج تک اس کے پیچھا کر رہی تھیں، اسے اکثر وہ آوازیں آتی تھیں اور اسکا سکون برباد کرتی تھیں،

"تو کیا وہی دن تھا، وہی دن، وہی چھ سال پرانا دن،....... نہیں ایسا نہیں ہو سکتا میری بیٹی میرے گناہ کی سزا کیوں بھگتے۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔۔۔ اور ویسے بھی چھ سال پہلے کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔ میں نے مانا کہ میرا اردہ غلط تھا مگر وہ ارادہ پورا تو نہیں ہوا تھا۔۔۔۔۔۔ وہ تو۔۔۔ وہ تو۔۔۔ اسے تو کچھ نہیں ہوا تھا پھر کیسے اس کی بد دعا لگ سکتی ہے۔۔۔ نہیں۔۔ میرا وہم ہے، اس دور میں ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں، سمروا بھی معصوم ہے۔" وہ پاگلوں کی طرح ادھر ادھر ٹہل رہا تھا اس کا چہرہ اس موسم میں بھی پسینہ پسینہ ہو رہا تھا اس نے واش روم میں جا کر منہ پر پانی مارا اور آکر صوفے پر بیٹھ گیا

"پتا نہیں کون فرشتہ صفت لڑکی تھی جس نے میری بیٹی کو بچایا، اس نے خود کو مصیبت میں ڈال کر میری بیٹی کو بچایا، ورنہ جہاں سے سمرو ملی وہ جگہ۔۔۔ اوہ میرے خدا،۔۔ میں کل اس سے ملوں گا، حیرت کی بات ہے کہ بد دعا دینے والے اور بد دعا سے بچانے والے کا نام بھی ایک ہی ہے "زنیرہ"

اور اس دل میں کیا رکھا ہے

تیرا ہی درد چھپا رکھا ہے

جوتوں کے تسمے باندھتے ہوئے وہ مزے سے گنگنا رہا تھا جب اس کا موبائل بج اٹھا اس نے موبائل اسکرین پر نظر ڈالی تو اس کو حیرت نے گھیر لیا

"ہیں؟ یہ مغرور مہ جبیں ہمیں فون کر رہی ہیں؟ حیرت ہے," اس نے فون اٹھایا

"اسلام علیکم،" مقابل کی آواز سن کر نغمے بجنے لگے

"جی فرمایئے" اس نے انتہائی بناوٹ سے کہا

"وہ دراصل، وہ میری وین نہیں آئی آج، آپ کا گزر یہیں سے ہوتا ہے، آپ مجھے اسکول چھوڑ دیں گے۔۔۔۔ پلیز" اس نے شاید پہلی بار تیمور سے التجا کرتے ہوئے کوئی بات کی تھی

"ہاں ہاں بالکل، کیوں نہیں، ویسے آپکا آپکا وین والا بہت تنگ نہیں ہے آپ سے

"جی" وہ چڑ گئی

"جی ہاں مطلب آئے دن آپ سے معزرت کر لیتا ہے،" اس نے مزید چڑایا

"آپ مجھے چھوڑ سکتے ہیں یا نہیں، امی نے اکیلے جانے سے منع کیا ہے ورنہ آپکو تو ہر گز زحمت نہ دیتی" اس نے غصے پر قابو پاتے ہوئے کہا

"ارے نہیں نہیں، میں بالکل چھوڑ دونگا، میں آتا ہوں بس ریڈی رہو" اس نے بات مکمل

کر کے گون بند کیا اور گاڑی اسٹارٹ کر کے زنیرہ کے گھر کی طرف بڑھا وہ باہر کھڑی اس ہی کا انتظار کر رہی تھی چارو ناچار، یہ تلقین بھی امی کی طرف سے تھی کہ وہ تیمور کے ساتھ جاتی ورنہ بقول اس کے اسے کسی پاگل کتے نے نہیں کاٹا جو وہ خود تیمور کو مدعو کرے

"اسلام علیکم "اس نے گاڑی سے سر باہر نکالا اور بھرپور مسکراہٹ سے اس کو سلام کیا

"وعلیکم السلام, اور شکریہ بھی، بس اب پورے راستے کوئی بات نہ ہو "اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئ

"واہ بھئ! یہ خوب ہے، چلو تم نہ بولو میں بول لونگ "اس نے گاڑی اسٹارٹ کی اور اسکول کی طرف بڑھا دی

"ویسے تمھیں ایک گڈ نیوز دوں "اس نے خود ہی بات شروع کی

"جی فرمالیں "اس نے اکتا کر کہا کیونکہ وہ جانتی تھی کہ منع کرنے سے کونسا وہ رک جائیگا

"فاطمہ نے ہاں کر دی ہے "اس نے خوش ہو کر بتایا

"معلوم ہے, "اس نے اس ہی آدم بیزاری سے کہا

"ہیں؟ معلوم ہے؟ مگر ابھی تک تو والدہ محترمہ کو بھی نہیں پتا۔ میرا مطلب ہے کہ اس نے صرف مجھے ہی بتایا ہے کل رات کو "اس نے گاڑی موڑتے ہوئے کہا

"میرے دوست ہے اور مجھے پتا ہے کہ اس نے ہاں کر دی ہو گی، جس حساب سے وہ جلد باز ہے "اس نے اس کی جانب رخ موڑا

"اوہ۔! ویسے کافی اچھی اوبزرویشن نہیں ہے تمھاری" اس نے مسکرا کر زنیرہ کو دیکھا

"سب کے معاملے میں ایسا نہیں ہے، بعض اوقات آپکے سارے اندازے غلط بھی ثابت ہو جاتے ہیں" اس نے کچھ سوچتے ہوئے کہا

"ہوں، ایسا بھی ہوتا ہے ٹھیک کہہ رہی ہو مگر کئی بار تو آپ لوگوں کو پہچاننے میں ہی غلطی کرتے ہیں اور بعض اوقات آپ لوگوں کو دیکھنا ہی نہیں چاہتے پہچاننا تو دور کی بات ہے" اس نے افسوس سے کہا

"کیا معلوم آپ نے ایسے چہرے دیکھ رکھے ہوں جس کے بعد کچھ دیکھنے سے دل ہی اچاٹ ہو گیا ہو" اس نے کچھ ایسا کہا جس کے بعد تیمور اسے کچھ دیر دیکھتا رہا

"ایک بات پوچھوں زونی" عرصے بعد اس نے زنیرہ۔ کو زونی کہا تھا

"جی" وہ جو کہیں کھوئی ہوئی تھی فوراََ ہوش میں آکر بولی

"ہو سکتا ہے کہ بہت سے چہروں میں کوئی ایسا شناسا موجود ہو جسے تم نے اس دھوکے کی بھیڑ میں دیکھا ہی نہ ہو، تمھاری نظر اس تک پہنچی ہی نہ ہو، اور کیا معلوم کوئی اس قدر چاہتا ہو کہ زندگی بھر منتظر رہنے سے بھی گریز نہ کرے، کیا جب بھی تمھاری اوبزرویشن یہی رہیگی" وہ سامنے دیکھ کر گاڑی چلا رہا تھا اور ساری بات اس نے زنیرہ کو بنا دیکھے ہی کہی تھی، جس پر زنیرہ اسے کچھ دیر خاموشی سے دیکھتی رہی، اسے لگا شائد وہ غلط کر رہی ہے، اسے تیمور کا بڑھتا ہاتھ تھام لینا چاہیے، بھلا کوئی کب تک چاہتوں سے انکار کرے، کب تک وہ اس کے خلوص کو ٹھوکر مارے، اور وہ

شاید ہاتھ بڑھا ہی دیتی، تیمور کا ہاتھ تھام ہی لیتی مگر۔۔۔۔۔۔

"محبت پاگل ہوتی ہے ناں "

ہاں تمھاری ذات اس بات کی تشریح کر رہی ہے "۔۔۔۔۔۔

وہ خیال سے باہر آئی

"تو میں اسے پاگل کہونگی مسٹر تیمور، میرا اسکول آگیا ہے، آپ کو زحمت دی اس کے لیے معزرت، اور آپنے یہ زحمت برداشت کی اس کا شکریہ" اس نے اتنا کہا اور گاڑی سے اتر کر چلی گئی اور تیمور اسے جاتا دیکھتا رہا

"آہ۔۔۔ بہت سخت ہو تم، بہت ظالم" اس نے ٹھنڈی آہ بھری اور گاڑی اسٹارٹ کر کے چلا گیا

"بہت رات ہو گئی ہے، میں سو جاؤں" اس نے جمائی لیتے ہوئے کہا

"نہیں" اس نے قطعیت سے جواب دیا

"مگر کیوں، مجھے صبح اسکول بھی جانا ہے" اس نے آنکھیں مسلتے ہوئے کہا

"میری خاطر تھوڑا اور جاگ لو" اس نے بولتے ہوئے موبائل میں وقت دیکھا، رات کے تین بجے رہے تھے

"آپ بہت ضدی ہیں" اس نے سوئے سوئے لہجے میں کہا

"ہوں! وہ تو میں ہوں، لیکن محترمہ اس بات پر بھی غور کیجیے کہ مجھے بھی صبح آفس جانا ہے باوجود آپ کے عشق میں خوشی سے جاگ رہا ہوں" اس نے ہنستے ہوئے کہا

"تو آپ سے میں نے تو نہیں کہا ناں" اس نے جواب میں کہا

"بالکل، مگر میں تو پھر بھی جاگ رہا ہوں،" اس نے سگریٹ سلگائی

"ایک بات بتائیں" اس نے سوال کیا

"فرمائیں" اس نے سیگریٹ کا پیکٹ بیڈ کی سائڈ والی دراز میں ڈالا

"میں آپکو صرف ویک اینڈ کی رات ہی یاد آتی ہوں" اس نے سوال کیا

"ہاہاہا، یعنی تمھیں میں ہر روز یاد آتا ہوں" اس نے آنکھیں موندیں

"جی ہاں، میں تو روز ہی یاد کرتی ہوں مگر آپ دن میں ایک بار کال کرتے ہیں، یا پھر ویک اینڈ پر، "اس نے شکایت کی

"تو یعنی دل نہیں لگتا آپ کا میرے بناء" اس نے اس ہی پوزیشن میں سگریٹ پیتے ہوئے کہا

"ہاں نہیں لگتا, اس نے اس ہی معصومیت سے کہا

"ہوں، ایک بات کہوں" اس نے سوال کیا

"جی" وہ آنکھیں بند کیے لیٹی تھی،

"تم کب ملو گی مجھ سے ایک سال ہو گیا مجھے تمھارے ساتھ اور اس میں ایک بار بھی تم سے ملاقات نہیں ہوئ سوائے میرے دوست کی شادی کے" اس نے شکایتی انداز سے کہا

"میں کیسے مل سکتی ہوں آپ سے، میں کہیں بھی اکیلی نہیں جاتی" اس نے اسے اپنا مسئلہ بتایا

"میرے ساتھ ہوتے ہوئے بھی خود کو اکیلا سمجھتی ہو،" اس نے دھیمے سے مسکرا کر کہا

"نہیں، ایسی بات نہیں ہے, میری زندگی میں آپ کے آجانے سے جو بہار آئی ہے وہ تو میں بیان بھی نہیں کر سکتی" اس نے بچوں کی طرح خوش ہو کر کہا

"بہت محبت کرتی ہو مجھ سے" اس نے سوال کیا

"ہاں بہت زیادہ، میری لائف کا ایک اصول ہے اور میری فطرت میں بھی یہی بات شامل ہے کہ جو مجھ سے تھوڑی محبت کرے میں اس سے زیادہ کروں، اور آپ تو مجھ سے بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ ہیں ناں" اس نے محبت بھرے انداز میں کہا جس پر وہ تھوڑی دیر خاموش رہا

"بولیں ناں" اس نے پھر کہا

"ہاں،،، کرتا ہوں، اچھا ایک بات بتاؤ، تمھیں بھروسہ ہے مجھ پر؟" اس نے سیگریٹ کے ٹوٹے بجھانے

"اگر بھروسہ نہ ہوتا تو کبھی بات نہ کرتی" اس نے ازلی معصومیت سے کہا

"چلو دیکھتے ہیں" اس نے مسکرا کر کہا اور پھر نا جانے کتنی دیر اس معصوم لڑکی کو جگاتا رہا کیونکہ صبح اسے دیر تک سونا تھا،

"یہ والا سوال لازمی یاد کر لیں، اٹس ویری امپورٹینٹ،" وہ اس وقت سمرہ کے نوٹس میں مارکنگ کر رہی تھی

"اوکے میم،" سمرہ نے سر ہلایا

"ویسے نائنتھ اسٹینڈرڈ میں کیا گریڈ بنا آپکا "

"سی گریڈ" اس نے شرمندہ ہو کر کہا

"ہوں! اٹس اوکے، دیٹ واز ناٹ یور فالٹ، آپنے بتایا تھا کہ آپکو سب کے ساتھ سمجھ نہیں آتا تھا اور آپکو ٹیوشن ٹیچر نے بھی نہیں سمجھایا، سو آٹس اوکے، اب ہم محنت کرینگے اور انشاء اللہ اچھا رزلٹ ہو گا

"تھینک یو میم،؛ آپ بہت اچھی ہیں "
اس نے مسکرا کر کہا مگر اب وہ کھل کر نہیں مسکراتی تھی

"ایک بات کہوں سمرو" اس نے اس کی طرف دیکھا

"یس میم" اس نے سر جھکا رکھا تھا

"زندگی میں بہت سے دن آتے ہیں، کبھی اچھے کبھی برے، کبھی نرم کبھی گرم مگر، زندگی رک نہیں جاتی اور نہ ہی آپکو رکنا چاہیے, جو ہوا وہ ماضی تھا، اور برے وقت کو بھول جانا انسان کی کامیابی کا پہلا قدم ہوتا ہے" اس نے سمرہ کا ہاتھ پکڑا جو ٹیبل پر رکھا تھا,اس نے سمرہ سے وہ بات کہی جو اس کی زندگی کے اصولوں، اس کی سوچ اور اس کے اختیارات سے بالکل برعکس تھی

"میم کچھ باتیں بھولی نہیں جاتیں، میں نے مانا کہ لڑکا لڑکی کے افیئر ان کے ساتھ فلرٹ اور دیگر جرائم بہت عام ہوگ ئے ہیں، سننے میں بھی کتنے عام لگتے ہیں ناں، مگر جب ہمارا خود ان باتوں سے سامنا ہوتا ہے تو ہم بکھر جاتے ہیں، میم میں جب بھی سوچتی ہوں کہ کل اگر آپ نہ آتیں تو کیا ہوتا تو میرا دل خوف سے لرز جاتا ہے" وہ رونے لگی

"کم آن سمرہ، آئی نو آپ بہت دکھی ہیں آپکے ساتھ غلط ہوا ہے، مگر اس بات میں ایک پوزیٹو پوائنٹ بھی تو ہے، اگر آپ کی لائف میں ایسا نہ ہوتا تو کیا آپکو لوگوں کی پہچان ہوتی، اور اللہ نے شکر ادا کرنے کی گنجائش ضرور رکھی ہے، اس بات کا شکر ادا کریں کہ آپ بچ گئی ہیں" اس نے اسے پیار سے سمجھایا اور کہیں وہ یہ سوچنے لگی کہ جو میں سمرہ کو سمجھا رہی ہوں وہ بات آج تک میں خود کو نہیں سمجھا سکی

"مس زنیرہ، ان کے فادر کا فون ہے آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں" کسی ٹیچر نے آکر اسے اطلاع دی تو وہ ریسیپشن تک گئی

"اسلام علیکم،۔ مس زنیرہ ہیئر، جی فرمایئے" اس نے سلام کیا

"جی مس زنیرہ، میں سمرہ کا فادر بات کر رہا ہوں، دراصل کل جو کچھ ہوا مجھے اس کا علم اپنے ڈرائیور کے زریعے ہوا، ویسے تو میں سمرہ کا بہت خیال رکھتا ہوں مگر نا جانے ایسا کیوں ہو گیا، بہر حال میں آپکا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے کل اپنی جان خطرے میں ڈالی، مجھے ڈرائیور نے بتایا کہ وہ جگہ کتنی خراب تھی، دراصل میں خود آنا چاہتا تھا اور آنا بھی تھا آپکا شکریہ ادا کرنے، مگر

ایک بہت ضروری کلائنٹ مجھ سے دوبئی سے ملنے آرہے ہیں، اس لیے میرا آنا پاسِبل نہیں ہے آپ پلیز مائنڈ مت کیجیے گا" اس نے ساری تفصیل زنیرہ کو بتائی اور زنیرہ جو اس وقت بت بنی کھڑی تھی کچھ سمجھ ہی نہ سکی بس سن سکی وہی آواز۔۔۔۔ وہی سحر انگریز آواز۔۔۔ یہ اس کا وہم نہیں تھا پچھلی بار بھی اسے یہ سب وہم لگا مگر اس بار اسے یقین ہو گیا تھا کہ یہ وہی روحان ہے،

"چلو یہ بھی اچھا ہوا کہ نکاح کا پروگرام بنالیا، میرے نزدیک بھی یہی بہتر ہے" مومنہ خاتون اس چائے سرو کر رہی تھیں، لبنیٰ اور فرحت بیگم (اس کی والدہ) اس وقت زنیرہ کے گھر آئے ہوئے تھے

"ہاں کل رات کو ہی میں نے فاطمہ سے پوچھا تو اس نے ہاں کر دی اب ہم سوچ رہے ہیں کہ نکاح کا بولیں لڑکے والوں سے" فرحت بیگم نے چائے کا کپ اٹھایا

"جی اچھا سوچا آپنے بھابھی،" مومنہ بیگم نے بسکٹ کی پلیٹ لبنیٰ کے آگے بڑھائی

"اچھا خیر ایک اور بات کرنی تھی، ہم یہ سوچ رہے ہیں کہ اس مہینے کے آخر میں نکاح یا منگنی جس پر لڑکے والے راضی ہوں کر دینگے لیکن بہتر ہوتا کی زونی بھی مان جاتی تو ہم تیمور اور اس کا نکاح بھی ساتھ کر دیتے" فرحت بیگم نے اپنا ارادہ ظاہر کیا جس پر پیچھے کھڑی زنیرہ کا دماغ خراب ہو رہا تھا، پہلے ہی وہ مستقل سمرہ کے والد کا سوچ سوچ کر پاگل ہو رہی تھی اور اوپر سے گھر میں

گھستے ہی ایسی بات سن کر اس کا غصہ بڑھ گیا، مگر اس نے ضبط کیا اور سب کو سلام کیا

"اسلام علیکم" وہ آگے بڑھی پہلے ممانی کے اور پھر لبنیٰ کے گلے لگی

"کیسی ہے میری بچی" انہوں نے پیار سے کہا

"ٹھیک ہوں مامی، آپ کیسی ہیں" اس نے مسکرا کر جواب دیا

"بس تمھیں خوشخبری سنانے آئی ہوں، فاطمہ نے ہاں کر دی ہے، اور ہم نکاح کا پلان بنا رہے ہیں اس ہی لیے تمھاری ماں سے مشورہ کرنے آئی تھی" انہوں نے خوشی سے کہا

"اچھا! بہت مبارک ہو مامی" اس نے یہ بتانا بتانا مناسب نہ سمجھا کہ اسے پہلے ہی تیمور سے پتا چل چکا ہے کہ فاطمہ نے ہاں کر دی

"لبنیٰ آپی آپ بچوں کو نہیں لائیں؟" اگلی بات بھی اس نے ہی کی

"نہیں دراصل ہم تھوڑی دیر کے لیے آئے تھے اس لیے میں بچوں کو فاطمہ کے پاس ہی چھوڑ آئی" اس نے بتایا

"اچھا اچھا، مامی میں فریش ہو کر آتی ہوں، آپ جانا مت اوکے، ہم ساتھ کھانا کھائینگے" اس نے اٹھتے ہوئے کہا

"ہاں بیٹا جاؤ، تم تھکی ہوئی آئی ہو،، مگر ہم کھانے کے لیے نہیں رکینگے رمشہ اپنی ماں کے بغیر زیادہ دیر نہیں رہ پاتی "

"نہیں کھانا تو کھانا پڑیگا۔ میں بس ابھی آئی" اس نے مسکرا کر کہا اور اپنے کمرے میں چلی گئی

منہ دھوتے ہوئے بس اس کے دماغ میں ایک ہی آواز گونج رہی تھی اور ایک ہی نام سمرہ روحان،

"تو کیا سمرہ اس کی بیٹی ہے، وہ واپس آگیا، میرا انتظار ختم ہوگیا، وہ مل گیا مجھے، وہ مل گیا" وہ خود بہ خود بڑبڑا رہی تھی

"ہیلو جناب" اس نے اپنے خوبصورت لہجے میں کہا

"آپ کو منع کیا ہے ناں، مجھے آزمایا مت کریں، کیا ضرورت تھی نئے نمبر سے کال کر کے آزمانے کی جب آپ کو پتا ہے کہ میں آپکو لاکھوں لوگوں کے شور میں بھی پہچان سکتی ہوں" اس نے معصومیت سے کہا

"ہاہاہا، یو آر ویری کلیور" اس نے اپنی بھاری مردانہ آواز میں ہنس کر کہا

وہ خیالات سے باہر آئی

نہیں مسٹر روحان، آئی واز ناٹ کلیور، یو ور کلیور، یو ور کلیور" اس نے اپنی ہتھیلیاں دیکھی کئی سال پہلے کسی کی محبت میں جلی وہ ہتھیلیاں وہ پھوٹ پھوٹ کر روتی جاتی اور یہی کہتی جاتی

"ماما! میں آپکو ایک بات بتانا چاہتی ہوں، مگر اس کے بعد آپ مجھے چھوڑ تو نہیں دینگی ناں" آج ویک اینڈ تھا اور وہ اس وقت اپنی ماں کے گھر تھی، وہ جب سے آئی تھی مکمل طور پر خاموش تھی جبکہ یہ دن اس کا فیورٹ دن ہوتا تھا، وہ اس وقت ماں کی گود میں سر رکھے لیٹی تھی اور اس کی ماں

بھی اس کی خاموشی اور اداسی کو نوٹس کر رہی تھی

"جی بیٹا! بالکل بتاؤ، آپکی ماما آپ سے کبھی ناراض نہیں ہو سکتیں سمجھیں آپ؟" شہلا نے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

"ماما اگر مجھ سے کوئی غلطی ہو گئ ہو تب بھی؟" وہ اٹھ بیٹھی

"کیا ہوا میری جان،" اس کی ماں کے دل کو کچھ ہوا

"ماما...." وہ بس اتنا ہی کہ پائی، اور رونے لگی

"کیا ہو گیا سمرہ، کیوں رو رہی ہو اس طرح، کیا غلطی ہو گئ ہے" اس نے سمرہ کو گلے لگایا تو سمرہ نے حرف با حرف اپنے ساتھ ہونے والا واقعہ اپنی ماں کو بتایا تو اس کیسے رونگٹے کھڑے ہو گئے

"یہ کیا کہ رہی ہو سمرہ، ایسا کیسے ہوا تم تو..... اوہ مائی گاڈ، کاش کہ میں تمھارے باپ کی ضد سے جیت جاتی، کاش میں تمھیں اس سے چھین سکتی" شہلا اس وقت اسے گلے لگائے روئے جا رہی تھی

"ماما آپ ایسے کیوں کہ رہی ہیں، اس میں بابا کا کوئی قصور نہیں ہے وہ تو بہت خیال رکھتے ہیں میرا،" اس نے ماں کو حیرانی سے دیکھا

"کچھ نہیں بیٹا، شاید جزبات میں آ کر یہ سب کہ دیا" اس نے بات بدلی، روحان نے اس کے ساتھ جو بھی کیا مگر وہ اس بات کا سایہ اپنی بیٹی پر پڑتا نہیں دیکھ سکتی

"ماما میری نیو ٹیچر بہت اچھی ہیں، اگر وہ نہ آتیں تو-----" اس نے ماں کے گلے سے ہٹتے

ہوئے کہا

"بیٹا واقعی تمھاری ٹیچر بہت اچھی ہیں، وہ کہاں رہتی ہیں مجھے ملنا ہے ان سے" وہ واقعی زنیرہ سے ملنا چاہتی تھی

"ان کا گھر نہیں معلوم، ہاں مگر وہ اسکول میں مل لیں گی" اس نے بتایا

"ہوں میں آؤنگی تمھارے اسکول ان کا شکریہ ادا کرنے، مگر بیٹا تم سوچ نہیں سکتیں اس بات نے مجھے بہت ڈرا دیا ہے تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گی بس" اس نے اپنی بیٹی کو پیار کیا وہ یہی سوچ رہی تھی کہ شاید مکافات عمل اس ہی کو کہتے ہیں، نا جانے کون سی نیکی تھی جو سمرہ بچ گئ ورنہ شاید وہ اپنے باپ کے کیے کی سزا بھگت رہی ہوتی، وہ یہی سوچ رہی تھی کہ بلاشبہ سمرہ کو اللہ نے بچا لیا مگر کیا کبھی زندگی میں وہ یہ واقعہ بھول سکے گی، کیا کبھی کسی مرد پر اعتماد کر سکے گی، کیسے وہ ان کانٹوں کی چبھن سے بچ پائے گی مگر بہر حال کچھ تو مداوا ہوتا ہے کچھ تو بھرپائی کرنی پڑتی ہے، کیسے کوئی اپنوں ہی کا رقیب بن جاتا ہے

"تمھاری آواز سلو آرہی ہے،" اس نے پھر کہا جو وہ پچھلے کئی منٹ سے کئی بار کہہ چکا تھا

"میں نے ہیڈ فون لگایا ہوا ناں اس لیے" اس کی آواز بالکل بچوں جیسی تھی اور وہ اس بات پر اکثر ہنستا تھا

"کیوں بھئی آج یہ ہیڈ فون کا خیال کیسے آیا آپکو" اس نے کھڑکی کے پردے ہٹائے

"وہ میرے ہاتھ جل گئے آج دونوں ہتھیلیاں،" اس نے بتایا تو وہ تھوڑا پریشان ہو گیا

"واٹ، کیسے جل گئے ہاتھ" اس نے پریشان ہوتے ہوئے کہا

"وہ میں آپ کے لیے حلوہ بنانا سیکھ رہی تھی، حلوہ تو بن گیا مگر اس خوشی میں مجھے دیہان نہیں رہا میں نے کڑھائی کو بغیر کپڑے کے پکڑ لیا تو میری دونوں ہتھیلیاں جل گئیں ابھی موبائل بھی مشکل سے اٹھایا ہے" اس نے اسے بتایا

"پاگل ہو تم کس نے کہا تھا تم سے حلوہ بنانے کے لیے" اس نے اس پر غصہ کیا

"وہ اس دن آپ نے ہی تو کہا تھا ناں کہ آپکو گاجر کا حلوہ پسند ہے" اس نے معصومیت سے کہا

"اوہ مائی گاڈ، حد ہوتی ہے بے وقوفی کی بھی" اس نے کہا تو وہ ہنسنے لگی

"آپ مجھے بے وقوف کیوں کہ رہے ہیں، محبت میں کسی زخم کا درد نہیں ہوتا" اس نے مسکرا کر کہا

"اچھا میری بات سنو، آئندہ اس طرح کی لاپرواہی میں برداشت نہیں کرونگا سمجھیں تم" اس نے اسے تنبیہ کی

"اچھا بھئی، اب خیال کرونگی" اس نے اپنے جلے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے کہا

"اچھا میں ابھی کسی کام سے جا رہا ہوں" اس نے اسے بتایا

"اس وقت کیا کام" اس نے سوال کیا

"یار ایک نیا پروجیکٹ ملا ہے تو کچھ کلائنٹ آئینگے ملنے ان ہی سے ملنے جارہا ہوں" وہ اکثر اسے بتاتا کہ بزنس کی وجہ سے وہ بہت مصروف رہتا ہے

"تو پھر کب بات کرینگے" اس نے سوال کیا

"کل پوری رات بات کرینگے" اس نے ہنستے ہوئے کہا

"ہاں کل ویک اینڈ جو ہے" اس نے مسکرا کر کہا پھر فون بند کر کے لیٹ گئی، درد کی وجہ سے وہ ساری رات ٹھیک سے نہیں سو پائی، یہ پہلی رات تھی جب وہ ساری رات جاگی، پہلی بار اسے اس قدر چوٹ لگی مگر وہ ایک آنسو بھی نہ روئی اس کے نزدیک یہ محبت کی وہ نشانی تھی جو کبھی نہیں مٹیگی،

وہ اس وقت چھت پر بیٹھی تھی، مغرب کی نماز پڑھ کر وہ یہاں آگئی تھی۔ مکمل سکون مکمل سوچ مکمل تنہائی کے لیے, وہ دیوار سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے اپنی مخصوص جگہ پر بیٹھی یہی سوچ رہی تھی کہ،

"وقت اور حالات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے، وقت گزر جائے تو پلٹ کر واپس نہیں آتا، وقت ہاتھ سے نکل جائے پچھتاوا رہ جاتا ہے، وقت یہ وقت وہ۔۔۔۔۔ آہ۔۔۔ سب کہنے کی باتیں ہیں پچھلے کئی دن میری چھ سالا زندگی کا خلاصہ تھے، سب کچھ وہی تو تھا، سب کچھ، ہاں مگر۔۔۔۔

کردار بدل گئے،۔۔۔۔۔۔۔۔مان گئی میں ہر ایک عمل کا کیا سامنے آتا ہے، مگر میں نے تو نہیں چاہا کہ کوئی بھی بے قصور کسی قصوروار کا کیا بھگتے، اور سمرہ وہ تو بہت معصوم ہے، خیر مکافات عمل۔۔۔۔۔

ویسے حیرت ہے جس شخص کی آواز کو میں آج تک نہیں بھول پائی اس شخص کو میری ذات تک یاد نہیں، یا اللہ مجھے سکون دے، میں کیسے ملونگی اس شخص سے جس نے مجھے اس قدر اذیت دی ہو کیسے سامنا کرونگی اس کا، اور وہ،۔۔۔۔وہ کیسے میرا سامنا کریگا، کیا اسے کچھ بھی نہیں یاد، میری اذیت کا وہ واقعہ اس کے نزدیک صرف ایک ایڈوینچر تھا؟" انسو آنکھوں سے بہہ کر گالوں پر پھیل گ ئے تھے،

" مگر نہیں، جو حقیقت ہے اس سے منہ نہیں موڑا جاسکتا، میں اب سمرہ کی ٹیچر ہوں اور روحان اس کا باپ۔۔۔،مجھے اس سے اس ہی حیثیت سے ملنا ہے، بس اور کچھ نہیں،" اس نے آنسو پونچھے

" میں کیوں رو رہی ہوں، کیوں؟..... اس کو تو میں یاد تک نہیں، شاید وہ شام بھی نہیں۔۔۔۔۔، " اس نے کرب سے سوچا

" روحان، مجھے کیوں ایسا لگتا ہے کہ سمرہ کے ساتھ ہونے والا واقعہ بھی تمھیں میری اذیت کا اندازہ نہیں کرا سکا، خیر تم کیا ہی اندازہ کر سکو گے۔، میرے کرب کا، میرے دکھ کا، میرے کرچی کرچی احساس کا،۔۔۔۔۔۔۔ویسے تمھیں رقابت کے اصول نہیں معلوم، کسی کی طرف

سے کی جانے والی رقابت میں اپنے رقیب کو یاد رکھتے ہیں، اور جب آپ بذاتِ خود رقیب ہو جائیں، تو کی جانے والی رقابت کو یاد رکھتے ہیں، مگر شاید تمھارے لیے یہ رقابت نہیں تھی، کھیل تھا انجوائمنٹ تھی، تفریح تھی، اور "شرط" تھی، اس ہی لیے تم بھول گئے، بھلا کھیل کون یاد رکھتا ہے، "اس نے آنکھیں کھولیں اور کافی دیر چھت پر بیٹھی رہی، اسے یہ طے کرنے میں مشکل ہو رہی تھی کہ اب کیا ہو گا، کیسے وہ روحان کا سامنا کریگی کیسے اتنی آسانی سے وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہو گا اور اس سے ملنے کے بعد روحان کا کیا ری ایکشن ہو گا۔

☆☆☆☆☆☆☆

"شوخ رنگ نہیں پسند آپکو، " تیمور اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا اور ڈمی پر لگے ڈریسز بھی دیکھ رہا تھا

"جی نہیں، نہ مجھے شوخ رنگ پسند ہیں، نہ ہی شوخ لوگ, "اس نے مڑ کر اسے دیکھا اور رکھائی سے جواب دیا

"مگر میں تو شوخ نہیں ہوں "اس نے سر کھجاتے ہوئے کہا

"یعنی آپکو معلوم ہے کہ آپ میری ناپسندیدگی کی فہرست میں شمار ہوتے ہیں "اس نے دونوں ہاتھ باندھ کر اسے دیکھا

"نہیں، میں تو جینزلی اپنا تعارف کروا رہا ہوں، "اس نے ایک وائٹ ڈریس نکال کر اس کی طرف بڑھایا

"میلاد میں نہیں جانا مجھے،" اس نے واپس وہیں ہینگ کیا

"ابھی تو آپ نے کہا کہ آپ کو شوخ رنگ نہیں پسند،" اس نے پھر اس کے پیچھے پیچھے چلنا شروع کیا

"آپ خاموش رہیے، پتا نہیں فاطمہ کو کیا سوجھی تھی جو آپکو مسلط کر دیا مجھ پر،" اس نے اسے چپ رہنے کی تنبیہ کی

"آپ تو ایسے کہ رہی ہیں کہ جیسے اکیلی آئی ہوں، فاطمہ میں بھی تو ساتھ ہے،" اس نے ادھر ادھر نگاہ دوڑائی تو فاطمہ کو سامنے ایک ڈریس لیتے پایا

"وہ رہی، آپ یہیں رہیں میں فاطمہ میں پاس جا رہی ہوں" اس نے فاطمہ کی طرف قدم بڑھائے سیدھی سیدھی جا رہی تھی بنا یہ دیکھے کہ کوئی اس کے سامنے سے آ رہا ہے، بہت زور سے ٹکر ہوئی

"آئی ایم سوری، سور۔۔ی" وہ ایک دم سے تھوڑا دور ہوئی اور اس کی جانب دیکھے بغیر اس سے معزرت کی اور اگلی نظر اس پر پڑھتے ہی اسکی دنیا الٹ پلٹ ہو گئی تھی

"آئی ایم سوری مس،" روحان کو شاید وہ پہلی نظر میں یاد نہ آ سکی مگر کچھ ہی دیر بعد وہ بھی ساقط ہو گیا، بہت دیر تک وہ ایک دوسرے کو یونہی دیکھتے رہے اور اگلے پل زنیرہ زمین پر گر پڑی وہ جو اس سے ملنے کے لیے خود کو کئی دن سے راضی کر رہی تھی، ایک پل میں سب ارادوں پر ساری ہمت پر پانی پھر گیا، وہ اس کو اس طرح اچانک اپنے

سامنے پا کر یہ اذیت برداشت نی کر سکی

"زونی؟۔۔۔زونی کیا ہو گیا تمھیں؟ تیمور دور سے بھاگتا ہوا اس کے پاس آیا اور اسے اٹھانے کی کوشش کی،

"آپ پلیز انہیں ہاسپٹل لے جائیں، آئی تھنک شی از ناٹ فائن "روحان نے اپنے حواسوں پر قابو پاتے ہوئے کہا

"جی بالکل، فاطمہ۔۔فاطمہ ادھر آؤ" وہ بہت گھبرا گیا تھا اس نے زونی کو اٹھا کر گاڑی میں ڈالا اور ہسپتال لے آیا پیچھے روحان بھی گاڑی لے کر ان کا پیچھا کیے ہسپتال پہنچا مگر تیمور کو اس بات کا علم نہیں تھا، روحان نے جب تک زنیرہ کے حوالے سے تسلی نی کر لی وہ وہاں سے نہ گیا، تیمور اور فاطمہ اس وقت زنیرہ کے پاس وارڈ میں تھے ڈاکٹر کے مطابق اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا، روحان کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ یہاں کیوں آیا، وہ باہر پریشانی سے ٹہل رہا تھا جب ڈاکٹر باہر آئے

"ڈاکٹر، ڈاکٹر پلیز بتائیں، وہ جو لڑکی ابھی اندر آئی ہیں، مس زنیرہ، کیسی ہیں وہ، کیا ہوا انہیں،" وہ واقعی بہت پریشان تھا

"آپ ان کے ساتھ ہیں؟" ڈاکٹر نے سوال کیا

"جج۔۔جی۔۔ساتھ ہوں۔۔۔میں انکے" اس نے اٹکتے ہوئے کہا

"ایکچیولی، ان کا نروس بریک ڈاؤن ہوا ہے، شاید کوئی بات جو کافی ہرٹنگ ہو یہ برداشت نہیں

کر پائیں اور بے ہوش ہو گئیں، بٹ یو ڈونٹ وری، شی ول بی فائن انشاء اللہ " انہوں نے تفصیل بتائی اور چلے گئے

روحان تیمور کے باہر آنے سے پہلے چلا گیا تھا مگر کئی الجھنوں کے ساتھ اس کے دل کا بوجھ اور بڑھ گیا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اس وقت آفس میں موجود تھا اور کافی دیر سے ایک ہی جانب دیکھ رہا تھا اور کسی گہری سوچ میں گم تھا اس نے سب امپلوائز کو منع کر دیا کہ اسے کوئی ڈسٹرب نہ کرے

" وہ میرے سامنے آگئی، اتنا اچانک، مگر کیوں، قسمت کا اسے مجھ سے اس طرح ملانا کس بات کی نشاندہی کر رہا ہے، کیا کروں میں، کیسے بتاؤں اسے کہ اس کے ساتھ کیا گیا دھوکہ میں بھی نہیں بھولا ہوں اس کو دی گئی اذیت مجھے بھی ہوتی ہے، کاش میں اسے بتا پاتا کہ میں کتنے سالوں سے اس کا منتظر ہوں، کتنے سال میں نے اس کی تلاش کی، اس سے معافی مانگنے کے لیے، اپنے گناہ کا مداوا کرنے کے لیے، کیسے بتاؤں کہ میں اپنے گناہوں کا کفارا ادا کرنا چاہتا ہوں، " اس نے آنکھیں کھولیں اور دراز سے سگریٹ کا پیکٹ نکالا، اور سگریٹ سلگا کر کھڑکی کے پاس آ کھڑا ہوا،

" آپ کو پتا ہے کہ میں آپ سے کیوں نہیں ملتی، " اس نے معصومیت سے کہا

" کیوں " اس نے پوچھا،

" کیونکہ میں ڈرتی ہوں، کہ آپ کو روبرو دیکھ کر بے ہوش نہ ہو جاؤں " اس نے مسکرا کر کہا

"ہاہاہا کیوں بھئ" اس نے قہقہہ لگایا

"کیوں کہ آپ اتنے اچھے ہیں کہ کسی بھی لڑکی کی دھڑکن آپکو روبرو دیکھ کر رک جائے" اس نے اس ہی معصوم انداز میں کہا

"ہاہاہا، یو آر سچ آ کیوٹ یو نو،"

اس نے درد سے آنکھیں موند لیں وہ خیالات سے باہر آیا

"کتنا اعتبار تھا اسے، کتنی بے رحمی سے میں نے اس معصوم کا اعتماد توڑ دیا، ہاں وہ ٹوٹی ہو گی یقیناً وہ ٹوٹی ہو گی," وہ پھر آکر کرسی پر بیٹھ گیا

"کیا میری غلطی کا مداوا نہیں ہو سکتا، کیا وہ مجھے معاف۔۔۔ نہیں وہ کبھی اتنی آسانی سے معاف نہیں کریگی،۔۔۔۔۔۔۔ مگر وہ اب مجھے ملیگی کہاں، وہ تو مجھ سے گم ہو گئ۔۔۔۔۔۔۔۔ پھر ایک بار میں نے اسے کھو دیا،۔۔۔ کتنا درد ہے اسے آج بھی، وہ مجھے دیکھ کر اپنے حواس کھو بیٹھی، آہ کاش کہ میں اس وقت اسے روک سکتا، اس تک پہنچ سکتا،۔۔۔۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اب بھی ہسپتال میں ہو۔۔۔ ہاں۔ میں جا کر اسے ڈھونڈونگا،۔۔۔ یا اللہ مجھے اس سے ملوادے پلیز" وہ اٹھا اس نے اپنا کوٹ اٹھایا اور باہر آکر گاڑی اسٹارٹ کر کے ہسپتال کی طرف بڑھا دی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس نے آنکھیں کھولیں تو سب لوگ اس کے ارد گرد موجود تھے

"کیا ہوا میری بچی" مومنہ خاتون نے اسے پیار کیا تو وہ اٹھ کر ان کے گلے لگ گئ اور رونے لگی

"کیا ہوا زونی، کیوں رو رہی ہو بیٹا" فرحت خاتون نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا

"بیٹا بس کرو چپ ہو جاؤ" مومنہ بیگم نے اسے پیار کیا

"امی وہ۔۔۔" وہ بس اتنا ہی کہ پائی اور سب کی موجودگی کا خیال آتے ہی چپ ہو گئی اور سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

"تمھیں کیا ہوا تھا زونی، تم اچانک کیسے بے ہوش ہو گئیں" فاطمہ اس کے پاس آ کر بیٹھی

"وہ۔۔۔وہ مجھے اچانک چکر آ گئے، پتا نہیں کیسے، پھر شاید میں بے ہوش ہو گئی" اس نے بات بنائی

"شاید نہیں یقیناً محترمہ، آپ پورے ہوش و حواس میں حواس باختہ ہوئیں تھی، ویسے کافی وزن ہے آپ کا" اس نے زونی کا موڈ بحال کرنا چاہا

"اوہو اس وقت تنگ نہیں کرو بچی کو، دیکھو کتنی مرجھائی ہوئی ہے" فرحت بیگم نے زنیرہ کا چہرہ تھوڑی سے پکڑ کر کہا

"اوہو ماما، میں تو اسے ہنسانے کی کوشش کر رہا ہوں، یہ بھی مونا لیزا کی چھوٹی بہن ہے، مجال ہے جو ہنس جائے" اس نے ہنستے ہوئے کہا

"اچھا چلو تھوڑی دیر میں تمھیں ڈسچارج کر دینگے پریشان مت ہونا، میں اور بھابھی ڈاکٹر کے پاس سے آتے ہیں،" مومنہ بیگم نے اسے پیار کیا اور چلی گئیں

"بھائی میری کال آ رہی ہے، میں آتی ہوں، آپ زونی کا خیال رکھیئےگا" فاطمہ کی کال بھی سہی

وقت پر آئی اور وہ فائدہ اٹھا کر باہر چلی گئی

"خیال تو میں ہمیشہ رکھونگا، مگر جناب اس طرح بے ہوش ہوتی رہیں تو میرا تو مہینے میں تین چار کے جی آرام سے گر جائیگا" اس نے سیب کاٹ کر اس کی طرف بڑھایا،

"نہیں، مجھے نہیں کھانا،" اس نے صاف انکار کیا

"اوکے،۔۔۔ایک بات کہوں زونی، مجھے یقین ہے کہ تم کبھی خود سے نہیں بتاؤ گی کہ تمھارے اس رویے کی کیا وجہ ہے، مگر یاد رکھنا میرے ساتھ سے اگر تمھیں کوئی بھی اذیت ہوتی ہے تو آئندہ کبھی میں تمھارے راستے میں نہیں آؤنگا،" اس نے زونی کو بغور دیکھتے ہوئے کہا

"جی؟" اس نے حیرت سے اسے دیکھا

"میں جانتا ہوں کہ میرا ساتھ تمھیں ناگوار گزرتا ہے مگر اس حد تک کے تم برداشت نہ کر سکو،۔۔۔دیکھو زنیرہ میں تمھیں چاہتا ہوں اس بات سے تم بالکل واقف ہو، مگر تمھارے حصول تمھارے ساتھ سے بڑھ کر میرے لیے تمھاری خوشی ہے" اس نے اتنا کہا اور وہاں سے نکل کر چلا گیا، زنیرہ کے دل کو پہلی بار تیمور کی بات سے کچھ ہوا، مگر کیا وہ سمجھ نہیں سکی، بس اسے یہ معلوم تھا کہ اسے تیمور کا یوں چلے جانا اذیت دیے رہا تھا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"چلو یہاں بیٹھ جاؤ اب اور سونا ہے تو سو جاؤ،" مومنہ بیگم نے اسے اس کے کمرے میں لے جا کر بیڈ پر بٹھایا،

"کچھ کھاؤ گی؟" فاطمہ نے اس سے سوال کیا

"نہیں، کچھ دیر آرام کرونگی" وہ اس وقت تنہائی چاہتی تھی،

"چلو ٹھیک ہے تم آرام کرو، میں باہر ہوں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے آواز دے لینا،" اس نے مسکرا کر کہا اور باہر چلی گئی، زنیرہ کچھ دیر تو یونہی بیٹھی رہی اور پھر لیٹ گئی

"وہ اس طرح میرے سامنے آجائے گا میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی" اس نے دل ہی دل میں سوچا

"کتنا بدل گیا ہے وہ، مگر اس کی آنکھیں اب بھی ویسی ہی ہیں، سیاہ گہری،۔۔۔ اس قدر گہری کہ اس کے ارادوں کو بھی عیاں نہیں کرتیں،۔۔۔۔۔شاید میں بھی اس کی آنکھوں کی گہرائی میں اتر نہیں سکی،۔۔۔ میری بساط تو بس اتنی تھی کہ اس کی خوبروئی پر مر مٹی،۔۔۔" اس نے کروٹ لی

"مجھے اچھی طرح یاد ہے اسے شاپنگ کرنے سے سخت چڑ تھی" وہ کرب سے مسکرائی اور آنکھوں سے ایک موتی گر کر کہیں جزب ہوا

"آج کتنے برسوں بعد میں نے اسے دیکھا،۔۔۔۔ کیا کیا سوچتی تھی کہ جب وہ ملے گا تو اس کا منہ نوچ ڈالوں گی۔۔۔۔ اور اب جو وہ سامنے آیا تو ہمیشہ کی طرح اپنے حواس کھو بیٹھی،۔۔۔۔ واہ، مگر اس بار اس کی محبت میں نہیں،۔۔۔۔ بلکہ شدتِ غم سے دل ڈوب گیا۔.... کیا چیز ہے محبت اور نفرت کا یہ جزبہ، دونوں کی شدت ناقابلِ برداشت ہے،" وہ اٹھ بیٹھی اور اپنا موبائل نکالا، اور

کا میک لسٹ میں جا کر روحان کا وہ نمبر نکالا جو سمرہ نے اسے دیا تھا۔۔۔۔کافی دیر سوچنے کے بعد اس نے کال ملائی ایک دو بیل کے بعد فون اٹھالیا گیا

"ہیل۔۔ ہیلو؟" اس نے آنسو پیتے ہوئے کہا

"ہیلو، جی کون،" روحان کی وہی خوبصورت بھاری مردانہ آواز سن کر اسے اس قدر کرب ہوا کہ اس نے موبائل کان سے ہٹالیا، اور دبی دبی ہچکیوں سے رونے لگی

"ہیلو۔۔۔۔ ہیلو۔ کون ہے، پلیز جواب دیجیے" روحان نے بار بار کہا پھر کچھ دیر بعد اس نے فون کان سے لگایا۔

"ہیلو، مسٹر روحان طلال؟" اس نے ضبط کرتے ہوئے اس کا پورا نام پکارا

"جی فرمایئے" اس نے جواب دیا

"مم،۔۔۔ مم۔ میں زنیرہ" اس نے بہت اٹکتے ہوئے کہا تو گاڑی چلاتا روحان ایک پل کو چکرا گیا، اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ زنیرہ تک اس کی رسائی کیسے ممکن ہو گئ، وہ جو ہسپتال جا رہا تھا، گاڑی سائڈ پر لگا کر اپنے حواس بحال کیے

"زنیرہ؟ تت۔۔ تم۔۔ میرا مطلب تم کیسے۔۔" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا کہے

"مسٹر روحان، میں آپ کی بیٹی کی ٹیچر، مس زنیرہ ہوں،" اس نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا

"اوہ! اچھا آپ ہیں، میں سمجھا کہ۔۔۔۔ ایکچیولی میری ایک عزیز ہیں، ان کا..." وہ بس اتنا ہی کہہ پایا

"میں آپ کی وہی عزیز بات کر رہی ہوں، مسٹر روحان" وہ تلخی سے مسکرائی

"جی؟....." وہ الجھ گیا

"چند گھنٹے پہلے ہماری ملاقات ہوئی، میرے خیال سے آپ بھول گئے،" اس نے مسکرا کر کہا

"میں سمجھا نہیں," وہ واقعی سمجھ نہیں پا رہا تھا

"واقعی؟ جبکہ آپ تو کافی ذہین معلوم ہوتے ہیں، کیا ہی کہنے آپ کی ذہانت کے" اس نے لفظ چبا چبا کر کہا

"میں آپ کی بات سمجھ نہیں پا رہا،" اس نے الجھ کر کہا

"آپکو تو شاپنگ کرنا پسند نہیں تھا ناں، تو آج مال میں شاید آپ ٹہلنے آئے ہونگے" اس نے اسے یاد دلایا کہ آج اس اس کی ملاقات کس سے ہوئی تو وہ سمجھ گیا،

"زنیرہ،" اس نے اس کا نام پکارا

"ہاں زنیرہ، کیسے ہیں آپ مسٹر روحان" اس نے نارمل انداز میں کہا

"تم کیسی ہو،" اس نے بہت مری مری آواز سے کہا اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہے

"میں؟ آئی پرفیکٹلی آل رائٹ،" اس نے چہکتے ہوئے کہا

"ہوں گڈ!۔۔۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا کہ میں کیا کہوں،" اس نے شرمندگی سے کہا

"کیوں، آپ تو بہت اچھی باتیں کرتے تھے،" اس نے انجان بن کر کہا

"زنیرہ مجھے تم سے۔۔۔ مجھے تم سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں،۔۔۔ کیا ہم کچھ دیر ب۔با۔۔

بات۔ کر سکتے ہیں" اس نے اٹکتے ہوئے کہا

"یس آف کورس مگر فون پر نہیں۔۔۔۔ ہم کہیں باہر ملتے ہیں، کل شام؟" روحان کو اس کی بات پر حیرت ہوئی

"باہر؟ مگر۔۔ تم تو باہر۔۔۔ آئی مین تم تو باہر اکیلے نہیں جاتی تھیں ناں،" اسے واقعی حیرت تھی

"ہوں! نہیں جاتی" تھی" مگر اب تو میں بڑی ہو گئ ہوں ناں، اور ویسے بھی کبھی آپ کے کہنے پر میں نے ملاقات کی تھی اب میرے کہنے پر آپ کر لیجیے" اس نے اپنی ہتھیلی دیکھیں، جن پر اب بھی ہلکے ہلکے نشان موجود تھے،

"اوکے۔۔۔۔ تو کل ملتے ہیں، ویسے سمرہ کے سلسلے میں بھی مجھے ملنا تھا،۔۔۔ مگر خیر تم جہاں کہو گی میں آجاؤنگا" اس نے گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگائی

"اوکے تو۔۔۔ کل ملتے ہیں۔۔۔۔ اس ہی ریستوران جہاں" آخری بار" گ ئے تھے" اس نے لفظ آخری بار پر زور دیا

"اوکے، میں تمھیں پک کرلوں گا" اس نے کہا

"نہیں، میں خود آجاؤ نگی" اس نے اتنا کہا اور فون بند کر دیا

"رات کے اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو،" وہ جو اس وقت فون کان سے لگائے لان میں ٹہل رہا تھا ایک دم سٹپٹا گیا

"وہ،،۔۔۔ میں وہ، ایک کلائنٹ کی کال تھی،" اس نے فوراً کال کاٹ دی

"اس وقت؟" اس نے حیرت سے پوچھا

"ہاں، تو بزنس ڈیلز میں کبھی بھی کلائنٹ کی کال آجاتی ہے، وائے آر یو سو شاکڈ" اس نے ہنستے ہوئے کہا

"نہیں ایکچیولی، میں سو گئ تھی، آنکھ کھلی تو دیکھا تم تھے ہی نہیں، خیر اندر چلو بہت رات ہو گئ ہے، صبح آفس کے لیے بھی اٹھتے ہو،" اس نے اس کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے

"ہاں،۔۔ چلو چلتے ہیں،۔۔۔۔ بلکہ رکو،۔۔ میرے خیال سے تھوڑی دیر لان میں ہی ٹہلتے ہیں،" وہ جو اسے کھینچ کر اندر لے جا رہی تھی اس نے ہاتھ پکڑ کر وہیں روک لیا تو وہ دیکھ کر مسکرا دی اور دونوں ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ٹہلنے لگے،

"ایک بات کہوں روحان،" شہلا نے اس کی طرف دیکھا

"ہوں، بولو" اس کی نظریں موبائل اسکرین پر تھیں، اور اب وہ موبائل آف کر چکا تھا

"تم آج کل بہت مصروف نہیں رہنے لگے،" اس نے سوال کیا

"ہوں، ایسا کیوں لگتا ہے تمھیں" اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا

"کیونکہ شادی سے پہلے ہم دونوں کتنا گھوما پھرا کرتے تھے، ویک اینڈ پر تم تایا ابو سے بہانا کر کے

مجھے سی سائڈ پر لے جاتے تھے، اور ہم وہاں کتنی دیر سمندر کی لہروں کو دیکھا کرتے تھے،" اس نے اپنا سر اس کے بازو پر رکھا

"ہاں یار، پہلے کام کا اتنا برڈن نہیں تھا، اب تو ساری ذمہ داری مجھ ہی پر ہے، اور پھر اب سمرہ بھی تو بڑی ہو گئ ہے اس کے اسکول کا اس کی پڑھائی اور دوسری چیزوں کی ساری ذمہ داری تم پر ہے، تم بھی تو مصروف ہو گئ ہو" اس نے جواب دیا

"ہوں، مگر کبھی کبھی دل چاہتا ہے کہ پھر سے وہی وقت واپس آ جائے جب میں اور تم چھپ چھپ کر باہر جاتے تھے،" وہ ہنس کر بولنے لگی، اب وہ دونوں لان میں لگی بینچ پر بیٹھ گئے

"ویسے اب تو چھپنے کی ضرورت نہیں، اب تو تمھارے والد صاحب کے سامنے تمھیں سی سائڈ پر لے جا سکتا ہوں" اس نے ہنستے ہوئے کہا

"ہوں، پھر بھی نہیں لے جاتے" اس نے شکایتی اندازِ میں کہا

"چلو، پھر کل لے چلوں گا، تمھیں بھی اور سمرہ کو بھی" اس نے سگریٹ نکالی اور سلگانے لگا

"تم یہ سگریٹ پینا کب چھوڑو گے" اس نے ناراضگی سے کہا

"چھوڑ دوں گا یار, اب چلیں؟" اس نے بات ٹالی اور اٹھ کھڑا ہوا

"جی" وہ مسکرا کر اس کے ساتھ چلنے لگی

شہلا خیالات کی دنیا سے باہر آئ تو اندازہ ہوا کہ آنکھیں بھیگ چکی تھیں،

"مجھے یقین ہے کہ تم نے آج بھی سگریٹ پینا نہیں چھوڑی ہو گی" وہ روتے روتے ہنسی تھی

❀❀❀❀❀❀❀

زنیرہ اس وقت اسکول جانے کی تیاری کر رہی تھی، جب فاطمہ پیچھے سے براجمان ہو گئ اس کی آنکھیں بتا رہی تھیں کہ وہ بھری نیند سے اٹھی ہے، وہ کل رات کو زونی کے کہنے پر رک گئ تھی

"یار میں ڈیوٹی پر جا رہی ہوں، تم پلیز امی کو مت بتانا وہ غصہ ہوں گی" اس نے بیگ کی زب بند کی

"جی نہیں، کہیں نہیں جا رہی ہو تم، شرافت سے اندر چلو اور آرام کرو" اس نے زونی کا بیگ لے کر صوفے پر رکھا

"یار، میرا جانا ضروری ہے، تمھیں نہیں پتا وہاں ٹیچرز کے لیے بہت اسٹرکٹنس ہے" اس نے پھر سے بیگ اٹھایا

"یار تم ضدی کیوں ہو" اس نے جواب میں جھنجلا کر کہا

"اوہو میری جان، میں ٹھیک ہوں بالکل، اب بس مجھے جانے دو میری وین آنے والی ہے۔۔۔۔ پلیز یار" اس نے فاطمہ سے التجا کرتے ہوئے کہا

"اوکے، جاؤ مگر ہاں، پہنچ کر مجھے میسج یا کال کرو گی اوکے، اور ہاں، اگر طبیعت ٹھیک نہ لگے تو پلیز فون کر دینا" اس نے تاکید سے کہا تو وہ ہامی بھر کے اللہ حافظ کہ کر نکل گئ،۔۔۔ وین میں بیٹھے، وہ یہی سوچ رہی تھی کہ سب لوگ اس سے کتنا پیار کرتے ہیں،

اس نے وین کی سیٹ سے ٹیک لگایا اور آنکھیں بند کر لیں، تھوڑی ہی دیر میں اس کے موبائل پر ایک میسج موصول ہوا

"اسلام علیکم, آج تم آؤ گی ناں" یہ میسج روحان کا تھا جس کا جواب دیے بغیر اس نے موبائل آف کر دیا تھا

اب وہ اسکول پہنچ چکی تھی، سارا دن عجیب و غریب خیالات سے دوچار رہی، لنچ بریک کے بعد اس نے موبائل آن کیا اور فاطمہ کو کال ملائی

"ہیلو! فاطمہ، امی غصہ تو نہیں ہوئیں" اس کو اس بات کی فکر تھی کہ وہ بنا بتائے جانے پر ناراض ہوں گی

"نہیں ہوئیں، میں نے سمجھا دیا تھا انہیں، مگر یہ بتاؤ کہ تمھاری طبیعت تو ٹھیک رہی ناں" اس نے سوال کیا

"ہاں الحمدللہ، ٹھیک ہوں بالکل، اور تم لوگ بھی ناں ہر بات پر اتنا پریشان ہو جاتے ہو، بندہ بے ہوش بھی نہیں ہو سکتا" اس نے ہنس کر کہا

"ہاں تو، اتنا پریشان ہو گئے تھے ہم سب، اور تیمور بھائی، رات سے کوئی دس بار کال کر چکے،"

اس کی بات پر زنیرہ کے دل کو کچھ ہوا، وہ اس کی پرواہ کرتا ہے یہ تو وہ جانتی تھی، مگر اسے حیرت یہ تھی کہ بلاوجہ دس بار کال کرنے والا تیمور، اس نے اس کی طبیعت کے لیے کال بھی کی تو فاطمہ کو،

"اچھا۔۔۔ خیر تم امی کا خیال رکھنا میں آجاؤں گی وقت پر" اس نے فون بند کیا اور مستقل تیمور کے اس رویے کو سوچنے لگی تھوڑی ہی دیر بعد اس کے موبائل پر میسج کی بھرمار شروع ہو گئ اس

نے انباکس دیکھا تو قریب ۴۰ میسج تھے جو روحان کی طرف سے تھے وہ تلخی سے مسکرائی اور کرسی سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند لیں

"ہیلو.... ہیلو۔ روحان، روحان کہاں ہیں آپ," اس کی آواز آنسوؤں میں بھیگی ہوئی تھی،

"ہاں بولو کیا ہوا،" اس نے رکھائی سے کہا

"کیا ہوا؟ آپ کہہ رہے ہیں کہ کیا ہوا؟ پچھلے ایک مہینے سے میں آپ کو کال کر کر کے پاگل ہو رہی ہوں، اور آپ پوچھ رہے ہیں کیا ہوا" وہ بری طرح رو رہی تھی

"تو کیا کروں میں، تمھیں ذرا بھی عقل ہے، میں کتنا پریشان ہوں اور تمھیں اپنی پڑی ہے" اس نے بے حدر کھائی سے جواب دیا

"آپ کو پتا ہے، پچھلے ایک مہینے سے میں آپ کا نمبر ٹرائی کر رہی ہوں ہر وقت آپ کا نمبر آف تھا میں پاگل ہو رہی تھی، کتنے وسوسے کتنے برے خیالات آرہے تھے مجھے،" اس نے روتے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے

"اوہ مائی گاڈ، تو کیا کروں میں اپنا کام نہ دیکھوں، میرے آفس میں آگ لگ گئی تھی، سارا آفس میں ریکور کر رہا ہوں موبائل بھی اسنیچ ہو گیا تھا، ان ساری مصروفیات میں میں نے اپنا نمبر بھی نہیں نکلوایا، اب تھوڑی سی فرصت ملی تو نمبر دوبارہ نکلوایا ہے، اور تمھیں اپنی پڑی ہے" اس نے غصے سے کہا

"مجھے۔۔۔ مجھے اپنی نہیں پڑی روحان، مجھے تو آپکی پڑی ہے، پچھلے پندرہ دن سے ہسپتال میں

تھی مگر ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا جب آپ کو کال نہ کی ہو، مگر خیر، آپ ٹھیک ہیں، یہ بہت ہے میرے لیے "اس نے بھیگی بھیگی مسکراہٹ سے کہا

"اوہو اچھا آئی ایم سوری، اب میں جاؤں، مجھے بہت کام ہے "اس نے اتنا کہا اور فون بند کر دیا۔۔۔

اس کا فون بجا تو وہ خیالات سے باہر آئی، اس نے دیکھا روحان کا فون آرہا تھا

اس نے نہیں اٹھایا، بہت ساری کالز اس کے اسکول کے دوران آتی رہیں تو اس نے لاسٹ پیریڈ سے فارغ ہو کر فون اٹھایا،

"آپ کے بابا کی کال ہے سمرہ، آپ بیٹھیں میں آتی ہوں، "سمرہ اس وقت حسب معمول اسٹاف روم میں داخل ہو رہی تھی جب زنیرہ اسے بٹھا کر باہر چلی گئی

"جی کہیں، "اس نے بس اتنا کہا

کیا کہوں, تم سے بات کرنی تھی، صبح سے کال کر رہا ہوں،۔۔ تم۔۔۔ تم نے ریسیو ہی نہیں کی، " اس نے صرف اتنا ہی گلہ کیا

".جی ایکچیولی میں مصروف تھی، کہیں کیا بات ہے "اس نے رکھائی سے کہا

"اوہ، آج ہمیں ملنا تھا، "اس نے مختصر کہا

"اوہ ہاں،۔۔۔۔ مگر۔۔۔۔ مگر آج تو میں نہیں مل سکتی۔۔۔۔ دراصل میری کچھ دن مصروفیات

زیادہ ہیں، اس لیے ابھی ملنا پاسیبل نہیں ہے، "اس نے انکار کیا

"مگر زنیرہ، میں ملنا چاہتا ہوں، میں اور انتظار نہیں کر سکتا "اس نے بے چارگی سے کہا

"اوہ، چلیں تو پھر رہنے دیتے ہیں آپ اپنی مصروفیات دیکھیں اور میں بھی "اس نے بالکل بے حس ہو کر کہا

"مصروفیات نہیں زونی "اس نے اتنا کہا

"زنیرہ، زنیرہ کہیں، زونی میرے اپنے کہتے ہیں، "اس نے اسے ٹوکا

"اوکے۔۔۔۔۔زنیرہ، ایکچیولی مصروفیات نہیں ہیں کوئی، میں بس اور انتظا نہیں کر سکتا، مجھے ملنا ہے تم سے بہت ساری باتیں کرنی ہیں اور۔۔۔ "وہ بس یہ کہہ سکا

"مسٹر روحان، ابھی میں مصروف ہوں، آپ کی "بیٹی "کو ایکسٹرا ٹائم بھی دینا ہے سو پلیز آپ ابھی مجھے اجازت دیں، میں پھر بات کرتی ہوں، "اس نے اتنا کہا اور فون بند کر دیا

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

وہ اس وقت گھر کے لاؤنج میں بے تابی سے ٹہل رہا تھا جب سمرہ اندر آئی

"بابا آپ؟ "اس نے اسکول بیگ صوفے پر رکھا

"ہاں میرا بچہ، آگیا "اس نے بڑھ کر کر بیٹی کا ماتھا چوما، وہ پہلے بھی سمرہ کے لیے بہت کیئرنگ تھا مگر اس واقعے کے بعد وہ اور زیادہ اٹیچ ہو گیا تھا،

"بابا اس وقت تو آپ آفس میں ہوتے ہیں ناں، "اس نے جوتے اتارتے ہوئے کہا

"جی بالکل، مگر آج میں فری تھا تو جلدی آگیا،" اس نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا

"اوہ، ویسے بابا آج آپ نے کال کی تھی مس زنیرہ کو، کیا بات ہوئی ان سے،" اس نے یاد آتے ہی سوال کیا

"ہاں بیٹا، بات تو ہوئی تھی۔۔۔ وہ بس۔۔ آپکے متعلق ہی ہوئی،۔۔۔ آپکے ٹیوشن کا بولنا تھا انہیں، مگر ابھی۔۔۔ ابھی کچھ مصروف ہیں آپکی ٹیچر،" اس کو نا جانے کس بات کا خوف تھا، کہ وہ اتنا اٹک اٹک کر بول رہا تھا

"اوہ تو کیا جواب دیا انہوں نے" اس نے سوال کیا

"فالحال تو وہ شاید نہ پڑھائیں، کیونکہ ان کی اپنی کچھ مصروفیات ہیں، لیکن یو ڈونٹ وری میں۔۔۔ بات کر لوں گا ان سے" اس نے ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے کہا

"اچھا اچھا، بابا میں فریش ہو کر آتی ہوں پھر ساتھ لنچ کرینگے، اوکے" اس نے بیگ اٹھایا اور اپنے روم میں چلی گئی، ادھر روحان کو زنیرہ کا یہ روپ بالکل اس کی امیدوں کے برعکس لگ رہا تھا، مگر اسے ہر حال میں زنیرہ کو منانا تھا، ہر قیمت پر

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

وہ آج خلافتِ توقع مستقل تیمور کو یاد کر رہی تھی، اور یہی سوچ رہی تھی کہ اس نے اس کی خیریت خود کیوں نہیں پوچھی، اسے اس طرح تیمور کے متعلق سوچنا عجیب بھی لگ رہا تھا مگر وہ جتنا اس خیال کو جھٹکتی وہ اتنی ہی شدت سے اس کے ذہن پر قابظ ہو جاتا

آج سے پہلے کبھی بھی تیمور نے زونی کے ساتھ ایسا رویہ نہیں کیا، اسے یاد تھا جب بچپن میں اسے ایک بار چوٹ لگی تھی تو وہ کتنا رویا تھا، جبکہ وہ اس سے بڑا تھا مگر پھر بھی وہ زنیرہ کے معاملے میں بہت حساس تھا، اور وہ ہمیشہ اس بات ہر ہنستی کہ تم اتنے ہو کر روتے ہو، بچپن کی یاد نے آج کئی برس بعد اس کے حسین چہرے پر مسکراہٹ بکھیر دی تھی، اس نے اپنا موبائل اٹھایا اور تیمور کو کال ملائی،

"ہیلو،" دوسری بیل پر فون اٹھالیا گیا تو بے ساختہ اس کے لبوں پر مسکان بکھر گئی۔

"ہیلو؟" تیمور کو زونی کی کال دیکھ کر حیرت نے گھیر لیا

" تیمور۔۔۔وہ۔۔۔۔ تیمور مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے۔" اس نے بہت سوچ کر کہا

"ہاں بولو" تیمور کو اس نے ہمیشہ کسی کام کی بات کرنے کے لیے ہی کال کی تھی، اس لیے اسے لگا کہ شاید آج بھی ایسا ہی ہو،

" تیمور کہا کل شام کو شاپنگ پر چلیں" اس نے آنکھیں میچتے ہوئے بہت مشکل سے کہا تو تیمور کا موبائل ہاتھ سے گرتے گرتے بچا

"ہیں؟ کل؟ مگر کل تو گئے تھے،" اس نے خود کو نارمل کرتے ہوئے کہا

"کل تو سب گ ئے تھے ناں، اب کل ہم چلتے ہیں، مجھے تم سے کچھ بات بھی کرنی ہے،" بہت عرصے بعد وہ آپ سے تم پر آئی تھی اور تیمور کو حیرت میں ڈال گئی تھی،

"اچھاااا۔۔۔ چلو ٹھیک ہے، مگر ایک بات بتاؤ، یہ تمھارا کوئی پلان تو نہیں ہے، دیکھو تم سے اس

پھول جھڑے موسم کی امید نہیں ہے مجھے" اسے بہت حیرت تھی

"اوہو، تمھیں چلنا ہے یا نہیں؟" اس نے ہنستے ہوئے کہا

بالکل بھئی، نیکی اور پوچھ پوچھ، مطلب تم کہو اور میں نہ آؤں، یعنی آپ کا حکم سر آنکھوں پر" اس نے اپنے دلفریب انداز میں زنیرہ کو آج برسوں بعد ہنسایا تھا اور وہ بھی دل کھول کر ہنسی تھی،

"اوکے تو پھر کل شام لینے آجانا مجھے،" اس نے کہا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی،

"ویسے ایک بات پوچھ سکتا ہوں،" اس نے سوال کیا

"ہاں پوچھو" اس نے کہا اور کھڑکی کے پاس جا کر کھڑی ہو گئ

"یہ موسمِ خزاں میں بہار کہاں سے آ گئ" اس نے اسے چھیڑا

"اب ہر موسم ہمیشہ ایک سا تو نہیں رہتا" ٹھنڈی ہوا اس کے بالوں کے ساتھ اٹھکلیاں کر رہی تھی

"ہوں، مگر موسموں میں تبدیلی اتنی دیر سے سے نہیں آتی، میں نے تو پچھلے پانچ چھ سالوں سے اس خزاں میں بہار نہیں دیکھی" اس نے ٹھنڈی آہ بھری

"ہوں، مگر اب تو آ گئ ناں بہار۔۔۔ مجھے ناں فاطمہ کے نکاح کے لیے اچھا سا ڈریس لینا ہے اس لیے میں سوچ رہی تھی بکہ کل چلتے ہیں، کل تو میری وجہ سے سب خراب ہو گیا" وہ اداس ہوئ

"اوہو، چِل یار، کل چلیں گے اور آئس کریم بھی کھائیں گے،" اس نے ارادہ ظاہر کیا

"اوکے تو ڈن کریں پھر، کل ملتے ہیں، للہ حافظ" وہ مسکرائ اور گون بند کر دیا

"واٹ دی ہیل، مجھے سمجھ نہیں آ رہا مسٹر روحان آپ میرا کام کیوں نہیں کر سکتے" وہ بڑی بڑی مونچھوں والا شخص بارعب انداز میں کہہ رہا تھا اور سامنے بیٹھا روحان بوکھلایا ہوا تھا

"سر۔ سر سر۔۔ آپ سمجھتے کیوں نہیں، یہ کام اتنا آسان نہیں ہے، اور ویسے بھی اس میں خطرہ ہے، آپ پلیز میری بات سمجھیں،۔۔۔۔۔۔۔۔۔ او کے، مجھے کچھ وقت دیں، پلیز لیٹ میں ڈو سمھتھنگ،" اس نے سامنے بیٹھے شخص کا غصہ ٹھنڈا کرنا چاہا

"مسٹر روحان. قریباً دو سال ہو گئے ہیں، اور آپ ہیں کہ میری بات نہیں سمجھ رہے، میں اب اور انتظار نہیں کر سکتا" اس نے ناگواری سے کہا

"اوہ یس آئی نو، مگر سر میں پچھلے دو سالوں سے بہت کوشش کر چکا ہو، اور ویسے بھی ریسیسلی میرا آفس جلا ہے میں اس کام میں بھی مصروف رہا ہوں،" اس نے وضاحت دی

"تو کیا کروں میں، یہ ڈیل کینسل کر دوں، آپ جانتے ہیں ناں کہ آپ کو اس ڈیل سے کتنا فائدہ ہو گا، یہ لیں کچھ رقم ایڈوانس میں لایا ہوں، مگر مجھے اپنا کام چاہیے۔" اس نے نوٹوں سے بھرا بریف کیس کھول کر روحان کے آگے رکھا

"آل رائٹ سر، میں آپکو اپنا پلان بتاتا ہوں" روحان نے نوٹوں سے بھرا بیگ اپنی طرف کیا اور اسے تمام منصوبہ بتانے لگا مگر وہ یہ بھول گیا تھا کہ اس وقت وہ اپنے گھر کے ڈرائیگ روم میں

موجود ہے، اور کوئی ہے جو اس کا تمام منصوبہ سن کر اپنے ہوش کھو بیٹھا ہے

وہ اس وقت بھوکی پیاسی اپنے کمرے میں بند تھی، پچھلے ایک مہینے سے اس کا یہی حال تھا، نہ اسے بھوک پیاس سے غرض تھی اور نہ ہی اس بات سے فرق پڑتا تھا کہ وہ کس طرح اپنی تعلیم سے دور ہو رہی ہے، وہ کھانے کے نام پر پانی پی لیتی اور اگر ماں باپ ضد کرتے تو ایک دو نوالے کھا کر اپنے کمرے میں چلی جاتی، گھر والے جب بھی پوچھتے کی اسے کیا ہوا ہے تو وہ یہی کہتی کی سارا کے گھر چھوڑ کر چلے جانے سے اداس ہے، وہ بار بار روحان کا نمبر ڈائل کرتی اور ہمیشہ آف جاتا وہ ہر بار اس امید سے کال کرتی کہ شاید اب اس کی بات ہو جائے،۔۔۔ مگر جواب نہ آتا، روحان کا اس طرح غائب ہو جانا اس کے لیے شدید اذیت کا باعث تھا، بہت زیادہ بھوکا پیاسا رہنے کی وجہ سے اس کی حالت خراب ہو گئ تھی اور اس ہی لیے وہ کتنے دن ہسپتال میں گزار آئ تھی، مگر اسے اس حال میں بھی روحان کا خیال آتا، آج تقریباً ایک ماہ بعد اس کی روحان سے بات ہو سکی تو اسکا رویہ اس قدر ناگزیر تھا کہ وہ ٹوٹ سی گئ، اور شام سے ہی یوں بھوکی پیاسی اپنے کمرے میں بند تھی، رات دس بجے اس کا موبائل بجا اس نے فوراً فون اٹھایا

"ہیلو" اس نے فوراً کہا

"ہاں زنیرہ" اس نے آفس کی ریوالونگ چیئر سے ٹیک لگا کر کہا

"کیسے ہیں آپ" اس نے آہستگی سے کہا

"زنیرہ،۔۔۔ تم مجھ سے ناراض ہو؟" اس نے آنکھیں موندے کہا

"نہیں روحان، بالکل نہیں میں آہ سے کیسے ناراض ہو سکتی ہوں، مجھے پتا ہے کہ آپ بہت رہے ہوں گے، ورنہ آپ مجھ سے کبھی اس طرح بات نہ کرتے" اسے روحان پر خود سے زیادہ یقین تھا

"تم بہت اچھی ہو زنیرہ، کتنا سمجھتی ہو مجھے، کتنا احساس ہے تمھیں" اس نے اس ہی انداز سے کہا

"میری زندگی میں آپ کے سوا ایسا کوئی نہیں جس کی میں ہر بات مانوں، میں تو بہت ضدی طبیعت ہوں، مگر حیرت ہے اس بات کی۔۔۔ کہ۔۔۔ محبت انسان کو کسی کا کتنا اسیر کر دیتی ہے،" اس نے مسکرا کر کہا

"ہوں، سہی کہا،۔۔۔ اچھا تم کہہ رہی تھیں کہ تم ہسپتال میں تھیں،۔۔ کیا ہوا تھا تمھیں" اس نے سوال کیا

"کچھ بھی نہیں، میں بالکل ٹھیک ہوں، اب آپ سے بات ہو گئ ہے ناں اب تمام مرض ختم ہو گ ئے" اس نے آنکھوں سے بہتا پانی، صاف کیا اور مسکرا دی

"اوہو زونی، یو مسٹ ٹیک کیئر آف یور سیلف، تمھیں پتا ہے ناں تم میرے لیے کتنی اہم ہو" اس نے سامنے پڑی فائل دیکھی

"جی مجھے پتا ہے، میں آپ کے لیے اور آپ میرے لیے بہت اہم ہیں،" اس نے بیڈ کراؤن سے ٹیک لگا کر کہا

"تم نے کھانا کھایا" اس نے سوال کیا

"نہیں۔۔۔۔مجھے بھوک ہی نہیں تھی،" اس نے آنکھیں بند کرلیں

"زنیرہ زنیرہ ایسے نہیں ہوتا مائی ڈیئر، اس ہی طرح تم کیئر لیس رہو گی تو صحت خراب ہو جائے گی" اس نے فکر مندی کا اظہار کیا

"کھالوں گی، آپ بتائیں، آپ کا آفس کیسے جلا" اس نے یاد آنے پر سوال کیا

"پتا نہیں کوئی شارٹ سرکٹ ہوا اور تمام وائیرنگ میں آگ لگ گئی، آفس کا بیشتر حصہ جل گیا، آہ خیر چھوڑو۔۔۔کام چل رہا ہے،" وہ سیدھا ہو کر بیٹھا

"اللہ کرے کہ آپ پر کبھی کوئی مصیبت نہ آئے" اس نے صدق دل سے دعا کی

"ہوں، زونی مجھے اب ملنا ہے تم سے، پلیز اب انکار مت کرنا پلیز، ہمیں ایک ساتھ تقریباً دو سال ہو گئے ہیں، اور میں اب مزید صبر نہیں کر سکتا" اس نے حتمی انداز سے کہا

"مگر میں۔۔۔۔میں کیسے آپ سے مل سکتی ہوں" اس نے پریشان ہو کر کہا

"پلیز زنیرہ، یا تو مجھ سے مل لو، یا مجھے ہمیشہ کے لیے بھول جاؤ،" اس کی بات نے زنیرہ کے دل کو بری طرح ٹھیس پہنچائی

"یہ آپ کیا کہ رہے ہیں روحان،" اس نے دکھ سے کہا

"ہاں زونی،۔۔۔۔۔اور اس کے آگے میں کچھ اور نہیں کہوں گا" اس نے چیئر ہلاتے ہوئے کہا

"رو۔۔۔روحان آپ۔ایسا کیسے بول سکتے ہیں،۔۔آہ جانتے ہیں کہ میں آپ کے بغیر نہیں رہ سکتی،"اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

"تو پھر فیصلہ کرلو کہ مجھ سے ملو گی یا نہیں،"اس نے باقائدہ طور پر زنیرہ کے دماغ کو الجھا دیا تھا

بہت دیر سوچنے کے بعد اس نے جواب دیا

"اوکے،۔۔۔میں ملوں گی آپ سے،"اس نے بس اتنا کہا اور فون بند کر دیا

وہ آج بہت سالوں بعد اپنی خوشی سے تیار ہو رہی تھی،کیوں،کس لئے،کس کے لیے،ان سب باتوں کے جواب میں اس کے ذہن میں بس ایک سوالیہ نشان تھا اس نے آج پنک ڈریس نکالا اور دل سے تیار ہوئ،ریشمی بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑا،ہلکا سا میک اپ کیا بلاشبہ وہ حسین لگ رہی تھی،اس نے دوپٹہ سر پر اوڑھا اور شال کندھوں پر ڈال کر لپیٹی،اپنا پرس اٹھائے وہ باہر لاؤنج میں آئ جہاں تیمور صوفے پر بیٹھا اس کا منتظر تھا،اسے زنیرہ کا کھلتا چہرہ دیکھ کر بہت خوشی محسوس ہو رہی تھی،آج اس کے چہ پر اداسی کا شائبہ تک نہ تھا،انہیں پہلے فاطمہ کو گھر چھوڑنا تھا جس پر فاطمہ نے خوب منہ بنایا تھا مگر بھائی کی خوشی کے لیے راضی بھی جلد ہی ہو گئ تھی،پھر ان دونوں کو شاپنگ پر جانا تھا جس کی اجازت تیمور کی پیاری پھپھو نے دے دی تھی،

اب وہ تینوں گاڑی میں بیٹھے تھے

"آج ناجانے کہاں سے سورج نکلا ہے،ہے ناں فاطمہ"تیمور نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا

"جی بالکل" اس نے ہنس کر کہا جواب میں وہ بھی مسکرائی تھی،

"ویسے کچھ زیادہ بدگمان نہیں ہیں آپ میہ طرف" اس نے فاطمہ اور تیمور دونوں کو دیکھ کر کہا

"جی نہیں محترمہ آپ ہی کے مزاج نہیں ملتے" فاطمہ نے جواب میں کہا اور پھر وہ تینوں باتیں کرنے لگے، تھوڑی ہی دیر میں گھر آگیا، کیونکہ گھر قریب تھا اس لیے فاطمہ کو غصہ آرہا تھا کہ اتنا اچھا سفر اتنی جلدی ختم ہو گیا وہ للہ حافظ کہتی گھر میں گھس گئی اور وہ دونوں اپنی راہ کو نکلے، سب سے پہلے انہوں نے شاپنگ کی، فاطمہ کے نکاح کے ڈریس کے لیے اس نے شوخ رنگ کا جوڑا پسند کیا جس پر تیمور کو اجنبی سی خوشی ہوئی پھر انہوں نے ڈنر کیا اور اب وہ گاڑی میں بیٹھے تھے،

۔۔زنیرہ اس وقت گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے دھیمے سے مسکرا رہی تھی اور تیمور اسے دیکھ رہا تھا، اسے اس خواب ذدہ حقیقت ہر یقین نہیں آرہا تھا، وہ کافی دیر تک زنیرہ کو یونہی دیکھتا رہا وہ نہیں چاہتا تھا کہ یہ تسلسل ٹوٹ جائے، اس ہی لیے اس نے اسے پکارا بھی نہیں، کچھ دیر بعد اس نے آنکھیں کھولیں اس وقت رات کے ۸:۳۰ بج رہے تھے،

"تیمور، سی سائٹ پر چلیں،" اس نے تیمور پر ایک اور حیرت کا پہاڑ توڑا

"واٹ، تم؟ میرے ساتھ؟ آئی مین تم میرے ساتھ سی سائٹ پر جاؤ گی، امپاسیبل، ہو ہی نہیں سکتا کہ محترمہ زنیرہ اشفاق صاحبہ اس ناچیز کے ساتھ ساحل پر جائینگی، واہ" اس نے گاڑی سے ٹیک لگا کر کہا

"جی ہاں، اور زیادہ سوال مت کیا کرو، چلو" اس نے کئی سال پرانی شوخ زنیرہ کی طرح کہا

"اوکے۔۔۔ چلو پھر" اس نے گاڑی اسٹارٹ، کی اور منزل کی طرف بڑھادی

"یہ غلط ہے،" شہلا نے پیچھے سے آ کر روحان سے کہا

"کیا غلط ہے اور کیا سہی، یہ میں بہتر سمجھتا ہوں، تمھیں اس معاملے میں پڑنے کی کوئی ضرورت نہیں،" اس نے سگریٹ سلگا کر کہا

"یہ معاملہ صرف تمھارا نہیں ہے، تم سے منسوب میں ہوں، تمھاری بیٹی ہے،" تمھیں اندازہ ہے کہ تم کر کیا رہے ہو،" وہ چلائی تھی

"دیکھو شہلا، میری کمپنی کا بہت زیادہ نقصان ہوا ہے، اور اس کی بھرپائی کے لیے مجھے رقم کی ضرورت ہے،" اس نے بیڈ پر بیٹھتے ہوئے کہا

"بکواس کرتے ہو تم، آفس تو اب جلا ہے تمھارا، جبکہ یہ پیسے کی ہوس تمھیں پچھلے کئی سالوں سے ہے" اس نے غصے میں کہا

"ہاں ہے، ہے مجھے پیسے کی ہوس، تو کیا کروں میں، دیکھو پلیز، پلیز میرے معاملات سے دور رہو، یہ سب کچھ میں صرف اپنے لیے نہیں کر رہا اس میں تمھارا اور سمرہ دونوں کا بھی فائدہ ہے" اس نے اسے سمجھانے کی ناکام کوشش کی

"شٹ اپ، جسٹ شٹ اپ، میں تمھارے اس گندے کھیل کا حصہ نہیں بن سکتی" اسنے اس انداز سے کہا کہ جیسے اس ہر تھوک رہی ہو

"ٹھیک ہے، مت بنو، مگر تم مجھے نہیں روک سکتیں, اب جاؤ یہاں سے" اس نے اسے باہر جانے کا اشارہ کیا

"ٹھیک ہے میں جا رہی ہوں، اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جا رہی ہوں" اس نے اپنا بیگ نکالا اور اس میں کپڑے رکھنے لگی،

"یہ کیا کر رہی ہو تم," اس نے بوکھلا کر کہا

"میں جا رہی ہوں، اور ہاں میں یہاں اپنی بیٹی کو بھی نہیں چھوڑوں گی" اس نے بیگ میں کچھ جوڑے ڈالے اور زپ بند کی

"ایک منٹ،۔۔۔ یہ تم سے کس نے کہا کہ تم میری بیٹی کو یہاں سے لے جا سکتی ہو،" اس نے اس کا راستہ روک کر کہا

"وہ میری بیٹی ہے، تمھارے جیسے گھٹیا انسان کے پاس میں اسے ہرگز نہیں چھوڑ سکتی" اس نے آگے بڑھنا چاہا

"دیکھو پلیز میری بات سمجھو، پلیز چھوڑو اس بیگ کو، کہیں نہیں جا رہی ہو تم، " اس نے اس کے ہاتھ سے بیگ لینا چاہا

"نہیں، تم مجھے نہیں روک سکتے،۔۔۔ روحان کیا واقعی، کیا واقعی تمھارے دل سے انسانیت ختم ہو گئی ہے، کیا تمھیں اس بات کا بھی خیال نہیں کہ تمھاری دس سال کی بیٹی ہے،" اس نے اسکا گریبان پکڑ کر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا

"پلیز، مجھ سے فضول بحث مت کرو اور نہ میرے لیے رکاوٹ بنو،" اس نے کہا تو وہ اٹھ کھڑی ہوئی

"ہاں میں نہیں بنوں گی رکاوٹ، ہرگز نہیں، میں جارہی ہوں، اور اپنی بیٹی کے ساتھ جارہی ہوں

"ان دونوں کے جھگڑے کی آواز سن کر سمرہ اپنے کمرے سے نکل آئی اور اسے اس بات پر حیرت تھی کہ کبھی بھی نہ لڑنے والا یہ جوڑا اس حد تک لڑ رہا ہے کہ ماما گھر چھوڑ کر جارہی ہیں، اس نے ماں کے پاس پڑا سوٹ کیس دیکھا

"سمرہ کہیں نہیں جائے گی، تمھیں جانا ہے، تو جاؤ" اس نے رُخ پھیر کر کہا

"مجھے حیرت ہے روحان، تم اس قدر بے حس ہو جاؤ گے اتنے سنگدل کے اپنی اس بیوی کو بھی چھوڑنے پر راضی ہو جاؤ گے، جس سے کبھی تم نے محبت کی تھی" اس نے کرب سے کہا

"یہ تمھارا اپنا انتخاب ہے،" اس نے بے حسی سے کہا تو وہ کافی دیر اسے دکھ سے دیکھتی رہی

"ہوں، سہی کہا، یہ میرا اپنا ہی تو انتخاب تھا،" اس نے اپنے آنسو پونچے اور کمرے سے نکلنے لگی، سامنے کھڑی سمرہ کے آگے گھٹنے ٹیک کر بیٹھ گئی اور اسے گلے لگایا

"بیٹا۔۔۔ بیٹا میں آپکو یہاں سے لے جاؤں گی،" اس نے سمرہ کا ماتھا چوما اور بیگ لیے گھر سے نکل گئی، وہ جانتی تھی کہ روحان اسے سمرہ کو لے جانے نہیں رے گا، جس دن وہ گھر سے نکلی تھی ایک عزم ایک ارادے سے نکلی تھی، کبھی نہ واپس آنے کے لیے،

"کتنا سکون ہے یہاں" وہ دونوں اس وقت سمندر کے کنارے بیٹھے تھے، وہ نا جانے کیوں اسے یہاں لائی تھی، کیوں وہ اس قدر مسرور ہو رہی تھی وہ اس بات سے ناواقف تھی، بس اسے معلوم تھا تو یہ پل جو اسے سکون پہنچا رہا تھا، اس کے بال ٹھنڈی تیز ہوا سے اڑ رہے تھے، وہ وقتاً فوقتاً مسکراتی جاتی اور تیمور اسے حیرت سے دیکھتا رہتا

"کیا ہوا زونی" اس نے اس کی جانب دیکھ کر کہا

"ہاں؟ کچھ نہیں....، بس سمندر کی لہروں کو دیکھ رہی ہوں، کتنا بھرپور ہوتا ہے ناں یہ منظر" اس نے چہرے پر آتے بالوں کو پیچھے کیا

"ہاں۔۔۔ مگر میرے لیے سمندر کی لہروں کا یہ منظر پہلے کبھی اتنا بھرپور اور حسین نہیں رہا، جتنا آج ہے" اس نے سامنے لہروں کو دیکھتے ہوئے کہا

"ہوں،۔۔۔ تمھیں یاد ہے تیمور ہم سب جب فیملی پکنک پر آتے تھے میں ہمیشہ لہروں میں آگے آگے تک ڈوبنے جاتی اور تم میرا ہاتھ پکڑ کر کھینچتے ہوئے واپس لے آتے" اس نے ہنستے ہوئے کہا

"ہاں۔۔۔ اور پھر تم مجھ سے بہت لڑتیں" اس نے مسکرا کر کہا اور دونوں کھلکھلا کر ہنس پڑے

"زونی،۔۔۔ تم اتنے سال مجھ سے خفا کیوں رہیں" اس نے سوال کیا

"خفا؟ ہنہ خفا تو میں اپنی زات سے تھی، اپنے آپ سے،" اس نے ٹھنڈی آہ بھری

"میں کبھی تم سے سوال نہیں کروں گا کہ کیوں؟ کیونکہ میں جانتا ہوں، تمھیں سوال کرنا پسند نہیں ہے" اس نے ساحل پر لکیریں بناتے ہوئے کہا

"اچھا چھوڑو یہ سب، کیا تم اب خوش نہیں کہ تمھیں پرانی والی زنیرہ دوست کی صورت میں مل گئی "اس نے اس کی جانب دیکھا تو وہ مسکرایا

"ہاں خوش ہوں، بہت زیادہ، ویسے تمھیں کوئی بات کرنی تھی مجھ سے "اس نے یاد آنے پر کہا

"ہاں،،۔۔۔ کرنی تھی۔۔۔ باتیں تو بہت سی ہیں، مگر تمام باتوں کا خلاصہ یہ کی مجھے تم سے اپنے ہر برے رویے کی معافی مانگنی ہے، میں نے ہمیشہ تمھارا دل دکھایا ہے، تم سے لڑائی کی ہے، تمھیں بہت ہرٹ کیا ہے، مگر یقین کرو، تم نے کہا کہ مجھے تمھارے ساتھ سے کوفت ہوتی ہے، تو ایسا ہرگز نہیں ہے، اور اس دن مال میں، واقعی میں اچانک بے ہوش ہوئ، اس میں تمھارے ساتھ کا قصور نہیں تھا "اس نے مسکراتے ہوئے کہا

" تمھارا بہت شکریہ زونی، کہ تم لوٹ آئیں "اس نے گیلی مٹی پر زنیرہ کا نام لکھنا چاہا، وہ صرف زیڈ ہی لکھ پایا کہ زنیرہ نے اسے روک دیا

"رکو، مت لکھو, "اس نے اسے روک دیا تو تیمور نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا جس کا جواب اگلے پل زنیرہ نے دیا "کیونکہ ساحل پر لکھے گ ءے نام سمندر کی لہریں مٹا دیتی ہیں، اور میں نہیں چاہتی کہ میرا نام۔۔۔ مٹ جائے "اس نے زیڈ مٹایا

"ہوں، کہاں سے،؟ ساحل سے یا میرے دل سے "؟ اس کے سوال ہر زنیرہ نے اس کی جانب دیکھا اور پھر وہ اٹھ کھڑی ہوئ

"آؤ چلیں "اس نے اپنے کپڑے جھاڑے تو وہ مسکرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور دونوں گاڑی کی طرف

بڑھے۔۔۔

"واہ بھئی، انتظام تو خوب کیا تم نے،" وہ تینوں اس وقت ایک ساتھ کھڑے تھے،

"بس جی، آپ کے شایان شان تو نہیں لیکن آپ آئے یہ میرے لیے اعزاز کی بات ہے" سارا کے بہنوئی نے اس بڑی بڑی مونچھوں والے شخص سے کہا جو اس وقت مہمان خصوصی تھا" فواد شاہ "

"بھئی تم بلاؤ اور ہم نہ آئیں، اور ویسے بھی ہم تینوں صرف بزنس پارٹنر ہی نہیں بلکہ اچھے دوست بھی ہیں،" اس شخص نے مسکرا کر جواب دیا

"جی بالکل، اچھا آپ ذرا انجوائے کریں میں ابھی آتا ہوں،" سارا کا بہنوں ہاشم ان سے معزرت کرتے ہوئے وہاں سے نکل گیا، فواد شاہ اور روحان سامنے لگی ٹیبلز میں سے سب سے آخر والی ٹیبل پر جا بیٹھے، یہ فنکشن کمبائن تھا اس لیے لیڈیز اور جینٹس سب ایک ہی جگہ موجود تھے،

"اور سنائیں، کیسے مزاج ہیں" روحان نے کرسی سے ٹیک لگایا

"جناب مزاج تو عاشقانہ ہیں،" اس نے بھی کرسی سے ٹیک لگائی

"ہوں، آپ شادی کیوں نہیں کر لیتے،" اس نے سوال کیا

"شادی،؟ بھئی دل کو بھاتا ہی نہیں کوئی" انہوں نے مسکرا کر کہا

"ہاہاہا ویسے آپ کی عاشق مزاجی کے قصے تو ہم نے بھی بہت سنے ہیں،" اس نے جواب میں کہا

"ہوں، تم اس سیکیٹری کی بات کر رہے ہو" اس نے ہنس کر کہا

"ہاہاہا صرف وہی نہیں، اور بھی بہت ہیں، کیوں۔۔ نہیں ہے ایسا" اس نے مسکرا کر کہا

"ہاہاہا، ساری انکوائری رکھتے ہو تم،" اس نے قہقہہ لگایا

"نہیں باس، آپ تو سینئیر ہیں، آپ کی انکوائری رکھنا ہمارے بس میں نہیں" اس نے عاجزی سے کہا

"واقعی، ویسے ایک کام ہے جو تم میرا ضرور کر سکو گے" اس نے پر اسراریت سے کہا

"میں؟ کسی کلائنٹ کو کنونس کرنا ہے،" اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا

"ارے نہیں صاحب، آپ سے ایسے چھوٹے چھوٹے کام تو نہیں کروائیں گے" اس نے اپنی قیمتی گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے کہا،

"تو پھر" اس نے پھر سوال کیا

"اچھا یہ بتاؤ اس کام کی قیمت کیا لو گے" اس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے سوال کیا

"مگر کام ہے کیا، یہ تو معلوم ہو،" وہ سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ اس شخص کا مطالبہ کیا ہے،

"ویسے باتیں بنانے میں، اور پاگل بنانے میں ہم نے آپ سا کوئی نہیں دیکھا، اور یہی تمھارا پلس پوائنٹ ہے" اس نے عجیب انداز سے کہا

"میں آپ کی بات سمجھا نہیں" اس نے الجھ کر کہا

"سمجھاتا ہوں۔۔ مگر رازداری شرط ہے" اس نے ٹیبل پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا

"بالکل سر، مگر بات ہے کیا" اسے اب کوفت ہو رہی تھی,اس شخص نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو روحان بھی اس جانب دیکھنے لگا،وہ شخص روحان کے مقابل اس طرح بیٹھا تھا کہ پیچھے مڑنے پر اسٹیج نظر آئے۔۔۔کافی دیر بحث کے بعد روحان رضامند ہوا آخر رقم بھی خطیر تھی،۔۔۔۔۔۔

پانچ کروڑ

"کر سکو گے یہ کام؟اس نے روحان سے سوال کیا

"مجھے اہل سمجھ کر سونپا ہے ناں کام،تو بس میری بھی شرط ہے کہ آپ کا یہ کام میں ہی کروں گا" اس نے سامنے بیٹھے شخص کو یقین دلایا

"ہوں،یہ ہوتی ہے ڈیل" سامنے والا شخص خباثت سے مسکرایا

"ویسے یہ کام آپ خود کیوں نہیں کرتے" روحان نے سوال کیا

"بس یہ سمجھ لو بذات خود مجھے اتنی محنت کی عادت نہیں" اس نے جواب دیا اور سگریٹ سلگائی

"ویسے شوق رکھنے کا بھی جواب نہیں،میرے پاس اتنا پیسہ ہو تو کیا کچھ کر لوں،" روحان نے ویٹر سے کولڈ ڈرنک لیتے ہوئے کہا

"بالکل،مگر شوق پورا کرنے کا موقع ایک بار ملتا ہے،" اس نے جواب میں ہنستے ہوئے کہا

"ہاہاہا اندازہ ہو رہا ہے جناب" اس نے کولڈ ڈرنک کا گھونٹ بھرا اور ایک نظر اسٹیج پر ڈالی،اور عجیب انداز سے ہنسا،

"بھئی نکاح کے تمام انتظامات تو کر لیے پورے، کارڈز بھی بانٹ آیا ہوں بس تیمور تم ذرا کیٹرن والے کو ایک بار اور تنبیہ کر دینا کہ کوئی کمی نہ رہے اور ہاں ایک بات یاد آئی، احسان صاحب کی کال آئی تھی، انہوں نے یونہی اپنا ارادہ ظاہر کیا ہے کہ نکاح کے دو ماہ بعد رخصتی بھی کر لیتے ہیں، "آصف صاحب (تیمور کے والد) اس وقت سب کے ہمراہ اپنے گھر کے لاؤنج میں بیٹھے تھے، لبنیٰ بھی آج رکنے ہی آئی ہوئی تھی اور زونی کو بھی ضد کر کے بلا لیا تھا وہ سب اس وقت کھانے کے بعد چائے کافی پی رہے تھے تیمور آج کل بہت ہشاش بشاش نظر آ رہا تھا شاید پرانی والی زنیرہ کے واپس آ جانے سے بھی اور زنیرہ کی کے خوش رہنے سے بھی، آج بھی وہ بہت خوش نظر آ رہی تھی اس کے سامنے والے صوفے پر بیٹھی زنیرہ آج اسے اور دنوں سے بھی زیادہ بھا رہی تھی وہ کن انکھیوں سے اسے دیکھ رہا تھا، وہ گہرے اور ہلکے ہرے رنگ کے امتزاج کے کپڑے پہنی ہوئی تھی، میک اپ سے عاری دھلا ہوا چہرہ، بلاشبہ وہ تیمور کے دل میں بس جانے کی حد تک حسین لگ رہی تھی،

"تیمور" لبنیٰ نے اسے پکارا تو وہ چونکا

"ہاں؟" وہ ایک دم سیدھا ہوا تو لبنیٰ نے اپنی ہنسی دبائی

"کہاں گم ہیں آپ؟" اس نے شرارت سے پوچھا

"میں؟ میں تو یہیں ہوں، پاپا کی باتیں سن رہا تھا،" اس نے بوکھلا کر کہا

"جناب پاپا جا چکے ہیں" اس نے سامنے کی طرف انگلی کی جہاں آصف صاحب تھوڑی دیر پہلے بیٹھے تھے

"اوہ، تاہاں پتا ہے مجھے یہ بات" اس نے کنفیوز ہو کر کہا

"اچھا زونی تم کیسا ڈریس لاؤ گی فاطمہ کے نکاح کے فنکشن کے لیے" لبنیٰ نے زنیرہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو خاموش بیٹھی تیمور کی حرکتوں پر مسکراہٹ دبا رہی تھی

"میں نے ریڈ لیا ہے، بہت زیادہ ریڈ نہیں ہے ڈل ریڈ ہے آپ آئینگی، تو دکھاؤں گی" اس نے لبنیٰ کو ریڈ ڈریس کا سنتے حیران ہوتا دیکھا تو وضاحت دی،

"واہ بھئی ریڈ، آہ کو تو ریڈ کلر پسند ہی نہیں تھا، اور آپ چوری چوری شاپنگ کر بھی آئیں" لبنیٰ کی باتوں پر تیمور اور زنیرہ دونوں جھینپ گ ئے جسے لبنیٰ نے نوٹس کیا اور دل ہی دل میں ہنسنے لگی، وہ یہ بات جانتی تھی کہ زنیرہ اور تیمور شاپنگ پر گ ئے تھے، اور زونی کا تیمور کے ساتھ بدلا ہوا رویہ بھی کافی کچھ بتا رہا تھا جو خود زنیرہ بھی نہیں سمجھ پا رہی تھی،

"ویسے زونی تمھیں ایک بات بتانا تو بھول ہی گئی میں،" اس نے زونی کو مخاطب کیا جو کافی کے آخری گھونٹ ختم کر رہی تھی،

"جی بولیں" اس نے لبنیٰ کہ طرف دیکھا

"ہم نے تیمور کے لیے ایک لڑکی دیکھی ہے، اور ہمیں پسند بھی آئی ہے، سوچ رہے ہیں فاطمہ کے نکاح سے فارغ ہو کر تیمور کی بات بھی پکی کر دیں" اس نے زنیرہ کو حیران کر دیا

"اچھا؟" اس نے نارمل انداز سے کہا جبکہ وہ محسوس کر رہی تھی کہ اس کے دل کو کچھ ہوا تھا، اور سامنے بیٹھا تیمور بھی ہل گیا تھا

"کیا؟ کونسی لڑکی؟" وہ اٹھ کھڑا ہوا

"ہاں بھئی وہ فریدہ خالہ ہیں ناں ماما کی کزن، انہوں نے بتایا تھا مجھے ایک رشتہ تو میں اور ماما دیکھ آئے تھے لڑکی، لڑکی اچھی ہے گھریلو ہے، سگھڑ ہے، اب دیکھو فاطمہ کی شادی کے بعد ماما تو اکیلی ہو جائیں گی تو گھر کے کام کاج میں برابلم ہو گی ناں اس لیے،، لڑکی نے زیادہ پڑھا نہیں ہے ان کے ہاں زیادہ پڑھانے کا رواج نہیں ہے، مگر تم فکر مت کرو تمھارے ساتھ رہ کر وہ کافی کچھ سیکھ جائے گی، اور مجھے پتا ہے کہ شکل صورت کے معاملے میں تم بالکل کانشیس نہیں ہو اس لیے ہم نے شکل صورت کو زیادہ اہمیت نہیں دی، بس تم سمجھو کہ ہم نے آلموسٹ ہاں کر دی ہے،" اس نے تیمور کا بلڈ پریشر بالکل ہائی کر دیا تھا اور زونی کو تمام باتوں سے اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ صرف تیمور کو تنگ کر رہی ہیں، اور یہ بات زونی کے لیے غیر ارادی طور پر خوشی کا باعث بن گئی تھی

"تم میری بچی مجھ سے چھین نہیں سکتے" شہلا اس وقت اس کے سامنے کھڑی چلا رہی تھی

"اور یہ خوش فہمی تمھیں کیسے ہو گئی کہ میں تم سے اپنی بچی نہیں چھین سکتا" روحان نے رسانیت سے جواب دیا جس پر شہلا پوری جان سے جل گئی

"ہوں، بہت پہنچ ہے تمھاری، جانتی ہوں یہ بات، اچھی طرح جانتی ہوں، مگر تم میری بد دعا

سمیٹ رہے ہو اپنے حصے میں" وہ رو رہی تھی اور اس وقت اسے اپنا آپ بے تحاشا لاچار لگ رہا تھا

"جب تم جانتی ہو، کہ میں ہر حال میں سمرہ کو اپنے ساتھ رکھوں گا تو پھر کیوں اپنا وقت برباد کر رہی ہو" اس نے صوفے پر بیٹھ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھی

"تم کیوں کر رہے ہو یہ سب، ایک غلط کام کی ضد میں کتنا کچھ برباد کر رہے ہو، دیکھو، دیکھو پلیز روحان، یہ غلط ہے، مت کرو یہ سب، کیوں اپنی اور ہم سب کی زندگی سے کھیل رہے ہو، کیا ہمارے پاس جو کچھ ہے یہ سب بہت نہیں؟ کیوں اس پیسے کے پیچھے بھاگ رہے ہو تم" اس نے اس کے قدموں میں بیٹھتے ہوئے کہا

"تو تم سمجھ لو ناں، اور اپنی ضد چھوڑ کر چلو میرے ساتھ" اس نے شہلا کی طرف دیکھے بغیر کہا

"روحان، فار گاڈ سیک، انسان بنو، تم انسانیت سے گری ہوئی حرکت کر رہے ہو" وہ اٹھ کھڑی ہوئی

"میں یہاں صرف اس لیے آیا ہوں کہ تمھیں سمجھا سکوں، کہ اگر تمھیں سمرہ چاہیے تو میرے ساتھ ہی رہنا ہو گا، ورنہ بھول جاؤ اسے" روحان نے حتمی لہجے میں کہا

"کاش تم سمجھ سکتے کہ تم کتنا بڑا گناہ کرنے جا رہے ہو، مجھے نہیں رہنا تمھارے ساتھ، چلے جاؤ" اس نے روتے ہوئے کہا اور اندر بھاگ گئی، اور روحان بھی اگلے پل گھر سے نکل گیا تھا، اور شہلا کو اس بات کا یقین بھی دلا گیا تھا کہ سمرہ اسے کبھی نہیں مل سکتی،

رات کے دس بج رہے تھے جب زنیرہ سونے کے لیے لیٹی تھی، اس کا فون بجنے لگا، اس نے نمبر دیکھا اور کچھ سوچتے ہوئے فون اٹھایا

"جی کہیں" اس نے رکھائی سے کہا

"زنیرہ؟ تم میرا فون کیوں پک نہیں کر رہی ہو اتنے دن سے, کچھ اندازہ ہے میں کتنا پریشان ہوں؟" روحان نے زنیرہ کے فون اٹھاتے ہی کہا

"اچھا؟ آپ بھی پریشان ہوتے ہیں؟ مجھے تو لگتا تھا کہ آپ صرف پریشان کرتے ہیں" اس نے طنزیہ لہجے میں کہا

"یار میں شرمندہ ہوں، میں جانتا ہوں، میں تمھارے پاؤں بھی پکڑ لوں تب بھی تم مجھے معاف نہیں کرو گی" اس نے بے چین ہوتے ہوئے کہا

"اوہ، ویسے آپ کو میری معافی سے کیا غرض، میں معاف نہ کروں تب بھی آپ سکون سے رہ رہے ہیں ناں" وہ خون کا گھونٹ پیتے ہوئے اس سے بات کر رہی تھی

"زنیرہ، تم۔۔۔مار لو مجھے۔۔۔ گالیاں دے لو۔۔ مگر پلیز ایک بار مجھ سے مل لو، صرف ایک بار، " اس نے التجا کی

"میں نہیں مل سکتی، پلیز اب فون نہ کریں" اس نے غصے میں کہا

"مگر زنیرہ، تم نے تو خود ہی کہا تھا ناں کہ تم مجھ سے ملو گی؟ اب کیوں انکار کر رہی ہو" وہ اس

وقت زنیرہ کو بہت لاچار لگ رہا تھا، زنیرہ جانتی تھی کہ وہ مضطرب ہے، اور اس بات کا اندازہ اسے اس دن فون پر بات کرتے ہوئے ہی ہو گیا تھا اور وہ اس بات کا فائدہ اٹھا رہی تھی،

"ہاں، میں نے ہی کہا تھا ناں، اب میں ہی انکار کر رہی ہوں،" اس نے لاپرواہی سے کہا

"زنیرہ پلیز, ایک بار میری بات تو سن لو۔۔۔۔ زنیرہ میں۔۔۔ زنیرہ میں تم سے شادی۔۔۔" اس نے بس اتنا کہا

"واٹ،؟۔۔۔ خدا کی قسم تم سے زیادہ گھٹیا انسان میں نے اپنی زندگی میں نہیں دیکھا" اس نے غصے میں کہا اور فون بند کر کے بہت دیر پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی, اسے شدید حیرت تھی کہ روحان اس قدر بھی گر سکتا ہے

آج فاطمہ کا نکاح تھا سب ہی لوگ ہال جا چکے تھے مگر وہ لبنیٰ اور تیمور اب تک تیاریوں میں لگے ہوئے تھے اور اب تک ہال نہیں پہنچے تھے، تیمور نے سب کو ہال بھیج دیا تھا اب اسے لبنیٰ اور زونی کے تیار ہونے پر نکلنا تھا اور فاطمہ کو پارلر سے لیکر ہال پہنچنا تھا، وہ اس وقت بلیک کرتا شلوار میں بہت خوبرو لگ رہا تھا اس کی ستواں ناک چوڑی پیشانی اور ہلکی ہلکی داڑھی اسے بہت منفرد بناتی تھی اونچا لمبا تیمور آج بہت ہینڈسم لگ رہا تھا

"لبنیٰ؟ کیسا لگ رہا ہوں؟ اس نے لبنیٰ کے کمرے میں جا کر شیشے میں دیکھتے ہوئے کہا

"واہ بھئی، ماشاءاللہ کیا بات ہے" اس نے بھائی کی بلائیں لیں

"اچھا چلو دیر ہو رہی ہے یار" اس نے ہئیر برش سے بال سیٹ کیے

"اچھا میں بس آئی، تم جا کر پلیز زنیرہ کو دیکھو پتا نہیں کہاں ہے وہ،" اس نے اسے زنیرہ کو ڈھونڈنے کا کہا تو وہ ہر جگہ ڈھونڈنے لگا وہ اوپر جانے لگا ہی تھا کی سیڑھی پر بیٹھی زنیرہ کو دیکھ کر وہ دیکھتا ہی رہ گیا وہی ڈریس جو اس نے تیمور کی پسند کو مدنظر رکھتے ہوئے لیا تھا، اسے پہن کر وہ کوئی حسین شہزادی لگ رہی تھی، اس کی گھنی پلکیں جھکی ہوئی تھی، کمر تک آتے گھنے بال آگے کو گرے ہوئے تھے وہ اس وقت اپنی سینڈل پہن رہی تھی تیمور کا بس چلتا تو وہ گھنٹوں اسے تکتا رہتا، وہ سینڈل پہن کر اٹھی تو تیمور کو دیکھ کر پزل سی ہو گئ وہ یک ٹک اسے دیکھے جا رہا تھا وہ اس کے برابر سے ہوتی نکل گئ،

"سنو؟" اس نے پلٹ کر پکارا

"بولو؟" اس نے بنا مڑے کہا

"کیا ارادہ ہے، کیا جان لو گی میری" اس نے مسکرا کر کہا

"یہی سستی لائن رہ گئیں تھی تعریف کو، تمھیں تو تعریف کرنی بھی نہیں آتی کسی کی" وہ ایک دم مڑی اور بچپن والی زنیرہ کی طرح تیمور سے مصنوعی جھگڑا کرنے لگی، "ہوں! تو جناب آپ ہی بتا دیں کس طرح کی جائے تعریف" اس نے سینے پر بازو باندھتے ہوئے اسے مسکرا کر دیکھا

"مجھے کوئی ضرورت نہیں آپ کو ایسے چھچھورے مشورے دینے کی، اور ہاں اب تو آپ بس اس کی تعریف کریں جو آپ کی سگھڑ وائف ہوں گی" اس نے اسے چڑایا اور وہاں سے نکل گئ،

اور تیمور کو وہ رشتے والی بات یاد آتے ہی رونا آ گیا

"مگر بیٹا ایسے کیسے جانے دوں اکیلے" مومنہ بیگم نے زنیرہ کا پھولا ہوا منہ دیکھا تو نرم لہجے میں کہا

"امی آپ کو میں اب بھی بچی لگتی ہوں، اس کی برتھ ڈے ہے۔، اور وہ میری اچھی دوست ہے، اس نے کہا ہے کہ میں پورے دن کے لیے آؤں، میری اور فرینڈز بھی تو جا رہی ہیں ناں" اس نے ضدی انداز سے کہا

"مگر بیٹا ڈائریکٹ اسکول سے کیوں جانا ہے، پہلے گھر آنا، فریش ہونا، پھر تیار ہو کر جانا، ایسے اچھا لگتا ہے کیا کسی کے بھی گھر ایسے ہی منہ اٹھا کر چلے جاؤ" انہوں نے سمجھانا چاہا مگر وہ زنیرہ ہی کیا جو مان جاتی،

"ٹھیک ہے نہ جانے دیں، میں بھی اب کسی سے بات نہیں کروں گی، اور نہ ہی کھانا کھاؤں گی،" وہ منہ پھلا کر بیٹھ گئ

"اوہو! ایک تو تم ضدی اس قدر ہو کہ بس۔۔۔ اچھا ٹھیک ہے چلی جانا مگر جلدی آ جانا اور اپنا خیال بھی رکھنا" انہوں نے بیٹی کے معصوم چہرے کو دیکھا جس پر بچوں جیسا بھولپن تھا، وہ کبھی زنیرہ کو ہرٹ نہیں کر سکتی تھیں کیونکہ وہ ایک تو اکلوتی اوپر سے لاڈلی بھی،

"تو پھر وعدہ کریں کی ابو کو منا لیں گی،" اس نے ماں کی طرف رخ موڑا

"منا لوں گی بھئ، بس تم اٹھ کر کھانا کھا لو اب زیادہ خون نت جلایا کرو میرا" انہوں نے صوفے

سے اٹھتے ہوئے کہا

"اچھا جاتی ہوں،" اس نے بھی موڈ بحال کیا

"ہوں! ویسے جانا کب ہے" انہوں نے کچن کی طرف جاتے ہوئے کہا

"اگلے ہفتے، ۲۲ دسمبر" اس نے جواب دیا اور کمرے میں چلی گئی

اندر جا کر سب سے پہلے اس نے روحان کو کال ملائی تو اس نے کئی بیل کے بعد فون اٹھایا

"ہاں بولو،" اس نے مصروف انداز میں کہا

"آپکو پتا ہے، میں نے امی کو منا لیا" اس نے چہکتے ہوئے کہا

"منا لیا؟ کس بات کے لیے منا لیا؟" اس نے سوال کیا

"اوہو! آپ سے ملنے کے لیے اور کس لئے" اس نے بے وقوفوں کی طرح کہا

"مجھ سے ملنے کے لیے، کیا مطلب تم نے انہیں بتا دیا میرا؟" اس کو فکر لاحق ہوئی

"نہیں نہیں، میں نے انہیں کہا ہے کہ میری فرینڈ کی برتھ ڈے ہے اور مجھے وہاں جلدی جانا ہے اسکول سے، پہلے تو وہ مان ہی نہیں رہی تھیں، پھر بہت مشکل سے مانیں وہ" اس نے اسے تفصیل بتائی تو روحان کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی

"ارے واہ، تم تو بڑی ذہین نکلیں، اور میں بلاوجہ تمھیں بے وقوف سمجھتا ہوں" اس نے کچھ فائلز چیک کرتے ہوئے کہا

"جی نہیں میں بالکل بے وقوف نہیں ہوں" اس نے بچوں کے سے انداز سے کہا

"ہوں، تو پھر تیار ہو ناں، ملنے کے لیے،" اس نے فائل بند کی

"ہاں بالکل، اور میں خوش بھی بہت ہوں، ہم پہلی بار ملیں گے" اس نے خوش ہوتے ہوئے کہا

"ہاں بالکل، تمھیں یاد ہے ناں تمھیں کہاں آنا ہے، چھٹی ہوتے ہی تم پیچھے والے روڈ پر آ جانا وہاں سے پک کروں گا تمھیں" اس نے اپنے منصوبے کے متعلق یاد دہانی کروائی

"جی مجھے یاد ہے،" اس نے سر ہلایا

"اوکے تو ملتے ہیں پھر" اس نے بات ختم کی اور فون بند کر دیا

"شہلا، تم بلاوجہ ضدی ہو رہی ہو، اب بھی کہ رہا ہوں چلو میرے ساتھ" آج پھر وہ شہلا کو لینے اس کے گھر پہنچ گیا تھا،

"میں نے جو کہا ہے میں اس پر قائم رہوں گی" اس نے منہ پھیر کر کہا وہ دونوں اس وقت گھر کے لان میں بیٹھے تھے

"یعنی نہیں جاؤ گی تم,؟" اس نے شہلا کی جانب دیکھ کر سوال کیا

"نہیں," اس نے اب بھی اس کی طرف دیکھنے کی زحمت نہ کی

"ہوں، تو تم سب بھول گئی ہو، یہ بھی کہ میری لائف میں تمھاری اور سمرہ کی کیا اہمیت ہے" اس نے سر جھکا رکھا تھا

"تو کیا تم نہیں بھولے,۔۔۔۔ تم تو سب بھول گئے، یہاں تک کہ انسانیت نامی جذبہ بھی" اس

نے غصے میں اس کی طرف دیکھا

"ہوں، تم مجھے انسانیت کے سبق نہ پڑھاؤ، میں اپنا کیا خود بھگت لوں گا" اس نے لاپرواہی سے کہا

"واہ۔۔۔ تمھیں کیا لگتا ہے، تمھارا حساب نہیں ہو گا، یا پھر تمھیں سزا نہیں دی جائے گی۔۔۔۔ نہیں مسٹر روحان، سزا ضرور ملتی ہے، ہر ایک گناہ کا حساب رہتا ہے اس رب کے پاس، مگر تم ابھی نہیں سمجھو گے کیونکہ پیسے نے تمھارے منہ اور تمھاری آنکھوں دونوں ہی پر پٹی باندھ دی ہے، اب کچھ نظر نہیں آئے گا تمھیں" اس نے افسوس سے کہا

"شہلا، میں تم سے محبت کرتا ہوں، اور تمھیں چھوڑنا نہیں چاہتا، اس ہی لیے بار بار تمھارے دروازے پر آجاتا ہوں، مگر تم۔۔

۔" اس نے اتنا کہا اور شہلا نے اسے آگے کہنے سے روک دیا

"بس کرو روحان، محبت کی بات نہ ہی کرو تو بہتر ہے، تمھیں اپنی ذات سے محبت ہے بس۔۔۔ تم جیسا انسان صرف اپنی ذات سے محبت کر سکتا ہے، محبت کا نام نہ لو..." اس نے زہر خند لہجے میں کہا

"کیا تمھیں یاد نہیں، تمھارے لیے میں نے پاپا سے کتنی بحث کی تھی، کتنی مشکل سے انہیں منایا تھا، صرف ۲۲ سال کا تھا میں جب ہماری شادی ہوئی, کیا تم سب بھول گئیں" اس نے شہلا سے سوال کیا

"ہاں، بھول گئی۔۔۔ سب بھول گئی ہوں میں،۔۔۔ تمھاری اس گندی سوچ اور گندے ارادوں کے آگے سب بھول گئی ہوں میں،۔۔۔ تمھارا دل نہیں کانپتا،۔۔۔ تمھیں بالکل خوف نہیں آتا،۔۔۔ تم کیا کر رہے ہو روحان، کہاں جا رہے ہو،۔۔۔ آگے بہت تاریکی ہے۔۔۔ بہت تنہائی ہے، مت کرو یہ بھی اب بھی سدھر جاؤ، مجھے تو ڈر ہے کہ کہیں تمھارا کیا سمرہ کے سامنے۔۔۔۔" وہ رونے لگی تھی

"یہ کیا بول رہی ہو تم، کوئی میری بیٹی کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا" اس نے غصے مے کہا

"اتنا تکبر مت کرو روحان، انسان دعویدار نہیں ہے" اس نے کرب سے کہا

"فار گاڈ سیک یار بس کرو، تنگ آگیا ہوں میں تمھارے اس ایموشنل ڈرامے سے, میں جا رہا ہوں، اور ہاں، سمرہ کی برتھ ڈے ہے، ۲۲ کو تم آنا چاہو تو آجانا" اس نے اتنا کہا اور جانے لگا، شہلا کو اچانک کچھ خیال آیا اور وہ اس کے پیچھے دروازے تک آئی

"سنو روحان،" اس نے اسے پکارا

"ہاں بولو" وہ مڑا

"سمرہ کی برتھ ڈے کے لیے کوئی جگہ بک تو نہیں کی" اس نے سوال کیا

"نہیں ابھی سوچا نہیں, مگر میں بتا دوں گا جو بھی ڈیسائڈ ہو گا" اس نے جواب دیا

"ایکچیولی، سمرہ۔ کی برتھ ڈے کے لیے میں نے ایک جگہ سوچ رکھی ہے، آلموسٹ بک بھی ہے ، میں چاہتی ہوں وہیں سیلیبریٹ کریں" اس نے اسے ارادہ ظاہر کیا

"ٹھیک ہے، دیکھ لیتے ہیں، جہاں تم کہتی ہو وہیں کر لیتے ہیں" اس نے مختصر کہا اور چلا گیا، اس نے یہ پوچھنا بھی گوارا نہ کیا کہ جگہ کونسی ہے، اس کے نزدیک شہلا کی خوشی کی اب بھی اہمیت تھی،

شہلا خیالات کی دنیا سے باہر آئی اور کرب سے مسکرائی

وہ اس وقت سمرہ کو پڑھا رہی تھی جیسے وہ روز اس کو ایکسٹرا ٹائم دے کر پڑھاتی تھی،۔۔۔

"دیکھو سمرہ، اس سوال وا اچھی طرح یاد کرنا یہ بہت ضروری ہے اور تقریباً ہر سال ہی آتا ہے" اس نے سمرہ کو مخاطب کیا جو اس وقت خاموش اداس بیٹھی تھی،

"کیا ہوا سمرہ، اتنی کھوئی ہوئی کیوں ہیں؟ اس نے سمرہ کا بازو ہلایا

"جی؟" وہ چونکی

"میں آپکو سوال مارک کر کے دے رہی ہوں اور آپ سن ہی نہیں رہیں، از ایوری تھنگ آل رائٹ؟" اس نے نرمی سے سوال کیا، یہ جانتے ہوئے بھی کہ وہ روحان کی بیٹی ہے اس کے رویے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی، وہ اس سے ویسے ہی ملتی تھی

"جی میں ٹھیک ہوں" اس نے کہ تو دیا مگر اس کی شکل سے کوئی بھی اندازا کر سکتا تھا کہ وہ اداس ہے

"نہیں، ٹھیک تو نہیں ہیں آپ، اچھا چھوڑیں ہم کل پڑھیں گے" اس نے کتاب بند کی اور سائڈ

میں رکھ دی

"کیا ہوا ہے سمرہ، اس قدر اداس کیوں رہنے لگی ہیں آپ؟" اس نے سمرہ جے ہاتھوں پر ہاتھ رکھا

"کچھ نہیں میم، آئی ایم گڈ" اس نے مصنوعی مسکراہٹ سے کہا

"دیکھیں سمرہ، زندگی میں اگر سب اچھا ہی اچھا ہوتا تو انسان کو کبھی بھی اچھے وقت کی قدر نہ ہوتی، اور جو ہوا اس میں یہ اچھا ہوا کہ آپ کو بہت کم عمر میں زمانے کی پہچان ہو گئ، ویسے بھی کوئی بھی بات ساری زندگی آپ کے حواسوں پر سوار نہیں دہ سکتی، اس لیے بھول جائیں، اور خوش رہیں" یہ ایک بھونڈی تسلی تھی جو اس واقعے کے بعد وہ کئی بار سمرہ کو دے چکی تھی, جبکہ وہ خود اس بات سے واقف تھی کہ برے وقت کو بھلانا اتنا آسان نہیں،

"آپ ٹھیک کہتی ہیں میم ایسا ہوتا ہو گا،۔۔۔ مگر میں سچ کہہ رہی ہوں، یہ واقعہ قابلِ فراموش نہیں ہے، اس واقعے نے نا جانے مجھ سے کیا کیا چھین لیا ہے، میرا اعتماد، میری معصومیت، میرا بچپن، اور نہ

جانے کتنے ہی احساس، مجھے۔ نہیں لگتا کہ زندگی کو ری نیو کیا جا سکتا ہے، کچھ نہ سہی تو ایک خلش تو ہمیشہ رہے گی ہی کی ایسا کیوں ہوا تھا" زنیرہ کو وہ ایک لمحے بہت بڑی لگی تھی، اس کے پاس سمرہ کے کیوں کا جواب موجود تھا مگر شاید یہ اس کی اعلیٰ ظرفی تھی کہ وہ اس کے باپ کا کردار اس کے سامنے پیش نہیں کرنا چاہتی تھی، شاید اسے اس بات سے اور اذیت ہوتی، ویسے بھی اتنے دن

سمرہ کے ساتھ گزار کر وہ اس سے مانوس ہو گئ تھی، اور اس کے دل میں سمرہ کی لیے ایک محسن کی وجہ سے شاید نرم گوشہ بھی تھا

"میڈم آپ سے کوئی شہلا صاحبہ ملنے آئ ہیں" اسکول کی ماسی نے آکر خبر دی تو سمرہ نے اسے بتایا کہ یہ اس یہ والدہ ہیں اس نے انہیں اندر بلالیا تھا،

نام سے وہ پہلی بار واقف ہوئ تھی کہ روحان کی بیوی کا نام شہلا ہے ورنہ وہ اسے پہلے سے جانتی تھی مگر شہلا کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کی ملاقات کس سے ہونے جارہی ہے، وہ اندر داخل ہوئ تو اسے زنیرہ کو پہچاننے میں چند پل لگے، مگر اس سے پہلے کے وہ اسے پکار کر یہ ظاہر کر دیتی کہ وہ اسے جانتی ہے اس کی نظر سمرہ پر پڑی اور وہ کچھ سوچتے ہوئے خاموش ہی رہی ,

وہ بہت خاموش تھی، اس نے اسکول سے آکر کھانا بھی نہیں کھایا تھا، وہ فریش ہو کر نماز ادا کر کے تھوڑی دیر سوئی تھی پھر عصر کے بعد وہ چھت پر آگئ تھی، جنوری کے آخری دن تھے اور بارشوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا، اس وقت بھی ہلکی ہلکی فوار تھی جب وہ چھت پر کافی کا مگ لیے ٹہل رہی تھی، ٹھنڈی ہوائیں اس کے بالوں سے ٹکراتیں وہ مستقل ایک ہی نقطے کو سوچ رہی تھی،۔۔۔۔۔اب اسے کیا کرنا ہے،۔۔۔ مگر وہ کرتی بھی تو کیا کرتی،۔۔۔ یقیناً وقت روحان کو سزا دے رہا ہے۔۔۔ مگر کیا اس سزا سے اسے کوئی فرق پڑتا ہے، کیا یہ کافی ہے کہ سمرہ کی

تکلیف اس کے لیے باعث اذیت ہے۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ اگر اسے اپنی غلطی کا احساس ہوتا تو وہ کبھی بھی مجھے اس ڈھٹائی سے شادی کے لیے نہ کہتا،۔۔۔۔ بہت برا انسان ہے وہ،۔۔۔۔۔ مجھے حیرت ہے اس بات سے کہ اس نے شہلا سے لو میرج کی تھی،۔۔۔۔ اور وہ اس سے بھی مخلص نہ رہا۔۔۔۔ کاش اسے وقت سمجھائے کہ ہر گناہ کی معافی اتنی آسانی سے نہیں ملتی، بلکہ کچھ گناہ ناقابلِ معافی ہوتے ہیں۔۔۔۔ وہ اب ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑی تھی،۔۔۔ فوارا اب تھم گئی تھی۔۔۔۔ وہ گھونٹ گھونٹ کافی پی رہی تھی اور صبح ہونے والی گفتگو یاد کر رہی تھی

"اسلام علیکم، آیئے بیٹھیے" زنیرہ نے شہلا کو مخاطب کیا

"جی" وہ تھوڑی دیر ہی دیر میں اپنے حواسوں میں آگئی

"سمرہ آپ باہر ویٹنگ ایریا میں یا اپنی کلاس میں جا کر بیٹھ جائیں" زنیرہ نے سمرہ کی موجودگی میں بات کرنا مناسب نہیں سمجھا اور شہلا کو بھی یہی بہتر لگا تو وہ وہاں سے اٹھ کر چلی گئی

"کیسی ہیں آپ" اس نے مسکرا کر شہلا سے پوچھا

"بالکل ویسی جیسی تم سے پہلی بار مل کر تھی، اور اب تک ویسی ہی ہوں" اس نے سادہ لہجے میں کہا

"ہوں، آپ۔۔۔۔ مجھ سے ملنا چاہتی تھیں؟" اس نے سوال کیا "ہاں!۔۔۔ ملنا تو چاہتی تھی مگر۔۔۔۔ مگر اس سے جس نے میری بیٹی کو بچایا تھا، مجھے واقعی اس بات سے حیرت ہو رہی ہے کہ تم ہی وہ ہو جس نے میری بیٹی کو بچایا،۔۔۔ کیا تم جانتی تھیں کہ یہ روحان کی بیٹی ہے" اس

نے سوالیہ نظروں سے زنیرہ کو دیکھا

"نہیں۔۔۔۔میں نہ جانتی تھی یہ بات کہ سمرہ اس ہی روحان کہ بیٹی ہے جس نے۔۔۔۔۔۔۔۔ خیر۔۔۔اس بات کا روحان سے کوئی تعلق نہیں، اگر میں جانتی تب بھی سمرہ کو بچانا میرا اگرض تھا، جیسے بیٹیاں سانجھی ہوتی ہیں ہو نہی ہر لڑکی کی عزت بھی رانجھی ہوتی ہیں" اس نے مسکرا کر جواب دیا

"بہت ضبط ہے تم میں، بہت صبر ہے کہ جانتے ہوئے بھی تمھارا رویہ میری بیٹی کے ساتھ ویسا ہی ہے" شہلا کے چہرے پر بہت مایوسی اور تھکاوٹ تھی زندگی نے اس کے ساتھ بھی تو اچھا نہیں کیا تھا

"ہوں، مگر صبر تو آپ میں بھی ہے ناں، آپ نے بھی تو ایک ایسے انسان کے ساتھ زندگی گزاری جو اتنا۔۔۔۔" وہ بس اتنا کہہ کر خاموش ہو گئ

"نہیں،۔۔۔۔وہ ہمیشہ سے ایسا نہیں تھا ہمیشہ سے اس نے اتنا غلط نہیں کیا تھا۔۔۔وہ مجھ سے بہت محبت کرتا تھا،۔۔ایون ہماری شادی۔۔۔۔ہماری شادی بھی اس کی ضد سے ہوئی تھی، مگر خیر۔۔۔۔وقت وقت کی بات ہے، ویسے ایک بات ہے۔۔۔اس نے مجھ سے کئ بار رابطہ کیا تھا اس واقعے کے بعد اس نے مجھ سے کئ بار کہا تھا کہ میں لوٹ آؤں مگر میں نے اسے آج تک معاف نہیں کیا،۔۔اور وہ یہی ڈیسرو کرتا ہے چاہے وہ جتنی محبت کرتا ہو" اس نے آنکھوں میں آنے والے آنسوؤں کو روکا

"ایک بات کہوں، محبت وہ نہیں۔۔ محبت آہ کرتی ہیں۔۔۔۔ اور ویسے بھی جو محبت کرتے ہیں وہ یوں دربدر نہیں پھرتے،۔۔۔۔۔ آپ کو پتا ہے میری ملاقات ہوئی تھی آپ کے شوہر سے۔۔ اور جانتی ہیں اس نے مجھ سے شادی کا اظہار کیا..."اس نے شہلا کو ہلا کر رکھ دیا، وہ جو سوچتی تھی کہ روحان آج بھی اس سے محبت کرتا ہے۔۔۔ اس کی ساری امیدیں ٹوٹ سی گئیں۔۔۔ اس نے اب تک روحان سے طلاق نہیں لی تھی کیونکہ اسے لگتا تھا کہ شاید روحان بدل گیا ہو گا اور اسے مکمل طور پر بدلنے میں کچھ وقت لگے گا۔۔ اور وہ اس وقت کا انتظار کر رہی تھی جب وہ روحان کو معاف کر دیتی۔۔ مگر زنیرہ کی اس بات نے اس کا دل بری طرح چھلنی کیا تھا،،، وہ جانتی تھی کہ روحان بہت برا ہے مگر اس بات کی تسلی تھی کہ وہ صرف اس کا ہے،، بہت ضبط کے بعد بھی اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

"آپ روئیں نہیں پلیز۔۔۔ بتانے کا مقصد آپ کو ہرٹ کرنا نہیں تھا۔۔۔ صرف اس بات کا احساس دلانا تھا کہ اگر آپ اس کو لے کر کسی غلط فہمی کا شکار ہیں تو برائے مہربانی اپنی آنکھیں ضرور کھول لیں، آپ کی باتیں اس بات کی عکاسی کر رہی ہیں کہ وہ نہیں آہ اس سے محبت کرتی ہیں، اس ہی لیے میں نے آپکو یہ سب بتانا مناسب سمجھا،۔۔۔ اگر آپ تکلیف میں ہیں تو میں معزرت چاہتی ہوں" اس نے اسے سمجھانا چاہا کہ وہ کس قدر غلط فہمی میں ہے

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ اس کی اور زنیرہ کی ملاقات کو کافی وقت گزر چکا تھا،۔۔۔ اور اسے یہ بات سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اس نے ملنے کی بات کر کے

خود ہی انکار کیوں کر دیا، وہ جانتا تھا کہ زنیرہ اسے کبھی معاف نہیں کرے گی مگر وہ اسے بتانا چاہتا تھا کہ پچھلے کئی سالوں سے وہ کتنی بے چینی اور اضطراب کا شکار ہے۔۔۔اسے یاد تھا کہ زنیرہ اس سے شادی کرنے کے لیے کتنی بار اسرار کرتی تھی کیسے وہ صرف اس ہی بات پر ناراض ہو جاتی کہ ہماری شادی کیوں نہیں ہوتی، اور وہ ہر بار ٹال جاتا۔۔۔نہ تو اسے شادی کرنی تھی اور نہ ہی اسے زنیرہ میں کوئی دلچسپی تھی، وہ ہمیشہ ہی اس سے بے ذار رہا تھا، مگر اسے بھی اپنی ذات کو داد دینے کا دل چاہتا تھا کہ کس طرح اس نے اس معصوم کو آئینے میں اتارا تھا،

"آہ کاش۔۔۔کاش کہ میں اس لڑکی کے احساسات سے نہ کھیلتا، کتنا چاہا اس نے مجھے،۔۔۔۔۔۔ہو سکتا ہے کہ وہ مجھ سے اب۔۔۔میں اسے منالوں گا۔۔۔اوشہلا؟اس کا کیا ہو گا،۔۔۔۔۔خیر اس کی زندگی میں اب میری کوئی اہمیت بھی نہیں ہے،۔۔۔۔۔میں اسے طلاق دے دوں گا۔۔ویسے بھی اسے اب لوٹ کر نہیں آنا۔۔۔وہ نہیں آئیگی،۔۔۔اور ویسے اتنے سال میں اس اذیت کی آگ میں جلا ہوں کہ اب زنیرہ کو کھو دینا میرے بس میں نہیں،۔۔۔میں اسے بہت بہت خوش رکھوں گا" اس نے اپنے طور پر تمام باتیں سوچ لیں تھیں اور اسے یقین تھا کہ زنیرہ کو شیشیے میں اتارنا مشکل نہیں ہو گا، اس کے نزدیک اب وہ کوئی گناہ نہیں کر رہا تھا، اپنی تسکین کے لیے زنیرہ کا حصول لازمی تھا۔۔۔۔

وہ آج اسکول کے لیے تیار ہو رہی تھی جب اس کا موبائل بجا،

"تیار ہو ناں؟روحان کی آواز ابھری

"ہاں بالکل، مگر ہمیں ابھی تو نہیں ملنا ناں، مطلب چھٹی کے بعد ہی ملیں گے، "اس نے سوال کیا

"جانتا ہوں بھئی، مگر کیا کروں انتظار کرنا آسان نہیں "اس نے مسکرا کر کہا

"اچھا؟؟ مگر کرنا تو پڑیگا "اس نے مسکرا کر کہا

"چلو پھر ملتے ہیں "اس نے یہ کہہ کر فون بند کیا

زنیرہ نے ٹھیک ویسا ہی کیا جیسا روحان نے اسے سمجھایا تھا وہ اسکول کی چھٹی کے بعد وین والے کے پاس گئی اور بتایا کہ وہ آج نہیں جائے گی اسے سوست کے ساتھ جانا ہے جس پر وین والے نے اسے بتایا کہ اس کی والدہ اسے پہلے ہی فون کر کے یہ بات بتا چکی ہیں، اس نے وین کے جانے کے بعد اپنے قدم اسکول کے پیچھے والے روڈ کی طرف بڑھائے جہاں روحان اس کا منتظر تھا روحان نے گاڑی کے شیشے نیچے کیے اور اس کی دیکھ کر مسکرایا وہ بھی جواباً مسکرایا۔ اس نے گاڑی کی طرف قدم بڑھائے اور فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھ گئ

"ہائے، حسرت ہی رہ جاتی تمھیں روبرو دیکھنے کی "اس نے سن گلاسز آنکھوں سے اتارے اور اپنے گھمبیر لہجے میں اس سے کہا تو اس نے شرما کر گردن جھکالی

"آپ میرا ویٹ کر رہے ہوں گے ناں کب سے "اس نے معصومیت سے اسے دیکھا جع اس کی

پہلی محبت تھا

" بھئی انتظار کا بھی اپنا مزہ ہے "اس نے گاڑی اسٹارٹ کرتے ہوئے کہا

"ہم کہاں جائیں گے "اس نے سوال کیا

"سب سے پہلے ہم لنچ کریں گے اس کے بعد ہم سی سائٹ جائیں گے اور پھر میں تمھیں ایک سرپرائز، دوں گا "اس نے گاڑی چلاتے ہوئے کہا

"واؤ کتنا مزہ آئے گا ناں، سرپرائز کا تو مجھے نہیں معلوم مگر سی سائٹ پر جانا میں ہمیشہ یاد رکھوں گی "اس نے ایکسائٹڈ ہو کر کہا

"اچھاجی؟ مگر میں سچ کہوں تم سی سائٹ سے زیادہ اس سرپرائز، کو یاد رکھو گی جو میں تمھیں آج دینے والا ہوں "اس نے عجیب انداز سے کہا تو وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگی پھر اگلے پل مسکرا دی۔۔۔

وہ دونوں سمندر کے کنارے بیٹھے تھے وہ آنکھیں موندے ساحل پر آتی ٹھنڈی ہوا کو اپنے اندر اتار رہی تھی اور وہ اسے دیکھ رہا تھا، لنچ کے بعد وہ دونوں پلان کے مطابق سی سائٹ پر آگ ئے تھے اور اب وہ مسرور ہو رہی تھی

"محبت پاگل ہوتی ہے ناں "اس نے آنکھیں موندے ہی کہا

"ہاں! تمھاری ذات اس بات کی تشریح کر رہی ہے "اس نے جواب دیا

"آپ مجھے دیکھ رہے ہیں ناں "اس نے اس ہی پوزیشن میں بیٹھے سوال کیا

نہیں۔۔۔ تمھارے سکون کو" اس نے جواب دیا

"یعنی خود کو" اس نے پانی میں پاؤں ڈالے وہ دونوں اس طرح بیٹھے تھے کی پاؤں ہھیلانے ہر پاؤں سمندر میں بھیگ جاتے

"کیا مطلب" روحان نے سوال کیا

"میر اسکون تو آپ ہیں،" اس نے برابر بیٹھے شخص کو آنکھیں کھول کر دیکھا

"ہوں! جانتا ہوں۔۔۔" اس نے گیلی مٹی ہر لکیر بناتے ہوئے کہا اور زنیرہ نے گیلی مٹی ہر روحان کا نام لکھا اور مسکرا کر دیکھتی رہی اگلے ہی پل کچھ تیز لہریں آئیں اور اس کا لکھا گیا نام مٹا گئیں۔۔۔ وہ بچوں کی طرح اداس ہو گئ

"کیا ہوا" تیمور نے اس کا اداس چہرہ دیکھ کر کہا

"دیکھیں آپ کا نام مٹ گیا" اس کی آنکھوں سے آنسو نکل اس کے رخسار پر بہہ گیا

"اوہو! اتنی سی بات پر رونے لگ گئیں" اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا آنسو صاف کیا تو وہ مسکرا دی آپ کو پتا ہے میں نے آہ کے لیے حلوہ بنایا تھا، جب میرے ہاتھ جلے تھے، میں نے بتایا تھاناں، یہ دیکھیں" اس نے اپنی جلی ہتھیلیاں اس کے سامنے پھیلائیں

"تم پاگل ہو زنیرہ" اس نے اس کے ہاتھوں ہر ہاتھ پھیرا اس کے ہاتھ اب بھی ملائم تھے مگر شدید جلنے کی وجہ سے نشان اب بھی باقی تھے

"ہاں! پاگل تو میں ہوں روشو بھی یہی کہتا ہے" اس نے منہ بنا کر کہا

"ہوں! یہ روشو کون ہے؟" اس نے سوال کیا

"روشو؟ وہ میرا ماموں زاد ہے، پہلے مجھ سے بہت دوستی تھی مگر اب نہیں ہے," اس نے سمندر کی جانب دیکھ کر کہا

"کتنی پیاری لگتی ہیں تمھاری گھنی پلکیں" اس نے زونی کو بغور دیکھتے ہوئے کہا

"آپ کو میں بہت اچھی لگتی ہوں ناں" اس نے مسکرا کر پوچھا

"ہاں بہت" اس کا رخ اب سمندر کی طرف تھا انہیں یہاں بیٹھے کئی گھنٹے ہو گئے تھے سورج کے ڈھل جانے کا خوبصورت منظر ان کی آنکھوں کے سامنے تھا

"میں آپکو ہمیشہ اچھی لگوں گی ناں، میری دوست کہتی ہے کہ لوگوں کی پسند بدل جاتی ہے" اس نے معصومانہ انداز سے پوچھا تو سامنے بیٹھا شخص اسے کچھ دیر دیکھتا رہا

"ایک بات بتاؤ، تم مجھے کس حد تک چاہ سکتی ہو" اس نے عجیب انداز سے کہا

"مجھے حد تو نہیں معلوم، ہاں مگر میں صرف آپ ہی کو چاہ سکتی ہوں، مجھے بس یہ معلوم ہے" اس نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہا اس کی سیاہ آنکھوں میں۔۔۔

"تو کبھی آزمالوں تمھیں" اس نے اس کی طرف رخ موڑ کر کہا

"آزمانے سے پہلے پوچھتے نہیں ہیں" اس نے سامنے اٹھتی ہوئی لہروں کو دیکھتے ہو کہا

"تو چلیں پھر" اس نے ہاتھ آگے بڑھایا تو اس نے اپنا ملائم ہاتھ روحان کے ہاتھ میں دے دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی وہ دونوں گاڑی کی طرف جا رہے تھے جب روحان نے اسے روکا

"ارے یاد آیا، یہاں کی فرائڈ فش بہت زبردست ہے، تم گاڑی میں بیٹھو میں لو کر آتا ہوں"

اس نے گاڑی کی چابی زنیرہ کو دی تو وہ گاڑی میں جا کر بیٹھ گئ

کافی دیر انتظار کرتی رہی کہ اچانک کسی نے پیچھے سے اس پر حملہ کر دیا کوئی اس کا منہ کسی کپڑے سے بند کر رہا تھا اور وہ سامنے کھڑے روحان کو آواز بھی نہ دے سکی اور غشی میں چلی گئ

❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀❀

"ہیلو" کافی دیر سے بجتا ہوا فون زنیرہ نے اٹھایا

"ہیلو زنیرہ، میں شہلا بات کر رہی ہوں،" شہلا نے کرسی سے ٹیک لگاتے ہوئے کہا

"اوہ اسلام علیکم، کیسی ہیں آپ" اس نے مسکرا کر سلام کیا

"وعلیکم السلام، میں ٹھیک ہوں، دراصل مجھے تم سے کچھ بات کرنی تھی،" شہلا اب کرسی سے اٹھ کر کمرے میں ٹہلنے لگی

"جی" اس نے سوالیہ انداز سے کہا

"ایکچیولی، میرے پیرنٹس کی میں اکلوتی بیٹی ہوں اس لیے انہوں نے یہ گھر میرے نام کیا ہوا ہے، میں یہ گھر بیچ رہی ہوں اور اپنے پیرنٹس کے ساتھ بیرون ملک شفٹ ہو رہی ہوں،" اس نے تفصیل بتائ

"اچھا؟ مگر آپ یہ سب کچھ مجھے کیوں بتا رہی ہیں" اس نے سوال کیا

"کیونکہ۔۔۔ کیونکہ تمھیں میرا ایک کام کرنا ہے" اس نے بس اتنا کہا

"مجھے ؟ کیا کام " اسے عجیب سی حیرت تھی

"ہاں تمھیں، ۔۔۔۔۔۔۔ دراصل مجھے لگتا تھا کہ روحان بدل گیا ہو گا، ۔۔۔۔ مگر وہ اب بھی ویسا ہی ہے، ۔۔۔۔ تمھیں پتا ہے میں نے اسے ایک بار کہا تھا کہ جس راستے پر وہ جا رہا ہے وہاں بہت اندھیرا ہے، ۔۔۔۔ تنہائی ہے۔۔۔ مگر شاید۔۔۔۔ شاید زندگی نے اسے اب تک۔۔۔۔ اب تک اس اندھیرے اس تنہائی سے متعارف نہیں کروایا ہے " اس نے خلا میں گھورتے ہوئے کہا

"میں سمجھی نہیں " وہ واقعی نہیں سمجھ پائی تھی،

" دو مہینے ہیں، ۔۔۔ میرے جانے میں میں۔ اور ان دو مہینوں میں مجھے ساری تیاریاں کرنی ہیں " اس نے اسے بتایا

" اچھا... مگر ان سب میں میں آپ کی کیا مدد کر سکتی ہوں " اس نے الجھ کر پوچھا

" روحان تم سے شادی کرنا چاہتا ہے ناں .... " اس نے سوال کیا

"جی مگر میں۔۔۔۔ " اس نے اتنا کہا اور شہلا کی آواز پر چپ ہو گئ

" تم مان جاؤ، ۔۔۔۔ سمرہ اس وقت میرے ساتھ ہے " اس نے دونوں باتوں کو ملا کر کہا اور پھر کافی دیر ان کی بات ہوتی رہیپھر بہت دیر کے بعد زنیرہ نے فون رکھا، تمام باتیں اسپیکر پر ہو رہی تھیں اور سمرہ کہ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے "

پیچھے کھڑی شہلا فواد شاہ اور روحان کی باتیں سن رہی تھی اور اس کا دل چاہ رہا تھا کہ زمین میں گڑ جائے، فواد شاہ اور روحان اس قدر مگن تھے کہ انہیں شہلا کی موجودگی کا احساس ہی نہ ہوا

"واٹ دی ہیل، مجھے سمجھ نہیں آرہا، مسٹر روحان آپ میرا کام کیوں نہیں کر سکتے، فواد شاہ نے بارعب انداز میں کہا

سر سر سر آپ سمجھتے کیوں نہیں، یہ کام اتنا آسان نہیں ہے، اور ویسے بھی اس میں خطرہ ہے ۔۔۔۔ آپ میری بات سمجھیں۔۔۔۔ اوکے مجھے کچھ وقت دیں، لیٹ می ڈو سمتھنگ" اس نے عاجزانہ انداز میں گزارش کی

"مسٹر روحان قریباً دو سال ہو گئے ہیں، اور آپ ہیں کہ میری بات نہیں سمجھ رہے، میں اب اور انتظار نہیں کر سکتا" اس نے ناگواری سے کہا

"اوہ یس آئی نو، مھر سر میں پچھلے دو سالوں سے بہت کوشش کر چکا ہوں، اور ویسے بھی ریسینٹلی میرا آفس جلا ہے، میں اس کام میں بھی مصروف رہا ہوں" اس نے وضاحت دی

"تو کیا کروں میں، یہ ڈیل کینسل کر دوں، آپ جانتے ہیں ناں آپ کو اس ڈیل سے کتنا فائدہ ہو گا، یہ لیں کچھ رقم ایڈوانس میں لایا ہوں" اس نے پیسوں سے بھرا بریف کیس کھول کر اس کے سامنے رکھا

"آل رائٹ سر، میں آپکو اپنا پلان بتاتا ہوں" اس نے بریف کیس اپنی جانب کیا

"دیکھیں وہ لڑکی اس وقت ہوری طرح میرے جال میں پھنس گئی ہے، اور کچھ ہی دن لگیں گے

اسے گھر سے باہر نکالنے میں۔ ۔میں نے ایک جگہ سوچ رکھی ہے وہ شہر سے دور بھی ہے کوئی خطرہ نہیں ہو گا، "اس نے جگہ کا نام بتایا جو شہلا نے غور سے سنا یہ کوئی مشہور ہوٹل تھا جہاں پر وہ اسے لے جانے کی بات کر رہا تھا

"مگر وہ لڑکی مجھے انکار تو نہیں کریگی "فواد شاہ نے اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

"اوہو اسر ایک بار مچھلی کانٹے میں پھر جائے پھر اس کے ساتھ کیا کرنا ہے یہ ہم پر منحصر ہے "اس نے خباثت سے مسکرا کر کہا

"ہوں، ویسے تو یہ کام میں خود بھی کر سکتا تھا مگر تمھارا شاطر دماغ ہی اسے شیشے میں اتار سکتا تھا، مجھے بتایا تھا عون نے کس طرح تم نے کئی لڑکیوں کو شیشے میں اتارا ہے "اس نے سامنے رکھا چائے کا کپ اٹھایا

"ہاہاہا عون بھی ناں سارے راز فاش کر دیتا ہے "اس نے صوفے سے ٹیک لگائی

"چلو تمھارا فائدہ ہی کیا ناں "اس نے چائے کی چسکی بھرتے ہوئے کہا

"ویسے عون میرے ساتھ ہی ہو گا "اس نے بتایا اور پھر کچھ دیر بات کے بعد وہ چلا گیا اس کے جانے کے بعد شہلا نے اسے بہت سمجھانا چاہا، پہلے تو ششدر رہ گیا مگر پھر ڈھٹائی سے اس کے آگے کھڑا ہو گیا تھا، ان سب باتوں میں اس نے ایک بات فراموش کر دی کہ شہلا اس کا سارا پلان سن چکی ہے،

❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀ ❀

"اسلام علیکم اہل خانہ،" تیمور بہت ہی خوش نظر آرہا تھا، ساتھ ہی فرحت بیگم بھی مسکراتی اندر داخل ہوئیں،

وہ لوگ فاطمہ کی شادی کا کارڈ دینے آئے تھے دو ہفتے بعد فاطمہ کی شادی کے فنکشن اسٹارٹ ہونے تھے

"وعلیکم السلام، آؤ بیٹا کیسے ہو، آجائیں بھابی" میمونہ بیگم اٹھ کر فرحت خاتون سے گلے ملیں

"بہت مبارک ہو بھئی، ویسے تو آپ کارڈ نہ بھی دیتیں تو بھی آجاتے مگر کارڈ کے انتظار کا بھی اپنا ہی مزہ ہے" ھارون صاحب (زنیرہ کے والد) نے مسکرا کر کہا

"بالکل بھائی صاحب آپ تو گھر ہی کے ہیں، اچھا میں یہ ڈریس ابھی لائی ہوں زنیرہ کے لیے کہاں ہے وہ،" فرحت خاتون نے ایک بڑے سے شاپر سے نہایت قیمتی جوڑا نکالا

"ارے آپ اتنا مہنگا جوڑا کیوں لائی ہیں زنیرہ کے لیے" مومنہ بیگم نے اعتراض کیا

"کیوں میری بیٹی نہیں ہے کیا وہ؟" انہوں نے مسکرا کر کہا

"بالکل آپ کہ بیٹی ہے مگر اتنا مہنگا ہے یہ جوڑا بھابی" انہوں نے دبا دبا سا اعتراض کیا

"اچھا بھئی چھوڑو یہ سب باتیں، زنیرہ کو تو بلاؤ" انہوں نے بات ٹالی

"تیمور بیٹا زنیرہ چھت پر ہے جاؤ ذرا بلا کر لے آؤ" مومنہ بیگم نے تیمور کو مخاطب کیا

"جی پھپھو" اس نے فرمانبرداری کا مظاہرہ کیا اور چھت کی طرف قدم بڑھائے جہاں وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی

"اسلام علیکم "اس نے پیچھے سے پکارا

تو وہ پلٹی

"اوہ تم، تم کب آئے "اس نے مسکرا کر کہا

" تبھی جب آپ کہیں کھوئی ہوئی تھیں "اس نے بھی جواباً مسکرا کر کہا

"اوہ، کیسے آنا ہوا "اس نے سوال کیا

"کارڈ،۔۔۔"اس نے کہا تو وہ سمجھتے ہوئے سر ہلانے لگی

"ہوں،۔۔۔فاطمہ کیسی ہے "اس نے کچھ سوچ کر کہا

"ویسی ہی ہے، "اس نے۔ منہ بنا کر کہا

"زونی؟ "اس نے پھر اگلی بات کہی

"ہوں "وہ خیال سے چونکی

"میں نے تم سے ہمیشہ جو سوال کیا ہے، کیا دوبارہ کر سکتا ہوں "اس نے اٹکتے ہوئے کہا

"سوال کرنا تمھارے اختیار میں ہے اور جواب دینا میرے اختیار میں،۔۔۔"اس نے رخ موڑ کر کہا

"تو کیا جواب ہے تمھارا "اس نے کسی امید سے سوال کیا

" تمھارا رشتہ طے ہو گیا ہے تیمور "اس نے ہنسی دباتے ہوئے کہا اس کا رخ دوسری جانب تھا

"یار مجھے نہیں کرنی اس سے شادی، وہ۔۔۔۔ وہ میری پسند نہیں ہے۔۔۔۔۔۔ تم ہو میری پسند "

اس نے بچپن کی طرح ضدی انداز سے کہا تو وہ دل ہی دل میں ہنسنے لگی، اگلے پہ اس کا موبائل بج اٹھا

" تیمور تم جاؤ میں آتی ہوں، میری فرینڈ کی کال ہے "اس نے تیمور کو جانے کے لیے کہا تو وہ منہ بناتا نیچے چلا گیا

"ہیلو،" اس نے فون اٹھایا

"ہیلو زنیرہ، تم نے مجھے میسج کیا تھا،۔۔۔۔۔۔ تم کہاں ہو زنیرہ پلیز مجھ سے مل لو، تم بہت سزا دے رہی ہو مجھے "اس نے بے چینی سے کمرے کے چکر کاٹے

"میں آپ سے ہفتے کی رات ملوں گی جہاں ہم آخری بار ملے تھے "اس نے اسے ملنے کی جگہ بتائی

"اچھا، یہ بات تو تم نے پہلے بھی کہی تھی،" اس نے سوالیہ انداز سے کہا

"ہوں، کہی تھی، مگر مجھے اس وقت آپ نے پروپوز نہیں کیا تھا اس لیے میں نے ارادہ ترک کر دیا تھا، اب تو ملنا لازم ہے، آپ کو جواب بھی تو دینا ہے ناں،" اس نے مسکرا کر کہا اور فون بند کر دیا

اس کا سر چکرا رہا تھا اسے کی آنکھیں بند تھیں، سر درد سے پھٹ رہا تھا چکر اس قدر آرہے تھے کہ وہ اپنی آنکھیں نہیں کھول پا رہی تھی، اسے کمرے میں کسی کے آنے کی آواز سنائی دی تو وہ سوتی

بنی رہی وہ ڈر رہی تھی کہ وہ ہلی تو نا جانے اس کے ساتھ کیا ہو جائے

اسے آخری بات صرف یہ یاد تھی کہ وہ روحان کے ساتھ تھی پھر اس کے ساتھ کیا ہوا اسے کچھ علم نہیں تھا۔۔

"ہیلو", کسی کی بھاری آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی

"لڑکی کے ہاتھ جلے ہوئے ہیں، یہ خیال تم نے رکھا میری چیز کا" کسی نے برہم آواز سے کہا

"اچھا، چلو خیر تم ریسٹ کرو پھر اپنی بیٹی کی برتھ ڈے میں بھی تو جاؤ گے" اس نے ہلکا سا قہقہہ لگایا

"اوکے،" اس کے بعد آواز آنا بند ہو گئ

کسی کے قدموں کی چاپ اسے اپنی جانب آتی سنائی دی،۔۔۔۔ کسی نے اس کے بندھے ہاتھ کھولے تو وہ چونک کر اٹھ بیٹھی اس کی آنکھیں کھلتے ہی اس کے سامنے بڑی بڑی مونچھوں والا شخص موجود تھا جسے دیکھ کر کوئی بھی بتا سکتا تھا کہ وہ چالیس سال سے کم کا آدمی نہیں ہے، وہ ڈر کر پیچھے ہو گئ

"ارے، ڈرو نہیں سوئیٹ ہارٹ،" اس نے زنیرہ کی طرف دیکھ کر کہا اور مسکرایا

"کک۔۔ کون ہیں۔۔۔ آپ" اس نے ڈرتے ہوئے کہا وہ اس وقت ڈر کر سمٹی ہوئ بیڈ کراؤن سے لگی ہوئی بیٹھی تھی

"تمھارا ہونے والا شوہر ہوں" اس نے ہنستے ہوئے کہا

"کیا؟ یہ کیا بول رہے ہیں آپ۔۔ مجھے جانے دیں۔۔۔ پلیز" وہ ڈر کر بھاگنے لگی تو اس لمبے چوڑے شخص نے اس کی نازک کلائی اپنے ہاتھ میں لے لی

"ارے، بھاگو گی۔ ہاہاہا۔ یہاں سے بھاگنا اتنا آسان نہیں ہے، سمجھیں۔" اس نے اسے ہراساں کرتے ہوئے کہا تو وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی

"مجھے جانے دو پلیز۔۔۔۔ مجھے روحان کے پاس جانا ہے پلیز جانے دو مجھے۔۔۔ چھوڑو" اس نے اپنی کلائی اس کے مضبوط ہاتھوں سے چھڑانے کی ناکام کوشش کی

"ہاہاہا۔۔۔ روحان۔۔۔ اس کے پاس جاؤ گی۔۔ ہاہاہا واقعی بہت شاطر ہے سالا،۔۔۔ کتنا پاگل کر دیا اپنے عشق میں تمھیں ہاہاہا" اس نے قہقہہ لگایا تو وہ ڈر گئی اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا، کہ یہ شخص کیا کہہ رہا ہے

تم نے۔۔۔ تم نے کیا کیا روحان کے ساتھ" اس نے اس سے سوال کیا

"میں؟ میں کیا کروں گا۔۔۔ کیا تو اس نے ہے۔۔۔۔ میرا کام۔۔۔ اب مزے آ ڑا رہا ہو گا" اس نے اسے بتایا تو وہ چونک گئی

"کام؟ کیسا کام؟" اس نے سوالیہ انداز میں کہا

"تمھیں میرے پاس لانے کا کام" اس نے ہنس کر کہا تو اس پر حیرت کے پہاڑ ٹوٹ پڑے

"کک۔۔ کک۔ کیا؟ کیا کہا آپ نے؟ وہ۔۔۔ وہ لائے مجھے یہاں" اس نے حیرت سے کہا

اس کمرے تک تو نہیں صرف اس ہوٹل کے دروازے تک،۔۔۔ باقی کام تو میں نے خود ہی

کیا۔۔۔۔ ویسے پیسہ دے کر ہر کام ہو جاتا ہے،۔۔۔۔اب دیکھوناں۔۔۔۔ یہاں کا ایک سیکیورٹی گارڈ تمھیں یہاں پہنچانے میں میرے ساتھ ملا ہوا تھا۔۔۔

ہاہاہاہا۔۔۔ سارا کھیل پیسے کا ہے مائ ڈیئر "اس نے اسے بتایا تو اسے یقین نہ آیا

" آپ جھوٹ بول رہے ہیں،۔۔۔۔۔ آپ نے مجھے اغوا کیا ہے، روحان ایسا کبھی نہیں کر سکتے میرے ساتھ۔۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ جھوٹ ہے یہ سب "وہ ماننے سے بالکل انکاری تھی

" اوہو، چلو تمھیں بتاتا ہوں کہ تمھارے ساتھ ہوا کیا ہے۔ دراصل میں حسین چہروں کا دیوانہ ہوں۔۔۔ اور کئ حسین چہرے میری گرفت میں میرا دل بہلانے آ چکے ہیں، مگر۔۔۔۔۔اب تک کوئی اس قدر دل کو نہیں بھایا۔۔۔ جتنا تم مجھے پسند آئیں۔"وہ اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا

"یاد ہے۔۔۔۔۔۔۔ وہ مہندی کا فنکشن۔۔۔ جہاں تم میرے دل پر وار کرنے آئ تھیں۔۔۔ میں نے وہیں دیکھا تھا تمھیں۔۔ تمھاری دوست کی بہن تھی ناں دلہن ؟"اس نے وہاں سے اٹھ کر کھڑکی کے پردے ہٹائے

"میں نے سوچا کہ تم سے شادی کر لوں۔۔۔ مگر تم اس وقت چودہ سال کی تھیں۔۔ اور میں اڑتیس سال کا۔۔۔۔ ہاں میں چالیس سالہ مرد تم پر فدا ہوں "اس نے مڑ کر سہمی ہوئی زنیرہ کو دیکھا جس کے پیروں تلے زمین نکلے جا رہی تھی۔

" تمھیں پتا ہے مستقل تم میری نظروں کے حصار میں تھیں۔ مجھے سمجھ نہیں آیا کہ تم تک رسائی کیسے ہو۔ اور ہو بھی گئ تو تم مانو گی نہیں۔۔۔۔ اس لیے میں نے اپنے بزنس پارٹنر روحان کو

تمھارے متعلق بتایا۔۔۔وہ ماہر ہے لوگوں کو پاگل بنانے میں،۔۔۔وہ میرا جونئیر ہے اور بیس فیصد شئیر ہولڈر بھی ہے،۔۔"اس نے سگریٹ سلگائی

"یوں تو میری زندگی میں کئی عورتیں آچکی ہیں، مگر دل اس قدر بے چین نہیں ہوا۔ خیر۔۔۔ پھر میں نے تمھارے متعلق روحان کو بتایا اور وہ اس بات پر حیران ہوا کہ مجھے تمھارے جیسی کمسن لڑکی پسند آئی۔۔۔بہت مباحثہ ہوا میرا اس سے۔۔۔۔مگر پھر وہ مان ہی گیا ظاہر ہے، پانچ کروڑ دیے میں نے اسے۔۔"اس کے لیے بہت بڑی رقم تھی،۔۔اسے ماننا پڑا۔ابھی ابھی پہنچادی میں نے ساری رقم اسے"اس نے سامنے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا

"یہ سب جھوٹ ہے۔۔۔ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔۔۔ایسا نہیں ہو سکتا کہ روحان مجھے دھوکا دیں۔۔۔وہ مجھ سے۔۔۔بہت۔۔۔محبت"اس نے روتے ہوئے اس سے کہا

"رکو تمھیں سب سمجھ آجائے گا"اس نے موبائل نکالا

"روحان۔۔ہاں تم یہیں آجاؤ، میرے نکاح میں تمھاری شراکت ضروری ہے"اس نے فون کا اسپیکر آن کیا

"ہاہاہا اچھا۔۔آجاتا مگر ابھی میری وائف کا فون آیا وہ مجھے لینے آرہی ہے میں نے بتایا تھا ناں کہ آج میری بیٹی کی برتھ ڈے ہے"اس کی آواز سن کر زنیرہ کو لگا کہ وہ مر جائے گی اس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا بندھ گیا اس سے رویا بھی نہیں جارہا تھا،

"ہاہاہا چلو تم وہاں انجوائے کرو،۔۔۔اور میں یہاں"اس نے قہقہہ لگایا اور زنیرہ کی طرف

دیکھا

"سن لیا؟ اب تو یقین آگیا ہو گا تمھیں۔۔۔۔وہ ایک شادی شدہ دس سالہ بچی کا باپ ہے۔۔۔اور وہ تم سے میرے لیے بات کرتا تھا۔اس ہی لیے اس کے جال میں پھنسائی گئی تھیں تم، اب چپ کر کے بیٹھو۔۔۔ تھوڑی ہی دیر میں میرا نکاح ہے تم سے الماری کھولو اس میں سے شادی کا جوڑا نکالو اور پہنو میں آتا ہوں" اس نے اتنا کہا اور کہہ کر کمرہ لاک کر کے چلا گیا اور زنیرہ زمین میں ڈھیر ہوتی گئی

"کل رات دس بجے میری فلائٹ ہے, میں تمھیں ہمیشہ یاد رکھوں گی زنیرہ۔۔" وہ اس وقت شہلا کے گھر پر تھی

"یاد تو میں بھی رکھوں گی، ویسے بھی زندگی نے جو ہمارے ساتھ کیا۔۔۔اس میں ہم دونوں غیر دانستہ طور پر ایک دوسرے سے منسوب ہو گئے ہیں،" اس نے پھیکی سے مسکراہٹ سے کہا

"میں یہ تو نہیں کہوں گی کہ میرا خسارا زیادہ ہے مگر۔۔۔ہاں میری امید بہت بری طرح ٹوٹی ہے" شہلا کے چہرے پر صاف مایوسی تھی

"ہوں! میں اندازہ کر سکتی ہوں۔ کہ جب مان ٹوٹ جائے تو کیا گزرتی ہے، کوئی آپ کا سب کچھ ہو اور آپ سے سب کچھ چھین لے تو وہ آپکا رقیب ہوتا ہے" اس نے بھی خلا میں گھورتے ہوئے کہا

"ہمارے اپنے ہمارے رقیب.. خیر تم یہ کافی پیو ناں ٹھنڈی ہو گئ ہے،" اس نے کافی کا مگ اٹھایا اور زنیرہ کی طرف بڑھایا

"تھینکس" اس نے مسکرا کر کپ تھاما

"تمھیں اسے کل جواب دینا ہے، کر سکو گی یہ" اس نے اس سے سوال کیا

"کرنا پڑیگا۔" اس نے کافی کا گھونٹ بھرا

"اور یہ میری امانت" اس نے ایک بند کاغذ اس کی جانب بڑھایا جو اس نے تھام لیا اور سوالیہ نظروں سے شہلا کی طرف دیکھا

"بہت دیر کر دی آنے میں" زنیرہ کے لیے کرسی کھینچتا روحان مسکرا کر بولا

"انتظار کا بھی اپنا مزہ ہے" اس نے جواباً مسکرا کر کہا تو روحان اس کے سامنے لگی کرسی پر بیٹھ گیا

"یاد ہے پورا ایک مہینہ اپنے انتظار میں رلایا تھا آپ نے" اس نے مسکرا کر کہا

"میں شرمندہ ہوں،" اس نے شرمندگی سے کہا

"ہوں، چھوڑیں پرانی بات ہے" اس نے عجیب انداز سے کہا اور اتنے میں ویٹر ان کی ٹیبل پر آگیا

"ٹو چکن اسٹیک، ٹوٹو میٹو سوپ اینڈ پینا کولاڈا فار بوتھ" روحان نے ویٹر کو آرڈر دیا تو وہ چلا گیا

"اور سناؤ کیسی ہو تم؟ جاب کر رہی ہو؟" اس نے سوال کیا

"ہاں کر رہی ہوں، "اس نے مختصراً کہا

"تم بہت بدل گئ ہو زنیرہ "اس نے اسے دیکھتے ہوئے کہا

"اچھا؟ کیا بدلا مجھ میں؟ "اس نے سوال کیا

"بہت کچھ، مگر آج بھی تم سب سے الگ ہو، منفرد "اس نے مسکرا کر کہا

"ہوں، کچھ حادثات آپ کو بدل کر رکھ دیتے ہیں "اس نے اس کی جانب دیکھ کر کہا

"میں جانتا ہوں،۔۔ تم وہ واقعہ کبھی نہیں بھول سکتیں، بہت غلط کیا تھا میں نے تمھارے ساتھ ۔۔۔ مگر میں اس کا مداوا کرنا چاہتا ہوں.... میں سچ کہہ رہا ہوں زنیرہ۔۔ اتنے سال میں بہت بے چین رہا ہوں۔۔۔ بہت مضطرب۔۔۔ "اس نے پشیمانی سے کہا

"ہوں, آرڈر آگیا ہے "اس نے ویٹر کو دیکھ کر کہا

"اچھا, تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ.... "اس نے صرف اتنا کہا

"آپکو کیسے معلوم مجھے اسٹیک پسند ہیں "اس ن روحان کی بات مکمل۔ نہ ہونے دی

"مجھے بتایا تھا ایک بار تم نے "اس نے ہنستے ہوئے کہا

"اچھا؟ آپ کو سب یاد ہے "اس نے اسٹیک کا ٹکڑا چھری سے کاٹ کر کانٹے میں پھنسایا

"ہاں، کافی باتیں "اس نے چمچ سے سوپ پیا

"ہوں، کافی باتیں۔۔۔ خیر آپ کو یاد ہے, آپ ہمیشہ مجھ سے ویک اینڈ پر ہی رات میں بات کیا کرتے تھے "اس نے اسٹیک کا ٹکڑا منہ میں ڈالا

"ہاں، یاد ہے" اس نے اس کی طرف دیکھ کر کہا

"کیونکہ آپ کی بیوی ویک اینڈ پر اپنے میکے گئ ہوتی تھی" اس نے اس کی جانب دیکھے بغیر کہا

"تمھیں کیسے معلوم؟" اس نے حیرت سے اسے دیکھا

"مجھے تو سب معلوم ہے" اس نے مسکرا کر اس دیکھا

"اچھا.... خیر میں نے آج تمھیں یہاں کیوں بلایا ہے، پتا ہے ناں تمھیں" اس نے اس کی طرف دیکھ کر کہا

"ہوں ظاہر ہے، اس ہی لیے تو آئ ہوں" اس نے ہنس کر کہا

"تو کیا سوچا تم نے" اس نے سمرہ کو دیکھا جو اب چمچ سے سوپ پی رہی تھی

"سمرہ کیسی ہے" اس نے سوال کیا

"ٹھیک ہے اپنی ماں کے ساتھ اس کے گھر پر ہے، اسکول سے لے گئ تھی وہ اسے، ویسے بھی وہ ہر ویک اینڈ جاتی ہے" اس نے مختصر بتایا

"اچھا۔" اس نے صرف اتنا کہا اور پھر دوبارہ اسٹیک پر آگئ

"ویسے تم نے مجھ سے ملنے میں اتنی دیر کیوں لگائ پورے تین مہینے ہو گئے، آخری بار ہم مال میں ملے تھے،" اس نے اسے یاد دلایا

"ہاں مجھے کچھ کام تھے،" اس نے ڈرنک کا ایک سپ لیا

"اچھا؟ ویسے کیا بتا کر آئ ہو گھر پر، اس وقت تم نکلتی نہیں ہو ناں" اس نے گھڑی کی طرف دیکھ

کر کہا

"وہ بہانا نہیں کیا جو آخری بار کر کے آپ کے ساتھ گئی تھی" اس نے "بہت دیر کر دی آنے میں" زنیرہ کے لیے کرسی کھینچتا روحان مسکرا کر بولا

"انتظار کا بھی اپنا مزہ ہے" اس نے جواباً مسکرا کر کہا تو روحان اس کے سامنے لگی کرسی پر بیٹھ گیا

"یاد ہے پورا ایک مہینہ اپنے انتظار میں رلایا تھا آپ نے" اس نے مسکرا کر کہا

"میں شرمندہ ہوں،" اس نے شرمندگی سے کہا

"ہوں، چھوڑیں پرانی بات ہے" اس نے عجیب انداز سے کہا اور اتنے میں ویٹر ان کی ٹیبل پر

آ گیا

کیا اور پھر سے کھانے میں مشغول ہو گئی

"تم ابھی تیار نہیں ہوئیں؟" فواد شاہ کمرے میں آیا تو زنیرہ کو اس ہی حلیے میں پایا جیسے وہ چھوڑ کر گیا تھا رو رو کر اس کا برا حال ہو گیا تھا

"مجھے نہیں کرنی آپ سے شادی۔۔۔۔ پلیز مجھے جانے دیں پلیز۔۔۔" وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی

"شرافت سے تیار ہو جا، ورنہ دوسرا راستہ بھی آتا ہے مجھے" اس نے زنیرہ کے بال مٹھی میں جکڑے اور اسے زور سے بیڈ پر پٹخا کہ اتنے میں دروازے پر دستک ہوئی

"کون" اس نے آواز دے کر پوچھا

"روحان ہوں، دروازہ کھولیں سر" اس نے دروازہ کھولا تو روحان اندر داخل ہو گیا

"تم یہاں کیا کر رہے ہو" اس نے دانت بھینچے

"ایک مسئلہ ہو گیا ہے سر، میری وائف نے میری بیٹی کی برتھ ڈے کے لیے یہیں ارینجمینٹ کی ہے، وہ مجھے گھر لینے آئی تھی مگر مجھے یہ نہیں بتایا کہ وہ یہاں لا رہی ہے، سمرہ بھی اس کے ساتھ نہیں تھی اس نے کہا وہ اپنے نانا نانی کے ساتھ پہلے ہی پہنچ چکی ہے، مگر جیسے ہی مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ یہاں لائی ہے میں فوراً اس سے بہانا کر کے یہاں آیا ہوں، ابھی ملا بھی نہیں ہوں کسی سے، مجھے اس سارے مسئلے میں اس سے یہ پوچھنے کا وقت ہی نہیں ملا تھا کہ کہاں لے جا رہی ہے۔۔۔ خیر اگر آپ باہر آئے تو مسئلہ ہو سکتا ہے وہ آپ کو جانتی ہے، آپ پلیز اندر رہیے گا" اس نے اتنا کہا اور ایک نظر روتی زنیرہ پر ڈالی جس کے دل کے اتنے ٹکڑے ہوئے تھے کہ اس کا اندازہ لگانا مشکل تھا، اس کی نظروں میں کئی سوال تھے، اس کی معصومیت اس سے بس یہ کہہ رہی تھی کہ میرے ساتھ ایسا کیوں کیا

"تم بہت برے ہو، تم بہت کمینے ہو" وہ اٹھ کر روحان پر جھپٹی تھی

"یہ کیا کر رہی ہو، ہٹو" اس نے اس کے ہاتھ پکڑ کے اس دھکا دیا تو وہ پرے ہوئی

"تم نے یہ کیا کیا میرے ساتھ، کیا بگاڑا تھا میں نے تمھارا، تم کتنے ظالم ہو روحان، کتنے ظالم ہو تم، چند پیسوں کے لیے تم نے مجھے۔۔۔،" وہ روتی روتی دیوار سے لگ گئی تھی

"اپنی آواز بند کرو سمجھیں،" اس نے اسے انگلی دکھا

"کیوں کروں کیوں کروں میں آواز بند، تم نے اتنا بڑا دھوکہ کیا میرے ساتھ گھٹیا انسان، تم نے مجھ سے چھپایا کہ تم شادی شدہ ہو ایک بچی کے باپ ہو،" اس نے اٹھ کر اس کا گریبان پکڑا

"اوہ یو فول، دور ہٹو میں نے کہا تھا میری باتوں میں آجاؤ، تم خود ہی خراب ہو، اگر اتنی پاک صاف تھی تو مجھ بات ہی کیوں کرتی تھیں" اس نے اس کو بازو سے پکڑ کر کہا

"تم بھگتو گے، ضرور بھگتو گے، میری آہ لگے گی تمھیں، میری بددعا ہے، تم بھی تڑپو گے، ایسے ہی کوئی تمھارے اپنوں کی معصومیت سے کھیلے گا۔۔۔ وہ بھی یونہی ٹوٹیگی،۔۔ تمھاری بیٹی۔۔۔ اس کے ساتھ بھی محبت کے نام پر دھوکا ہو گا۔۔ وہ بھی ٹوٹے گی۔۔۔ وہ بھی ٹوٹے گی" وہ روتے روتے زمین پر بیٹھ گئ

"روحان؟ آپ جیل سے کیسے چھوٹے" اس نے ڈرنک کا سپ لیا

"چھوٹ گیا تھا یار، اس ہی فواد شاہ کی وجہ سے، بہت تعلقات تھے اسکے" اس نے اس کی طرف دیکھ کر کہا

"اوہ اچھا؟ اور وہ پیسے جو آپکو اس نے دہے تھے، اور ہے کہاں وہ اب" اس نے سوالات کیے

"باہر چلا گیا ہے، اور سارا پیسہ بھی لے گیا تھا مجھ سے واپس، بہت کیس تھے اس پر، وہ مزید یہاں نہیں رہ سکتا تھا، اس واقعے کے بعد اس کا ایک اور کیس کھل گیا تھا اس ہی لیے اسے بیرون ملک

جانا پڑا" اس نے اسے مختصر کہا

"اچھا؟ خیر، نا جانے وقت نے اسے کیا سبق سکھایا ہو،" اس نے چہرے پر آتی لٹ کان کے پیچھے کی

"تم کتنی خوبصورت ہو زنیرہ، میں خوش قسمت ہوں کہ مجھے تم ملیں" اس نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا

"اچھا؟ تو کیا مل گئی میں آپ کو" اس نے مسکرا کر اسے دیکھا

"آل موسٹ" سامنے بیٹھا شخص پشیمان نہیں تھا ہرگز نہیں اور اس بات کا اندازہ اسے صاف ہو گیا تھا

"وقت کیا ہو رہا ہے؟" اس نے اس سے سوال کیا

"دس بج کر پندرہ منٹ" اس نے کلائی پر بندھی گھڑی دیکھ کر کہا

"ہاہاہا اچھا؟، بج گ ئے دس" وہ کیوں ہنسی روحان سمجھ نہیں پایا

ترّاخ سے پڑنے والا تھپڑ زنیرہ کو سن کر گیا

"شرافت سے تیار ہو جا، اور اگر۔۔۔" فواد شاہ بس اتنا ہی کہہ پایا کہ دروازے کے باہر شور سنائی دیا

"دروازہ توڑو،" پولیس اندر داخل ہو گئ تھی جسے دیکھ کر فواد شاہ اور روحان کے چھکے چھوٹ

گ ئے تھے

"اریسٹ دیم" ایک پولیس افسر نے آرڈر دیا، سامنے کھڑی شہلا نے بڑھ کر زنیرہ کو گلے لگایا،

"میں جانتی تھی کہ تم یہیں لاؤ گے اسے، تم کتنا گر گ ئے ہو روحان، اچھا ہوا کہ میں نے اس دن تمام باتیں سن لیں ورنہ نا جانے کیا ہو جاتا" اس نے دکھ سے اسے دیکھا

"میڈم ہم انہیں گھر چھوڑ دیں گے" ایک انسپیکٹر نے کہا

"نہیں میں انہیں خود چھوڑوں گی" اس نے انکار کیا

"آر یو شیور" اس نے سوال کیا

"یس آئی ایم، اینڈ تھینکس فار فیور آل کارپوریشن" اس نے مسکرا کر اس آفسر کی طرف دیکھا

"کیوں نہیں میڈم اٹس آر ڈیوٹی اچھا ہوا آپ نے ہمیں وقت پر کال کر دی، اگر ذرا بھی دیر ہو جاتی تو۔۔۔ خیر ٹیک کیئر آف یور سیلف" اس نے جواباً مسکرا کر کہا اور وہاں سے چلا گیا

شہلا نے زنیرہ کو نیچے لا کر گاڑی میں بٹھایا

"آپ کون ہیں؟" اسنے نے سہمے انداز سے شہلا کو دیکھ کر کہا

"روحان کی وائف" اس نے جواب دیا اور گاڑی اسٹارٹ کی اور زنیرہ سے ایڈریس پوچھ کر اسے گھر پہنچایا، وہ جس وقت گھر پہنچی اس وقت اس کے والد گھر پر نہ تھے رات کے آٹھ بجے وہ گھر میں داخل ہوئی اس کا چہرہ اس کے ساتھ ہونے والا واقعہ بیان کر رہا تھا

"کیا ہوا زنیرہ" مومنہ بیگم نے اس کو دیکھ کر سوال کیا تو وہ ماں کے گلے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر

رو دی اور انہیں سب بتایا تو ان کے پیروں کے نیچے سے زمین نکل گئی

"یہ کیا کہہ رہی ہو زنیرہ؟ کیا کہہ رہی ہو؟ ان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

"مجھے معاف کر دیں امی پلیز مجھے معاف کر دیں" وہ ان کے پیروں میں گر گئ تھی

"نہیں میرا بچہ نہیں،۔۔ اس میں تمھارا قصور نہیں ہے تم نا سمجھ تھیں۔، قصوروار تو میں خود ہوں کہ اپنی معصوم بچی کی حفاظت نہیں کر پائی" انہوں۔نے اسے قدموں سے اٹھا کر سینے سے لگایا

"امی میں بہت ڈر گئی تھی امی" وہ بلک بلک کر بچوں کی طرح رو رہی تھی

"کاش۔۔ کاش میں تمھیں جانے نہ دیتی کاش۔۔۔" انہوں نے روتے ہوئے کہا

"امی! آپ میرا یقین کریں، میں دوبارہ کبھی ایسا نہیں کروں گی اور۔۔۔۔ امی میں کبھی اس واقعے کو نہیں بھول سکتی کبھی نہیں" اس نے روتے ہوئے کہا اور پھر یہ واقعہ ان دونوں ماں بیٹی کے لیے بری یاد بن کر رہ گیا

"تم ہنس کیوں رہی ہو زونی" اس نے سوال کیا

"کچھ نہیں آپ کی قسمت پر ہنس رہی ہوں،" اس نے عجیب لہجے میں کہا

"کیا مطلب؟" وہ نا سمجھی سے بولا

"مطلب یہ مسٹر روحان کے دس بجے چکے ہیں، اور آپ کی زندگی کے بارہ بجے گ ئے" اوہ پھر

"کیا بول رہی زنیرہ؟ مجھے تمھاری کوئی بات سمجھ نہیں آرہی

"سہی کہا، ہم کبھی کبھی نہیں سمجھ پاتے کہ لوگ ہم سے فریب کر رہے ہیں، آپ سے کھیل رہے ہیں، آپ کو بیچ رہے ہیں" اس نے لفظ بیچ پر زور ڈالا

"زنیرہ وہ پرانی بات ہے بھول جاؤ اسے" اس نے بات بدلنا چاہی

"پرانی بات؟ تمھارے نزدیک ہوئی ہوگی پرانی میرے نزدیک آج بھی وہ دن بالکل ویسا ہے جیسا چھ سال پہلے تھا، آج بھی آج بھی جب وہ دن یاد کرتی ہوں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں" اس کی آنکھ سے آنسو بہنے لگے

"تمھیں پتا ہے، کتنا درد ہوتا ہے، ایک لڑکی کو جب اس کے معصوم احساس سے کھیل کر اسے استعمال کر کے اسے اپنے مقصد کے لیے بیچ۔۔۔ تم نہیں سمجھ سکتے۔۔۔ کیونکہ تم ایک گھٹیا انسان ہو۔۔۔ ارے تمھیں تو اپنی بیٹی کے ساتھ ہونے والا واقعہ بھی نہ بدل سکا..... تمھیں پتا ہے تمھاری بیٹی کو للہ نے میرے ہاتھوں ہی کیوں بچوایا، کیونکہ مجھے اس کی ماں کا قرض اتارنا تھا۔۔۔ اور کیوں وہ بچ گئی۔۔۔ اس لیے نہیں کہ روحان جیسا گندہ انسان اس کا باپ تھا بلکہ، اس لیے کیونکہ شہلا جیسی نیک عورت اس کی ماں ہے، اس دن اگر تمھاری بیوی مجھے نہ بچاتی تو نا جانے تم اور وہ فواد شاہ میرے ساتھ کیا کرتے۔۔۔ ویسے سچ ہے انسان کی فطرت نہیں بدل سکتی،" اس نے اپنا چہرہ پونچھا

"یہیں لائے تھے ناں بیچ ہر لے جانے سے پہلے ،؟ وہ بھی تمھاری بیٹی کو یہیں لایا تھا۔۔۔ دیکھو قدرت کیسا انتقام لیتی ہے، مگر۔۔۔۔ مجھے دکھ اس بات کا ہے کی تمھارے گناہوں کی سزا اس معصوم سمرہ کو ملی،۔۔ اور اس کے بعد بھی تم نہیں بدلے۔۔۔۔ بہت پیار کرتے ہو ناں اپنی بیٹی سے۔؟۔۔۔ کیسا لگے گا اگر میں کہوں کہ تمھاری بیٹی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اپنی ماں کے ساتھ تمھیں چھوڑ کر جا چکی ہے، کیسا لگے گا اگر میں تمھیں بتاؤں کہ سمرہ تمھارے بارے میں سب جان چکی ہے" اس نے روحان کے ہوش اڑا دیے تھے

"یہ کیا بول رہی ہو تم" روحان کے تیور بدلے تھے

"وہی جواب سے بیس منٹ پہلے ہو چکا ہے، دس بجے تمھاری بیوی اور اس کی فیملی کے ہمراہ سمرہ یہاں سے جا چکی ہے، کبھی نہ واپس آنے کے لیے" اس نے روحان کے پرخچے اڑا دیے

"نن۔۔۔ نن۔۔ نہیں۔۔۔ جھوٹ بول رہی ہو تم" اس کو اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا

"وہی جو تم نے سنا۔۔۔۔ یہ لو تمھاری بیوی کا آخری خط تمھارے نام" اس نے وہی کاغذ اس کی طرف بڑھایا جو شہلا نے اسے دیا تھا

"جواب کا تو پتا چل ہی گیا ہو گا۔۔ میں شادی کر رہی ہوں بہت جلد تمھیں کارڈ ضرور بھجواؤں گی" اس نے اپنا پرس اٹھایا اور وہاں سے چلی گئی پیچھے وہ تمام بری یادیں چھوڑ کر جو اسے آنے والی زندگی میں نہیں چاہیے تھی،

روحان بت بنا وہیں بیٹھا رہا اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ قسمت نے اسے اتنی بڑی سزا دی کہ اس

سے اس کی سب سے قیمتی چیز دور کر دی روحان کی آنکھوں سے آنسو گر رہے تھے اس نے خط کھولا اور پڑھنا شروع کیا

"جان سے ہیارے روحان،

ایسا ہی لکھا کرتی تھی ناں میں، مجھے پتا ہے جب تک یہ خط تمھیں ملے گا میں تم سے دور جاچکی ہوں گی، میں یہ تو نہیں بتاؤں گی کہ کہاں جارہی ہوں ہاں مگر یہ بتاؤں گی کی کیوں جارہی ہوں، مجھے لگتا تھا کہ تم لوٹ آؤ گے، تم سدھر جاؤ گے، ایک آس تھی ایک امید ایک انتظار۔۔۔ مگر۔۔۔ ہر انتظار کی منزل نہیں ہوتی... شاید اس انتظار کی بھی نہیں،

۔۔۔۔۔ مگر ہاں مجھے یقین ضرور تھا کہ تم مجھ سے محبت کرتے ہو، مگر میں غلط تھی شاید۔۔۔ جب تم نے زنیرہ کو شادی کے لیے پروپوز کیا اس دن مجھے یقین ہوا کہ میرا انتظار لاحاصل ہے، میں نے تمھاری بیٹی کو اب کچھ بتایا تا کہ اسے اپنے ساتھ ہونے والا واقعہ رب کیطرف سے زیادتی نہ لگے، اور ویسے بھی اللہ نے اسے بہت زیادہ برا ہونے سے بچا لیا تھا کیونکہ میں جانتی تھی تمھارا کیا اس کے آگے ضرور آئیگا اس ہی لیے میں اس کے لیے ہر پل دعا کرتی تھی کہ کہیں وہ تمھارا مکافات عمل نہ بن جائے، مگر کچھ تو آنچ آنی تھی، اس نے مجھ سے کہا کہ وہ میرے ساتھ جا کر آپکو سزا دینا چاہتی ہے، اور شاید میں بھی یہی چاہتی تھی، ۔۔۔ یاد ہے روحان میں نے تمھیں روکا تھا کہا تھا کہ آگے بہت اندھیرا اور تنہائی ہے، مگر شاید تم اس بات کا مفہوم نہیں سمجھ سکے تم نے پولیس سے چھوٹنے میں بھی دن نہ لگائے مجھے یاد ہے کیسے تم میری بیٹی مجھ سے چھین لے گئے

تھے، اور اب میں اپنی بیٹی تم سے بہت دور لے جا رہی ہوں اور اب، زندگی تمھیں ضرور اس بات کا مطلب سمجھا دے گی کہ تنہائی کس چیز کا نام ہے، زنیرہ سے دل سے معافی مانگ لینا، بہت غلط کیا تم نے اس کے ساتھ صرف چند پیسوں کے لیے اور وہ پانچ کروڑ روپے بھی تمھیں۔نہ مل سکے، یقیناً فواد کی ہوس جو پوری نہ ہو سکی، ورنہ آج تک تم اس ہی گھر میں نہ رہتے خیر،۔۔۔میں جا رہی ہوں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مجھے ڈھونڈنے کی کوشش مت کرنا ناکام رہو گے فی امان للہ "

فقط شہلا

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا بے تحاشا اس سے سب چھن چکا تھا سب کچھ اور سب سے زیادہ تکلیف اسے سمرہ کی دوری دے رہی تھی جس میں اس کی جان بستی تھی وہ اس سے ہمشہ کے لیے دور کر دی گئی تھی۔شاید اس کے لیے اس سے بڑی اور کوئی سزا نہ تھی۔۔۔

رخصتی کے بعد تقریباً سارا ہال خالی تھا وہ کرسی پر اداس بیٹھا تھا جب زنیرہ اس کے برابر۔میں آ بیٹھی

"کیا ہوا" اس نے سوال کیا

"کچھ نہیں" تیمور نے جواب دیا

"ہوں، فاطمہ کی وجہ سے۔۔۔۔ چلو خیر یے تم کونسا اکیلے رہو گے تمھاری سگھڑ وائف آنے والی ہے،" اس نے اسے چڑانے والے انداز میں کہا

"تم پھر شروع ہو گئیں" اس نے منہ بنا کر کہا

"لو بھئی ایک تو تمھاری ہونے والی بیوی کی تعریف کر رہی ہوں اور جناب کے مزاج نہیں مل رہے" اس نے ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر کہا

"کیا مسئلہ ہے تمھارے ساتھ؟ جاؤ پلیز،" اس کا موڈ واقعی خراب تھا

"ویسے وہ آئی تھی آج، لبنیٰ آپی نے ملوایا اسے مجھ سے، اچھی خاصی ہے،" اس نے اسے مزید تپا دیا

"زونی مجھے تنگ مت کرو" وہ اٹھ کھڑا ہوا اور جانے لگا

"روشو؟" اس نے برسوں بعد اسے اس نام سے پکارا تو وہ حیرانی سے مڑا

"شادی کرو گے مجھ سے" اس نے ٹیبل پر لگے فلاور واز میں سے ایک پھول نکال کر اس کی طرف بڑھایا تو تیمور کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کچھ دیر تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا مگر اس سے پہلے کہ زونی ارادہ بدل لے اس نے فوراً وہ پھول تھام لیا،

"اور اس کا کیا ہو گا" اس نے شرارت سے زونی کو دیکھا

"اسے میں نے بھگا دیا۔" زونی نے مسکرا کر جواب دیا اور دونوں ہنسنے لگے،

زنیرہ نے اس کو پالیا جو اسے سب سے زیادہ چاہتا تھا اور یہ خوشی اس کے ہر غم کا مداوا بن کر اس کی زندگی میں آئی تھی۔۔

ختم شد۔